حیواناتِ قرآنی

قرآن مجید میں جن حیوانات کا ذکر آیا ہے ان کے اسماء
صفات، افعال و متعلقات سے متعلق ایک جامع لغت

مولانا عبدالماجد دریابادیؒ
صاحب تفسیر القرآن (اردو، انگریزی) مدیر صدق لکھنؤ

مَجلسِ نشریاتِ اِسلام
۱۔کے۔۳۔ ناظم آباد مینشن، ناظم آباد ۱ کراچی ۱۸

اَلحَیوَانَاتُ فِی القُرآن

یا

حیواناتِ قرآنی

قرآن مجید میں جن حیوانات کا ذکر آیا ہے ان کے اسماء، صفات، افعال و متعلقات سے متعلق ایک جامع لغت

از

مولانا عبد الماجد دریابادیؒ
صاحب تفسیر القرآن (اردو و انگریزی) مدیر صدق لکھنؤ

مجلس نشریات اسلام ۱-کے-۳ ناظم آباد مینشن، ناظم آباد نمبر ۱۸ کراچی

نام کتاب	———	حیوانات قرآنی
مؤلف	———	عبدالماجد دریا بادیؒ
کتابت	———	عبدالعزیز گونڈوی
طباعت	———	احمد برادرز پرنٹرز۔ کراچی
ضخامت	———	۲۱۶ صفحات
ایڈیشن	———	۲۰۰۶ء

فون: ۶۶۰۱۸۱۷

اسٹاکسٹ: مکتبہ ندوہ قاسم سینٹر اردو بازار کراچی

ناشر
فضل ربی ندوی
مجلس نشریات اسلام ۱-کے-۳ ناظم آباد مینشن، ناظم آباد ۱ کراچی ۱۸

الحیوانات فی القرآن

یا

حیواناتِ قرآنی

از: مولانا عبد الماجد دریا بادیؒ

فہرست

ت

ث

ج

ح

ل

م

ن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

خدمت قرآن مجید کے طریقے بے شمار ہیں۔ جب تفسیر قرآن (الٰہی سیدھی جیسی بھی بن پڑی) انگریزی اور اس کے بعد اردو میں بھی ختم کرلی، تو اور ہمت بڑھی۔ اور خیال آیا، کہ قرآن کی کچھ اور بھی خدمت علمی رنگ میں کیجئے اور ایسے طور پر کہ جو زمانے کے بھی مزاج کے موافق ہو۔ یہ مجموعۂ اوراق اسی خیال کا ایک علمی ثمرہ ہے۔

قرآن مجید اصلاً ایک کتاب ہدایت اور دستور العمل ہے۔ لیکن ضمناً بہت سے علمی مسائل پر بھی اس سے روشنی پڑجاتی ہے اور عربی زبان و ادب کے علاوہ مختلف علوم و فنون کے بھی کتنے ہی عنوانات اس سے منور ہوجاتے ہیں۔

قرآن مجید میں حیوانات کا ذکر خاصی تعداد میں آیا ہے۔ ابل (اونٹ)، بعیر (اونٹ)، جمل (اونٹ)، خیل (گھوڑا)، حمار (گدھا)، ذئب (بھیڑیا)، غراب (کوّا)، فیل (ہاتھی)، طیر (پرندے)، دواب (جانور)، حوت (مچھلی)، حیتان (مچھلیاں)، معز (بکری)، ضان (بھیڑ)، بقرہ (گائے بیل)، انعام (مویشی)، ثعبان (سانپ)، حیہ (سانپ)، عنکبوت (مکڑی)، ذباب (مکھی)، بعوضہ (مچھر)، ضفادع (مینڈک)، نحل (شہد کی مکھی)، نمل (چیونٹی)، سلویٰ (بٹیر)، سبع (درندہ)، بہیمہ (چرندہ)، بغال (خچر)، عجل (بچھڑا)، جراد (ٹڈی)، کلب (کتا)، قسورہ (شیر) وغیرہ۔ اور پھر ان کے متعلقات مثلاً جناحیہ (پرندوں کے پر) لحوم

(ان کے گوشت) شحوم (ان کی چربیاں) فرث (ان کا گوبر) لبن (ان کا دودھ) ظفر (ان کے کھر) بطون (پیٹ) اشعار ھا (انکے بال) اوبار ھا (انکے روئیں) دما دھا (ان کا خون) حوایا (ان کی انتڑیاں) عظم (انکی ہڈی) وغیرہا۔ اوران کے افعال وحرکات۔ مثلاً ان کا اڑنا دیکھیو) ان کا کھیت جوتنا (تثیر) ان کا کھانا (اصطلی السبع تاکل الانعام) ان کا دوڑتے ہوئے ہانپنا (ضبحاً) ان کا زبان نکالے رہنا (یلہث) ان کا پروں کا سمیٹنا (یقبضن) ان کا صبح وشام چراگاہوں کو آنا جانا (تسرحون تریحون) ان کا نگل جانا (تلقف) وغیرہا۔ ساتھ ہی ان کے صفات بھی حتی الامکان نظر انداز نہیں ہوتے پائیں۔ مثلاً تلا ہوا بچھڑا (حنیذ) موٹا تازہ بچھڑا (سمین) دبلی سواریاں (ضامر) موٹی تازی گائیں (سمان) دبلی پتلی گائیں (عجاف) وحشت زدہ گدھے (مستنفرہ) وغیرہا۔

اگلے صفحات میں اس قسم کے تمام الفاظ قرآنی کو بہ ترتیب حروف تہجی یکجا کردیا گیا ہے اور ایسے لفظوں اور فقروں کی تعداد ۷۶ تک پہنچی ہے۔ اس کے بعد:۔

۱۔ پہلے ان کے معنی دیئے ہیں۔

۲۔ پھر قرآن مجید میں یہ جہاں جہاں آئے ہیں اس کا حوالہ بہ قید پارہ وسورت و رکوع ہے۔

۳۔ پھر یہ بتایا ہے کہ قرآن نے اس کے متعلق کیا کہا ہے۔

۴۔ پھر اس جانور، یا اس کے کسی حصہ جسم یا اس کی کسی صفت، یا اس کے کسی فعل سے متعلق متفرق اور ضروری معلومات جو فن کی کتابوں میں مل سکیں، یکجا کردی گئی ہیں۔

۵۔ پھر عہد عتیق، عہد جدید میں جو معلومات ان کے متعلق مل سکیں، ان کا بھی

مجملاً ذکر کر دیا گیا ہے۔

۵۔ آخر میں ان کے سلسلہ میں اگر مذاہب شرکیہ میں کچھ ملا ہے، تو اس کی جانب بھی اشارے کر دیئے گئے ہیں۔

متقدمین قرآن مجید کی جیسی گراں بہا خدمات کر گئے یہ انھیں کا حصّہ تھا۔ ان کی تحقیق وجانفشانی کی پوری قدر نہ کرنا اپنی ناشکرگزاری بلکہ کم ظرفی کا ثبوت دینا ہے۔ ان کے نقشِ قدم ہماری ہدایت کے لئے نہ موجود ہوتے، تو شاید ہم لوگ چند قدم بھی اپنی طرف سے نہیں اٹھا سکتے تھے۔ تاہم دوسری طرف یہ سمجھنا کہ سارے کام انھیں پر ختم ہوگئے، اور اب کسی جدید خدمت کی گنجائش ہی نہ رہی، بجائے خود بڑی زیادتی بلکہ ظلم ہے۔ نئی نئی خدمات کا سلسلہ انشاءاللہ قیامت تک قائم رہے گا۔

یہ سعی حقیر اگر کسی قابل بھی ہو، تو کتاب نازل کرنے والے کے لطف و کرم سے کیا بعید ہے کہ اُسے حسن قبول سے سرفراز کرے۔

ناسپاسی ہوگی اگر اس موقع پر اس امدادِ عظیم کا ذکر نہ کر دیا جائے جو قرآنی لفظوں اور فقروں کی فراہمی میں عزیز گرامی مولانا محمد اویس ندوی نگرامی سے حاصل ہوئی ہے۔ ان کی اعانت اگر شامل نہ ہوتی، تو یہ رسالہ کہیں زیادہ ناقص و نامکمل رہتا۔

عبدالماجد

دریاآباد۔ بارہ بنکی
۲۷ جون ۱۹۵۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الف

(۱) ال ۔ ابل ۔ اونٹ ۔ شتر

پ۸ ۔ الانعام ۔ ع ۱۷ ۔ پ۳۰ ۔ الغاشیہ ۔ آیت ۱۷

اونٹ کے لئے عربی میں بہت سے نام ہیں ۔ یہ خاص نام قرآن مجید میں دو جگہ آیا ہے ۔ ایک جگہ حلّت وحرمت حیوانات کے سلسلہ میں ۔ اور وہاں صرف اس قدر ہے کہ اللہ نے اونٹ کی بھی دو صنفیں پیدا کی ہیں ۔ نر اور مادہ ۔ دوسری جگہ قدرت الٰہی وصنعتِ باری کے سلسلہ میں ہے کہ کیا یہ لوگ اونٹ کو نہیں دیکھتے کہ اسے کیسا (عجیب) پیدا کیا گیا ہے اور یہاں الابل کے ساتھ ذکر تین اور چیزوں کا ہے ۔ السماء ، الجبال ، الارض ۔
قرآن مجید کے اولین مخاطب عرب ہی تھے ۔ ان کا سابقہ زندگی بھر علی العموم انھیں چار چیزوں سے رہتا تھا ۔ ریگ زار میں پھرتے پھراتے تو ہر وقت کا رفیق اونٹ رہتا اور اطراف میں خشک پہاڑیاں ۔ اوپر نظر اٹھائی تو آسمان کی چھت ، نیچے نظر کی تو زمین کا فرش ۔
اونٹ کا وجود اہل عرب کے حق میں مادی نعمتوں میں شاید سب سے بڑھ کر ہے ۔ یہ ایک ہی وقت میں ان کا ہمہ وقتی رفیق ہے ، ان کی بہترین غذا ہے ، ان کا اعلیٰ سرمایہ ہے ، ان کی بہترین سواری ہے ، لیکن عرب کے علاوہ بھی دنیا کے ایک بہت

بڑے حصّہ میں اونٹ ایک مفید ترین جانور کی حیثیت رکھتا ہے۔ ہندوستان میں علاقہ راجستھان اور پاکستان میں سندھ، بلوچستان اور صوبۂ شمال ومغرب سے قطع نظر، مشرقی ترکستان، منگولیا، ایشیائے کوچک، عراق، شام، فلسطین، مصر، طرابلس، مراقش، غرض براعظم ایشیا اور براعظم افریقہ دونوں کے بیشتر خطوں اور علاقوں میں اونٹ کی اہمیت وافادیت بالکل مسلّم ہے اور اونٹ کے وجود سے آسٹریلیا اور اسپین بھی خالی نہیں جدید تحقیق یہ ہے کہ یہ اصل میں شمالی امریکہ کا جانور ہے اور وہاں سے اپنی سکونت منتقل کرکے جنوبی امریکہ، ایشیا، اور یورپ کی سرزمینوں پر پہنچا۔

اس کی پشت کے وسط میں ایک بلندی ہوتی ہے، جسے کوہان کہتے ہیں۔ اس کی ایک قسم ایسی بھی ہے جس کے کوہان ایک کے بجائے دو ہوتے ہیں۔ یہ دُہرے کوہان والے اونٹ بلخی یا باختری نسل کے کہلاتے ہیں اور یہ بخارا، فرغانہ اور چینی ترکستان کے علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔ ایک کوہان والے عرب نسل کے کہلاتے ہیں اور دنیا میں زیادہ تر وہی پھیلے ہوئے ہیں۔ اس کے معدے کے پاس ہی ایک تھیلی اور ہوتی ہے، جس میں وہ پانی جمع کرلیتا ہے۔ اس لئے اگر اسے پانی نہ ملے تو وہ آٹھ آٹھ بلکہ دس دس دن اپنے اسی اندرونی ذخیرۂ آب سے برابر سیراب ہوتا رہتا ہے۔ اور ریگستان کی گرمی اور جھلسا دینے والی ہوا کے باوجود پیاس سے ہلاک نہیں ہوجاتا اور یہی حال اس کی بھوک کا ہے، چربی کا ذخیرہ جو اس کے کوہان کے اندر محفوظ رہتا ہے، وہ کئی کئی دن تک اسے کھانے سے بے نیاز رکھ سکتا ہے۔ یوں بھی اس کی غذا بہت معمولی ہی رہتی ہے، محض ببول کے کانٹوں پر وہ بسر کرسکتا ہے۔ ریگستانی سفروں جہاں کئی کئی دنوں تک کھانا پانی نہیں ملتا، اس کی افادیت اور غیر معمولی افادیت ظاہر ہے۔ وہ کئی کئی من

کا وزن لے کر ۲۰، ۲۵ میل روزانہ بہ آسانی ریگستان میں سفر کرسکتا ہے۔ اور ریگستانی سفر میں جہاں کئی کئی دن تک کھانے پینے کو کچھ نہیں ملتا، اونٹ ہی ایک ایسی سواری ہے جو کام دے سکتی ہے۔ اس کے پیروں کی ساخت بھی قدرت نے ایسی رکھی ہے جو اسے بالو میں دھنسنے سے محفوظ رکھتی ہے۔ ان گوناگوں قدرتی اسباب کی بنا پر وہ ایک نعمت بے بہا ریتیلے ملکوں میں ہوتی ہے اور وہاں بہت سستے میں وہ پل بھی جاتا ہے۔

اس کے قد کی درازی سب کو معلوم ہے۔ اس کا سر اس کے جسم کی مناسبت سے بہت چھوٹا ہوتا ہے البتہ اس کی گردن اور ٹانگیں بہت لمبی ہوتی ہیں۔ مزاج کے لحاظ سے وہ عام طور پر بڑا حلیم اور شائستہ جانور ہے۔ اس کا حلم ضرب المثل کا درجہ رکھتا ہے۔ لیکن جب کسی وجہ سے اس کا غصہ بھڑک اٹھتا ہے تو وہ سخت خطرناک بھی ہو جاتا ہے۔ جفتی کھاتے وقت اگر کوئی اسے دیکھ لے تو (شاید حسِ غیرت کی بنا پر) اس کا غصہ بہت تیز ہوتا ہے۔ حملہ اکثر وہ انسان کے سر پر کرتا ہے اور اپنے مضبوط دانت اس کی گردن پر جما کر اس کی کھوپڑی اتار لیتا ہے۔ اس کے دانت ہوتے ایسے ہیں کہ جب کسی چیز کے اندر گھس جاتے ہیں تو آسانی سے نکل ہی نہیں سکتے۔

بار برداری کے علاوہ جنگ میں بھی وہ بہت کام آتا ہے اور ہندوستان میں ریاست بیکانیر کی "اونٹ پلٹن" (CAMEL CORPS) ایک زمانہ میں نہایت مشہور رہ چکی ہے۔ موٹر کار اور موٹر سائکل کے دور سے پہلے اونٹ کی اہمیت جنگی نقطۂ نظر سے گھوڑے سے بس کچھ ہی کم تھی۔

ملاحظہ ہو عنوانات:

بعیر، جمل، ناقۃ

اتخذت بیتاً - وہ گھر اپنا لیتی ہے۔

پ۲۱ - سورۃ عنکبوت ع ۴

مشرکین کے سلسلہ میں ہے کہ ان کا حال مکڑی کا سا ہے جو اپنا گھر بنا لیتی ہے اور کتنا کمزور گھر ـــــ مکڑے کے جالے کی نزاکت مشہور مسلمات میں ہے۔

مکڑی کے لئے ملاحظہ ہو عنوان : عنکبوت

اتخذ سبیلہ فی البحر سرباً - اس نے دریا میں چپکے سے اپنی راہ بنالی۔

پ۱۵ - سورۃ الکہف - ع ۱

حضرت موسیٰ کے ایک سفر کے سلسلہ میں ارشاد ہوا ہے کہ ناشتہ میں جو مچھلی تھی اس نے چپکے سے دریا میں اپنا راستہ بنا لیا۔

ملاحظہ ہو عنوان : حوت

اجنحۃ : پر - بازو (جمع : واحد : جناح)

پ۲۲ - سورۃ فاطر - ع ۱

فرشتوں کے سلسلہ میں آیا ہے کہ ان قاصدان الٰہی کے پر ہوتے ہیں دو دو اور تین تین، اور چار چار۔

پرندوں میں اڑان کی طاقت انھیں پروں کے ذریعہ سے ہوتی ہے۔ اور یہ پر مختلف پرندوں میں قسم قسم اور رنگ رنگ کے ہوتے ہیں۔ پرندوں کے ملبوس کا بھی یہ ایک حد تک کام دیتے ہیں، اور ان کی خوش نمائی کا بھی۔ بعض پرندوں کے پر بڑی بڑی

قیمت پر خریدے جاتے ہیں۔ اور تجارت کی منڈیوں میں پر ایک اعلیٰ جنس تجارت سمجھے جاتے ہیں۔ عہد عتیق میں پروں کا ذکر متعدد مقامات پر آیا ہے۔

قرآن مجید میں ان کا ذکر پرندوں کے ساتھ نہیں، بلکہ فرشتوں کے سلسلہ میں آیا ہے۔ اور حدیث میں آیا ہے کہ حضرت جبریلؑ کے پر چھ سو ہیں۔ عالمِ غیب کی کیفیتوں کو انسان اپنے محدود ناسوتی قویٰ کے ساتھ پوری طرح سمجھ ہی نہیں سکتا اور وہاں کی جو خبریں بھی اس قسم کے الفاظ میں بیان کی گئی ہیں وہ محض تقریب فہم کے لئے ہیں۔ اس لئے یہ ہرگز ضروری نہیں کہ فرشتوں کے پر اپنی جزئیات کے لحاظ سے بھی پرندوں ہی کے پروں کی طرح ہوں۔ چنانچہ خود آیت میں بھی جو "تین تین پروں" کی تصریح ہے وہ دنیوی مشاہدہ کے تو صریح خلاف ہے۔

ملاحظہ ہو عنوان جناحیہ

اذبحنّہٗ ۔ میں اسے ذبح کر ڈالوں گا۔

پ ۱۹ ۔ ع ۱

قصہ سلیمانی میں ہے کہ آپ نے ایک بار دربار میں جب ہدہد کو حاضر نہ پایا تو فرمایا کہ اس نے اگر اپنی غیر حاضری کی کوئی معقول وجہ نہ بتلائی تو اسے سخت سزا دوں گا یا ذبح ہی کر ڈالوں گا۔

ملاحظہ ہو عنوان : ھُدھُد

ارحام الانثیین ۔ (دونوں ماداؤں کے) رحم۔ بچہ دانیاں (جمع۔ واحد: رحم)

پ۸۔ سورۃ الانعام ع ۱ (دو بار)

پہلی بار بھیڑ اور بکری اور دوسری بار اونٹنی اور گائے کے سلسلہ میں آیا ہے کہ ان دونوں ماداؤں کے رحم میں جو کچھ ہو، اسے اللہ نے کب حرام کیا ہے؟ لفظ ارحام قرآن میں کوئی بارہ جگہ آیا ہے۔ مگر حیوانات کے سلسلہ میں انھیں دو جگہوں پر ہے۔

عورت کی طرح مادہ جانور کا وہ حصہ بھی جس کے اندر حمل قرار پاتا ہے اور جنیں کی پرورش ہوتی رہتی ہے، رحم کہلاتا ہے۔

اشعارھا ۔ ان کے بال۔

پ۱۴۔ سورۃ النحل۔ ع ۱۲

بعض جانوروں کے سلسلہ میں صرف اس قدر آیا ہے کہ "ان کے بال" اور پورے سلسلۂ عبارت میں جانوروں کے روئیں اون کا ذکر ہے کہ ان سے تمہارے گھروں کا سامان تیار ہوتا ہے۔

اور واقعہ یہی ہے کہ انسان کی خانہ داری کے سلسلہ میں خدا معلوم کتنی ضرورت اور کتنی رغبت و شوق کی چیزوں کا دار و مدار جانوروں کی پوستین اور اون ہی پر ہے۔ اور کیا وحشی اور بدوی اور کیا شہری و متمدن قومیں سب انھیں کی رہین منت چلی آتی ہیں۔

ملاحظہ ہوں عنوانات:

اصواف (ھا)، اوبار (ھا)

(ف) اصطادوا۔ تم شکار کر سکتے ہو۔

پ۶۔ سورۃ المائدۃ۔ ع ۱

پورا سیاق یوں ہے کہ " جب تم حالت احرام سے باہر آجاؤ تو اب شکار کر سکتے ہو۔

اصطادوا صیغہ امر ہے لیکن اس پر سب کا اتفاق ہے کہ یہاں امر بہ معنی وجوب نہیں بلکہ صرف اجازت کے مفہوم میں ہے۔ یعنی حالتِ احرام میں شکار کی جو ممانعت تھی اب وہ اٹھ گئی اور حالتِ احرام سے باہر آجانے کے بعد جس کا جی چاہے شکار کر سکتا ہے۔

شکار دنیا کا ایک قدیم ترین رواج ہے اور شریعت نے بھی اسے بالکل جائز مشغلہ کہا ہے۔ اہلِ عرب عموماً شکار کے عادی اور شوقین تھے۔ بعض صحابہ بھی زبردست شکاری ہوئے ہیں۔ حلال جانوروں کا شکار عموماً غذا یا پھر تجارت کے لئے کیا جاتا ہے اور موذی جانوروں کا دفع اذیت کے لئے۔

ہندوستان کے قدیم راجاؤں، مہراجوں اور مصر، ایران، یونان وغیرہا کے قدیم بادشاہوں، امیروں، وزیروں کے ہاں شکار کے تذکرے بڑی کثرت سے ملتے ہیں۔ آج بھی دنیا کی متمدن و غیر متمدن دونوں قسم کی قوموں میں شکاریوں کی آبادی خاصی تعداد میں پائی جاتی ہے۔ غلہ غلیل، تیر کمان، نیزہ وغیرہ شکار کے قدیم حربے تھے، بندوق وغیرہ جدید ہیں۔ بعض جانور بھی شکار کے لئے سدھا لئے جاتے ہیں

اور انھیں دوسرے جانوروں پر چھوڑ کر ان کا شکار کر لیا جاتا ہے۔ درندوں میں چیتے اور تازی کتے، اور پرندوں میں باز اور شکرا اس کے لئے مشہور ہیں۔ بعض پرندوں کا شکار جال کے پھندوں سے ، لاسے سے بھی کر لیا جاتا ہے انسانی آبادی کا ایک خاصہ بڑا حصہ ہے جس کا گذارا ہی شکار اور اس کے متعلقات پر رہتا ہے۔

عہد عتیق میں شکار کا ذکر متعدد مقامات پر ہے کہیں مستقلاً اور کہیں محض ضمناً شلاً "اور عیسو جنگل کو گیا کہ شکار کو مارے اور لے آوے۔" (پیدائش ۔ ۲۷ : ۵)، "بنی اسرائیل کا بادشاہ ایک پسو کو ڈھونڈھنے اس طرح نکلا ہے کہ جیسے کوئی پہاڑوں پر تیتر کا شکار کرتا ہے۔" (۱۔ سموئل ۔ ۲۶ : ۲۰)

ملاحظہ ہو عنوانات : صید۔ صید البحر ۔ صید البر

اصواف (ھا) (اس کے) اون . (جمع۔ واحد۔ صوف)

پ۱۴ سورۃ النحل ۔ ع ۲

بعض جانوروں کے سلسلہ میں آیا ہے کہ "ان کے اون" اور پوری عبارت کا مطلب ہے کہ ان جانوروں کے بال اور اون اور روئیں کتنے کارآمد ہوتے ہیں تمہارے سامان خانہ داری میں۔

جن جانوروں کا یہاں ذکر ہے ان کے لئے قرآن نے لفظ الانعام استعمال کیا ہے۔ اس کے تحت میں بھیڑ بکری ، گائے ، بھینس ، اونٹ سب شامل ہیں اور واقعہ یہ ہے کہ ان جانوروں سے انسانی آسائش اور آرائش کی کتنی ہی چیزیں تیار ہوتی رہتی ہیں۔

کمّل، کملیاں، ڈھسّے، شال دوشالے، موزے (چرمی یا سابری) جوتے، تھیلے، بیگ نمدے، چھاگلیں، چرمی صراحیاں، مشکیزے، کوڑے، بکس، گھوڑے کی کاٹھیاں اور ساز، اور ہر قسم کا چرمی اور اونی سامان انھیں سے تیار ہوتا ہے۔

عہد عتیق میں بھی جانوروں کے اون اور پوستین کا ذکر متعدد بار آیا ہے۔ اس زمانہ میں بڑے بادشاہوں کی خدمت میں جو خراج پیش کیا جاتا تھا، اس کے سلسلہ میں اس کی تصریح بھی ہوتی تھی کہ اتنے مینڈھے اور بھیڑے اور اتنی اون پیش کی جائے گی۔

اونی پوشاکوں اور چرمی سامان کی تجارت پہلے بھی بڑے زوروں میں ہوا کی ہے اور آج بھی دنیا کے متعدد ملک انھیں تجارتوں کے سہارے امیر کبیر بنے ہوئے ہیں۔

ملاحظہ ہو عنوانات: اشعار ھا، اوبار ھا

اکلہ الذئب۔ (اس کو بھیڑیا کھا گیا۔)

پ ۱۲۔ سورۃ یوسف ع ۲۔ (دو بار)

حضرت یوسفؑ کے بچپن میں جب ان کے بڑے بھائی صاحبان انھیں اپنے ساتھ جنگل لے جانے کے لئے والد ماجد سے اجازت چاہتے ہیں، اور حضرت یعقوبؑ کو یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں انھیں بھیڑیا نہ کھا جائے، تو وہ بھائی صاحبان کہتے ہیں کہ اگر انھیں بھیڑیا کھا گیا، اور ہم جماعت کی جماعت ہیں، تو ہم نرے ناکارہ ہی ٹھہرے۔ پھر جب جنگل سے لوٹ کر اور یوسفؑ کو ضائع کر کے آئے ہیں تو باپ کے سامنے آکر یہی عرض کرتے ہیں کہ یوسف کو واقعی بھیڑیا کھا گیا۔

ہندوستان میں بھیڑیوں کا بچوں کا اٹھا لے جانا کوئی نادر الوقوع واقعہ نہیں۔ اور

فلسطین میں بھی بھیڑیئے کثرت سے ہوتے تھے اور گرال ڈیل بھی۔ وہاں کے لئے یہ یہ قیاس بالکل قدرتی تھا۔

(ما) اکلہ السبع۔ (وہ جانور جسے) درندے کھانے لگیں۔

پ ۶ سورۃ المائدۃ ع ۱

حرمتِ حیوانات کے سیاق و سلسلہ میں، دوسرے حرام جانوروں پر عطف ہوکر آتا ہے کہ "اور وہ جانور (بھی) جسے درندے کھانے لگیں"۔ یعنی حلال جانور بھی اگر دوسرے جانور اسے چیرنے، پھاڑنے یا کھانے لگیں اور قبل اس کے کہ وہ ذبح کیا جاسکے، اسی صدمہ سے مرجائے تو اس کا شمار بھی حرام ہی جانوروں میں ہوگا۔

ملاحظہ ہو عنوان: ذئب

(ف) التقمہ۔ ان کو نگل لیا۔ ان کو لقمہ بنالیا۔

پ ۲۳۔ الصافات۔ ع ۵۔

حضرت یونسؑ کے ذکر میں ہے کہ مچھلی ان کو نگل گئی یا اپنا لقمہ بنالیا۔ جو بڑی بڑی قدآور مچھلیاں وہیل یا شارک کے قسم کی ہوتی ہیں، ان کے لئے انسان کو نگل جانا کچھ بھی دشوار نہیں، اور حضرت یونسؑ جس علاقہ (نینوا) میں تھے۔ وہاں کے بڑے دریاؤں دجلہ و فرات میں بڑی بڑی مچھلیوں کا وجود پایا جاچکا ہے۔

ملاحظہ ہوں عنوانات:

حوت، حیتان

(ل) انثیین ۔ دونوں مادائیں (جمع۔ واحد۔ انثیٰ)

پ ۸۔ سورۃ الانعام۔ ع ۱۷ (چار بار)

مشرکوں کی گھڑی ہوئی حلت و حرمت حیوانات کے باب میں ان سے سوال کیے گئے ہیں۔ پہلے بھیڑ اور بکری کا نام لے کر کہ اللہ نے دونوں نروں کو حرام کیا ہے یا دونوں ماداؤں کو، یا اس بچے کو جسے دونوں مادائیں اپنے رحم میں لئے ہوئے ہیں یا اور پھر اونٹ اور گائے کا نام لے کر یہی سوال ان کے متعلق بھی دہرایا ہے۔ انثیٰ اور انثیین کا لفظ کوئی ۱۹ جگہ اور بھی قرآن میں آیا ہے۔ لیکن حیوانات کے سلسلہ میں انھیں چار جگہوں پر۔

(و) انحر ۔ قربانی کر

پ ۳۰۔ سورۃ الکوثر

رسول ﷺ کو مخاطب کر کے ارشاد ہوا ہے کہ ہم نے آپ کو خیر کثیر عطا کی ہے۔ بس آپ اپنے پروردگار کی نماز پڑھتے رہئے، اور قربانی کیجئے۔

اونٹ کو ذبح ایک خاص طریقہ پر کیا جاتا ہے۔ یعنی بجائے لٹانے کے پہلے اسے کھڑا رکھا جاتا ہے، اور اسی حال میں اس کے سینہ پر نیزہ مارا جاتا ہے۔ نحر کرنا اسی کو کہتے ہیں۔ عرب میں اونٹ کی قربانی سب سے اعلیٰ و افضل سمجھی جاتی تھی۔ رسول ﷺ سے ارشاد ہوا ہے کہ ہم نے آپ کو خیر کثیر عطا کی ہے تو اس کے شکریہ میں آپ نماز و تسبیح میں لگے رہیئے۔ اور اللہ کی راہ میں بہترین قربانی پیش کرتے رہیئے۔

(۱۰) انعام ۔ انعاماً (مویشی) (جمع ۔ واحد نعم)

پ۴ ۔ سورہ آل عمران ع ۲

پ۵ ۔ سورۃ النساء ع ۱۸

پ۶ ۔ سورۃ المائدہ ع ۱

پ۸ ۔ سورۃ الانعام ع ۱۶، ۱۷ (۲ مرتبہ)

پ۹ ۔ سورۃ الاعراف ع ۲

پ۱۱ ۔ سورۃ یونس ع ۳

پ۱۴ ۔ سورۃ النحل ع ۱، ۹، ۱۱ (۳ مرتبہ)

پ۱۶ ۔ سورۃ طٰہٰ ع ۲

پ۱۷ ۔ سورۃ الحج ع ۴، ۵ (دو مرتبہ)

پ۱۸ ۔ سورۃ المومنون ع ۱

پ۱۹ ۔ سورۃ الفرقان ع ۴، ۵ (دو مرتبہ)

پ۱۹ ۔ سورۃ الشعراء ع ۷

پ۲۲ ۔ سورۃ الفاطر ع ۴

پ۲۳ ۔ سورۃ یٰسین ع ۵

پ۲۳ ۔ سورۃ الزمر ع ۱

پ۲۴ ۔ سورۃ المومن ع ۹

پ۲۵ ۔ سورۃ الشوریٰ ع ۲

پ۲۵ - سورۃ الزخرف ع ۱

پ۲۶ - سورۃ محمد ع ۲

اردو کا "مویشی" صرف گائے، بیل، بھینس کے لئے آتا ہے، لیکن عربی کے انعام کا مفہوم وسیع ہے۔ بھیڑ، بکری، گائے، بیل، بھینس، اونٹ سب کے لئے آتا ہے، بلکہ اس کا واحد نعم تو مخصوص اونٹ کے لئے ہے۔ دنیائے قدیم کے مہذب ملکوں ہندوستان، مصر، کلدانیہ، شام وغیرہ میں عموماً مال و دولت کا پیمانہ یہی مویشی ہے۔ اور جس کے پاس بھیڑ، بکری، دنبہ، گائے، بیل کے گلوں کی تعداد جتنی زائد ہو تو اسی قدر وہ امیر و خوش حال سمجھا جاتا تھا۔ عرب میں علی الخصوص امارت و وجاہت کا معیار اونٹ تھے۔ قدیم صحیفوں میں مویشی کا ذکر متعدد بار آیا ہے، زیادہ تر اسی امارت و خوشحالی کے سلسلہ میں۔

قرآن مجید میں ان کا ذکر ۲۸، ۲۹ موقعوں پر مختلف حیثیتوں سے آیا ہے اور مختلف چیزوں پر معطوف ہو کر۔ کہیں لفظ کا عطف جائداد کے بیان میں "حرث" (کاشت کاری یا زراعت) کے ساتھ آیا ہے، کہیں سواری کی حیثیت سے "فلک" (بحری سواریوں) کے ساتھ، کہیں مال کے معنی میں "بنین" (اولاد) کے ساتھ، اور کہیں رنگا رنگ کے "دواب" یعنی دوسرے جانوروں کے ساتھ۔ کہیں جانوروں کی حلت و حرمت کے سلسلہ میں، اور کہیں مشرکوں کی اُن مشرکانہ رسموں کے بیان میں جو وہ ان جانوروں کے ساتھ روا رکھتے تھے۔ کہیں انسان پر احسان رکھ کر کہ ہم نے اپنی صنعت سے کیسے کیسے مویشی اس کے لئے پیدا کر دیئے اور انھیں اس کا مالک بنا دیا۔ اور کہیں اس پہلو سے کہ ان مویشیوں کی جلدوں سے اور ان کے دودھ وغیرہ سے انسان اپنے نفع اور کام کی کتنی چیزیں حاصل کرتا رہتا ہے۔ کہیں یہ بتایا ہے کہ مشرکین اس طرح ہر وقت پیٹ کے دھندے میں

لگے رہتے ہیں۔ جیسے مویشی، اور کہیں یہ ارشاد ہوا ہے کہ مشرکین اپنی غباوت و بے حسی میں مویشیوں جیسے ہیں، بلکہ ان سے بھی گئے گذرے، اس لئے کہ ان کی یہ غفلتیں ارادی و خود اختیاری ہیں ——— کثرت سے موقعوں پر مویشیوں کا ذکر لطف و انعام الٰہی کے سیاق میں آیا ہے اور کہیں کہیں پہلوئے ذم لئے ہوئے۔

عہد عتیق میں مویشیوں کا ذکر کثرت سے آیا ہے اور عہد جدید میں بھی جابجا۔ انبیاء بنی اسرائیل کے زمانہ میں دولت و تموّل کا معیار بھی یہی مویشیوں کے گلے ہوتے تھے۔ جن ملکوں کا تمدن زرعی ہے جیسا کہ ہندوستان کا۔ وہاں تو مویشیوں کی اہمیت اظہر من الشمس ہے۔ لیکن جن ملکوں کا تمدن گلہ بانی کا رہا ہے، جیسا کہ عراق، حجاز وغیرہ کا رہ چکا ہے۔ وہاں بھی مویشیوں کی اہمیت کچھ کم ظاہر نہیں۔

جانور عموماً بھی انسان کے حق میں اللہ کی ایک بڑی نعمت ہیں، لیکن جن جانوروں پر انعام کا اطلاق ہوتا ہے۔ اونٹ، اونٹنی، بیل، گائے، بچھڑا، بچھیا، بھینس، بکری، بھیڑ دنبہ اس عموم میں ایک مرتبۂ خصوص رکھتے ہیں۔ یہ اہلی جانور، انسان سے مانوس و مالوف اور اس کے مونس و رفیق، عرب ہی میں نہیں، یورپ، ایشیا، افریقہ، آسٹریلیا، امریکہ، دنیا کے اکثر علاقوں میں پھیلے ہوئے ہیں اور کمتر کوئی خطہ ان کے وجود سے خالی ہوگا۔ ان کے نفع بھی انسان کے لئے بے شمار ہیں۔ بلکہ انسانی معیشت و معاشرت کے یہ ایسے لازمی اجزاء بن گئے ہیں کہ اگر یہ فرض کرلیا جائے کہ آج سب مویشی معدوم ہوگئے تو سمجھ میں نہیں آتا کہ خود انسان کے اس کرۂ ارض پر بقاو قیام کی کیا صورت ہوگی۔ قدیم زمانہ میں تو قوموں کا راس المال یہی مویشی ہوتے تھے، اور آج بھی دنیا کی آبادی کے بہت سے طبقوں کا معاشی سہارا یہی بنے ہوئے ہیں ——— دودھ، دہی، کریم، بالائی، ربڑی

مکھن، پنیر، گھی، کھویا اور ان کے سارے مرکبات اور آمیزے۔ اور پھر کمبل، کملیان، شال، دوشالے، دُھسے، جوتے، موزے، خیمے، بکس، ہینڈ بیگ، بُرش، تسمے، کرکٹ کے گیند، فٹ بال کے گیند، کوڑے، چرمی صراحیاں، کاٹھی، ساز، لگام، رکاب اور خدا معلوم اور کتنا سامان تمدن و معشیت آج انھیں الانعام کے دم سے قائم ہے اور قرآن نے ان کا جو ذکر انعام الٰہی اور احسان خداوندی کے موقع پر کیا ہے، وہاں کوئی شائبہ بھی مبالغہ کا نہیں پیدا ہوسکتا۔ ان کی اہمیت مشینی دور میں بھی جتنی باقی ہے، ظاہر ہے، اور اس سے قبل تو کوئی بھی لمبا سفر بغیر اونٹ یا بیل کی مدد کے مشکل ہی تھا۔

مشرک قوموں نے شرک کے معاملہ میں بھی ان بے زبان جانوروں کو کیسا کیسا شریک رکھا ہے۔ گائے پرستی تو خیر ایک مستقل مذہب ہی ہے۔ اور گوسالہ پرستی کا ذکر بھی قرآن اور توریت دونوں میں موجود ہے۔ اونٹ اور اونٹنی، بکری اور بھینس کے ساتھ بھی مشرکانہ معاملہ بہت سی قوموں کا رہا ہے، دور حاضر میں مویشی شماری کر کے ان کی آبادی بڑی حد تک درج رجسٹر کرلی گئی ہیں۔ چنانچہ یکم جنوری ۵۳ء کو ان کے اعداد حسب ذیل شائع ہوئے تھے:

گائے بیل، ۷۱,۹۰,۰۰,۰۰۰

بھیڑیں ۶۸,۱۰,۰۰,۰۰۰

یورپ کے ملکوں میں بھیڑ، بھیڑیں سب سے زیادہ برطانیہ میں اور گائے بیل سب سے زیادہ فرانس میں، آسٹریلیا میں بھیڑوں کی تعداد یکم جنوری ۵۳ء کو ——— ۱۱,۷۶,۴۶,۰۰۰ تھی۔

انعام (کم) تمہارے مویشی

پ۱۶، سورۃ طٰہٰ ع۲۲

پ۳۰، سورۃ والنازعات

پ۳۰، سورۃ عبس

جمع مذکر حاضر کے ساتھ "انعام" کا لفظ تین جگہ آیا ہے، پہلی جگہ حضرت موسیٰ کی زبان سے دعوت فرعون کے سلسلہ میں کہ، کھاؤ پیو اور اپنے مویشیوں کی گلہ بانی کرتے رہو، مصری تمدن میں ہی ان جانوروں کو ایک مرتبۂ عظیم حاصل تھا، اس کے لحاظ سے دعوت کا یہ جزو بہت پر معنی تھا، دوسری اور تیسری جگہ کھیتی باڑی اور چمن و باغ وغیرہ کے ذکر کے بعد ہے کہ یہ سامانِ نعمت تمہارے لئے اور تمہارے مویشیوں کے لئے ہے۔

ملاحظہ ہو عنوان : انعام

انعام (ھم) ان کے مویشی

پ۲۱، السجدہ ع۳

جمع مذکر غائب کے ساتھ انعام ایک مقام پر آیا ہے، بارش اور زراعت کی نعمتوں کے بعد یہ ارشاد ہوا ہے کہ کیا یہ لوگ دیکھتے ہیں کہ اس سے یہ اور ان کے مویشی کھاتے پیتے ہیں۔

(و) اوبار (ھا) ان کے روئیں — جمع (واحد: وبر)

پ۱۴۔ سورۃ النحل ع ۱۰

ان کا ذکر قرآن مجید میں جانوروں کے بالوں اور اون کے ساتھ آیا ہے، اور یہ تینوں چیزیں اپنی حقیقت جنسی کے اعتبار سے بھی متحد ہیں، ان سے بڑے بڑے کام انسان کے بھی نکلتے رہے ہیں، اور اب بھی نکل رہے ہیں، اور قرآن مجید نے اسی حیثیت سے ان کا ذکر بھی کیا ہے۔

اون اور اونی لباس کا ذکر بائبل میں ۵ جگہ آیا ہے، لیکن سرسری انداز سے کوئی خاص سبق حاصل نہیں ہوتا۔

ملاحظہ ہوں عنوانات: اشعارھا: واصوافھا

اُھِلَّ لِغَیرِ اللّٰہِ بِہٖ ۔[جس (جانور) پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا گیا]

اُھِلَّ بِہٖ لِغَیرِ اللّٰہِ ۔ (جو جانور اللہ کے سوا کسی اور سے) نامزد کیا گیا ہو۔

پ۲۔ سورۃ البقرۃ ع ۲۱ پ۶۔ سورۃ المائدہ ع ۱

پ۸۔ سورۃ الانعام ع ۵ پ۱۴۔ سورۃ النحل ع ۱۵

قرآن مجید میں اس کا ذکر چار موقعوں پر آیا ہے اور چاروں مرتبہ اس کا عطف ان چیزوں کے ساتھ آیا ہے جن کا کھانا شریعت میں قطعی حرام رکھا گیا ہے، خون، مردار، سور کا گوشت وغیرہ۔

مشرکین جانور کو ذبح کرتے وقت علاوہ خدا کے اپنی دیوی دیوتاؤں کے نام بھی پکارتے تھے اور انھیں کے نام پر انھیں ذبح کرتے تھے۔ قرآن مجید نے ایسے جانور

کو حرام قطعی قرار دیا ہے۔ یہ حکم شاید تاکید کلام کی غرض سے چار چار مرتبہ لایا گیا ہے۔

جاہل مسلمانوں نے بھی مشرکوں کے اثر سے جو بھوانی مائی کا بکرا یا خود شیخ سدو کا بکرا ماننا شروع کر دیا ہے، یہ سب اسی وعید کے تحت میں داخل ہے۔ فقہاء نے لکھا ہے کہ جو جانور بھی غیر اللہ کی خوشنودی اور اس کے ہاں تقرب کے لئے بطور عبادت ذبح کیا جائے، خواہ اس پر ضابطہ سے اس کا نام نہ پکارا جائے، جب بھی وہ اس حکم میں آجاتا ہے۔
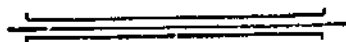
ب

بحیرۃ ۔ کان پھٹی ہوئی اونٹنی

پ۔ سورۃ المائدۃ ع ۱۳

جس طرح ہندوستان کی مشرک قوم بیلوں کو سانڈ بنا کر کسی دیوی دیوتا کے نام پر آزاد چھوڑ دیتی ہے، اور ان سے کسی قسم کا کام نہیں لیتی، اسی طرح مشرکین عرب اس اونٹنی کو جو دس بچے جن چکتی، اور ان میں آخری نر ہوتا، اس کے کان سپاڑ کر اسے سانڈ بنا کر آزاد چھوڑ دیتے اور اس کو بحیرۃ کہتے۔ قرآن مجید نے ایک ہی جگہ یہ نام لیا ہے۔ اسی رسم مشرکانہ کے ابطال کے سلسلہ میں، بعض اس قسم کے دوسرے جانوروں کے ساتھ ارشاد ہوا ہے کہ اللہ نے نہ بحیرہ کو جائز کیا ہے اور نہ........ سائبہ اور وصیلہ۔

(ال) بُدن ۔ قربانی کے اونٹ یا گائے (جمع۔ واحد۔ بدنۃ)

پ۔ سورۃ الحج ع ۵

اصل معنی موٹے، تازہ، تیار اونٹ کے ہیں۔ الابل العظام (ابن جریر) لیکن اہل لغت نے اونٹ کے ساتھ گائے بھی اس میں شامل کی ہے، جو قربانی کے لئے تیار کی جائے۔ ھی من الابل والبقرۃ (قاموس) البقرۃ والبعیر (ابن جریر عن عطاء) اور یہی مذہب فقہائے حنفیہ کا ہے۔ وھو مذھب الحنفیہ وھو قول عطاء وسعید بن المسیب (روح)

قرآن مجید میں ایک ہی جگہ یہ نام آیا ہے قربانی کے جانوروں کی عظمت ظاہر کرنے کو۔" اور قربانی کے جانوروں کو ہم نے تمہارے لئے اللہ کے دین کی یادگاریں بنا دیا ہے۔" مقصود یہ ہے کہ ان شعائر اللہ کو بہ حیثیت اس کے کہ یہ اللہ کی جانب منسوب و نامزد ہو چکی ہیں، معظم، محترم سمجھا جائے نہ کہ معظم بالذات۔ مشرکین عرب نے رسوم حج اور قربانی کے جانوروں میں بھی شرک کو طرح طرح داخل کر رکھا تھا۔ قرآن مجید نے اس سلسلہ میں بھی توحید کے سبق کو تازہ کیا اور بتایا کہ قربانی تو اس لئے ہے کہ تم خدائے واحد کا ادا شکر ادا کرو۔

(علیٰ) بطنہ ۔ (اپنے) پیٹ (کے بل)

(فی) بطنہ ۔ (اس کے) پیٹ (میں)

پ۱۸ - سورۃ النور ع ۵ پ۲۳ - سورۃ الصافات ع ۱۵

بطنہ کا لفظ جانوروں کے سلسلہ میں انھیں دو مقامات پر آیا ہے۔ پہلی جگہ جانوروں کی پیدائش کے سلسلہ میں ہے کہ ان میں سے کچھ پیٹ کے بل چلتے ہیں۔ اس میں وہ سارے حیوانات آگئے جو زمین پر رینگنے والے ہوں جیسے سانپ، بچھو، کھنکھجورا وغیرہ اور دریا پانی میں تیرنے والے ہوں، جیسے مچھلی، کچھوا، گھڑیال وغیرہ ـــــ آیت میں بیان اللہ کی قدرت کاملہ کا ہے کہ وہ جس جانور کو جس طرح چاہے پیدا کر دے۔ دوسری جگہ حضرت یونس کے ذکر میں ہے کہ ان کو ایک مچھلی نگل گئی اور اگر وہ تسبیح نہ کرنے لگتے تو اس کے پیٹ میں پڑے رہ جاتے۔ اتنی بڑی مچھلیاں سمندر کے علاوہ بھی بڑے دریاؤں میں پائی گئی ہیں۔

بطون
بطون (ھا)
} (ان کے) شکم ۔ پیٹ (جمع ۔ واحد ۔ بطن)

پ۸ ۔ سورۃ الانعام ۔ ع ۱۷ ۔ پ۱۴ ۔ سورۃ النحل ع ۹ ۔ (دو بار)
پ۱۸ ۔ سورہ المومنون ع ۱ ۔

حیوانات کے سلسلہ میں ان ہی چار مقامات پر آیا ہے ۔ ایک جگہ یہود کا یہ قول باطل نقل کیا ہے کہ ان مویشیوں کے پیٹ کے اندر سے جو کچھ نکلتا ہے وہ ہمارے مردوں کے لئے حلال ہے اور عورتوں کے لئے حرام ۔ دوسری جگہ یہ کہ (مویشی کے) پیٹ میں جو کچھ ہوتا ہے گوبر اور خون (کی قسم) سے اس کے درمیان سے صاف اور پینے والوں کے لئے خوش گوار دودھ ہم تمہیں پینے کو دیتے ہیں ۔ تیسری جگہ یہ کہ " (مکھی کے) پیٹ کے اندر سے ایک مشروب نکلتا ہے کہ اس کے رنگ مختلف ہوتے ہیں ، اور اسی میں لوگوں کے لئے شفا ہے ۔" چوتھی جگہ یہ کہ " تمہارے لئے غور کا موقع ہے مویشیوں میں ۔ ہم تمھیں پلاتے ہیں ان کے پیٹ کی چیز کو ۔"

بھیڑ ، بکری ، گائے ، اونٹنی وغیرہ کے شکم سے دودھ جیسی لطیف و پاکیزہ غذا اور شہد کی مکھی کے شکم سے شہد جیسی نعمتِ بے بہا کا ظہور بالکل ظاہر ہے اور قرآن مجید ان ہی حقیقتوں کی یاد اللہ کے لطف و احسان کے موقع پر دلاتا ہے ــــــــ ان جانوروں کا جوف شکم جو ایسی ایسی لطیف و بے مثال نعمتیں پیدا کرتا رہتا ہے ، ایک حیرت انگیز کیمیاوی تجربہ گاہ ہے کہ دنیا کی کوئی بڑی سی بڑی بھی کیمیکل لیبارٹری اس کا

مقابلہ نہیں کرسکتی۔

بعوضۃ ۔ مچھر

پ ۔ سورۃ البقرہ ۔ ع ۳۔

مچھر یا پشہ ایک معلوم و معروف پردار کیڑا ہے جو اپنے کم جثہ ہونے کے باوجود انسان کے لئے موذی بھی ہے، راتوں کو کاٹ کاٹ کر اس کی نیند حرام کرنے والا اور بعض صورتوں میں امراض بھی پیدا کرنے والا۔ دنیا کے بیشتر حصوں میں پایا جاتا ہے، اور اللہ کی ہر مخلوق کی طرح اس کی بھی بے شمار قسمیں ہیں۔ محققین نے اس کی ۱۴۰۰ قسمیں شمار کی ہیں۔ یہ دنیا کے ہر ملک میں پایا جاتا ہے، یہاں تک کہ قطب شمالی جیسے سرد ترین ملک میں بھی۔ لیکن اس کی کثرت گرم ہی ملکوں میں ہے۔

عربوں میں اس کی بے بساطی اور حقارت ضرب المثل تھی۔ قرآن مجید میں اس کے نزول کے وقت جب حسب موقع ذکر مکھی مکڑی وغیرہ کا آنے لگا تو مشرکین نے بھڑک کر کہا، کہ بھلا یہ کلام بھی خدا کا ہو سکتا ہے جس میں ذکر ایسے ایسے حقیر جانوروں کا موجود ہے۔ قرآن مجید نے اس احمقانہ اعتراض کے جواب میں کہا، کہ اللہ کو تو اس میں (ذرا بھی) عار نہیں کہ وہ مثال کے موقع پر مچھر کو پیش کرے یا (بے بساطی میں) اس سے بھی بڑھے ہوئے جانور۔

بس قرآن مجید میں اسی ایک جگہ اس کا نام آیا ہے تورات میں اس کا ذکر نہیں ملتا انجیل میں ایک جگہ ہے، اور وہ اس سیاق میں :۔

"اے ریاکار فقیہو اور فریسیو ۔۔۔۔۔ اے اندھے راہ بتانے والو۔

جو مچھر کو چھانتے ہو اور اونٹ نگل جاتے ہو۔"

(متی - ۲۳ : ۲۴)

یعنی خفیف وحقیر چیزوں پر تو اتنی توجہ کرتے ہو، اور اہم حقائق کو نذرِ غفلت کئے رہتے ہو۔

بعیر۔ اونٹ

پ ۱۳ - سورۃ یوسف - ع ۸، ۹

اونٹ کے لئے عربی میں متعدد لفظ ہیں۔ ان میں سے ایک بعیر بھی ہے۔ قرآن مجید میں یہ لفظ دو بار آیا ہے، دونوں مرتبہ حضرت یوسف کے قصہ میں اور بار برداری کے سلسلہ میں۔ حضرت یوسف ؑ کی وزارت مصر کے زمانہ میں جب مصر اور گردو پیش کے دوسرے ملکوں میں قحط عظیم پڑا ہے، اور آپؑ کے حسن و تدبیر و انتظام سے سب کو غلہ راشن سے ملنے لگا ہے، تو فلسطین سے آنے والے قافلوں کے لئے فی کس ایک ایک بار شتر راشن تجویز ہوا تھا۔ چنانچہ فرزندان یعقوبؑ جب اپنے دوبارہ سفرِ مصر کے وقت اپنے چھوٹے بھائی بنی یامین کو اپنے ساتھ لانا چاہتے ہیں تو اپنے والد سے کہتے ہیں کہ "ہم اپنے بھائی کی حفاظت کریں گے اور ایک بار شتر غلہ اور لے آئیں گے۔" پھر اسی قصہ میں جب سرکاری پیمانہ گم ہو جاتا ہے، تو اس کے ڈھونڈھ لانے والے کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ "جو کوئی اسے لے آئے گا اس کے لئے (انعام) ایک بار شتر (غلہ) ہے۔"

عرب کی طرح عراق، شام، مصر و فلسطین میں اونٹ علاوہ سواری وغیرہ دوسرے کاموں کے خاص طور پر بار برداری کے کام آتا ہے۔ لفظ بعیر قرآن مجید میں

دونوں جگہ اس کے اسی وصف کے اظہار کے لئے آیا ہے۔

ملاحظہ ہوں عنوانات: ابل، جمل، ناقۃ

(۱۱) بغال۔ خچر (جمع۔ واحد۔ بغل)

پ۱۴۔ سورۃ النحل۔ ع ۱۔

خچر ہندوستان و پاکستان میں ایک معروف جانور ہے۔ گھوڑی اور گدھے یا گدھی اور گھوڑے کے ملاپ سے پیدا ہوتا ہے، لیکن خود اس کی نسل یعنی خچر اور خچری کے ملاپ سے نہیں چلتی۔

قرآن مجید میں اس کا ذکر ایک ہی جگہ آیا ہے، الخیل (گھوڑے) اور الحمیر (گدھے)، کے درمیان دونوں کے عطف کے ساتھ سواریوں کی ذیل میں اس کا نام انعام الٰہی کے سیاق میں آیا ہے۔

"اور اس نے گھوڑے اور خچر اور گدھے (پیدا کئے) کہ تم ان پر سوار ہو اور وہ زینت (و تجمل) کا بھی کام دیں۔"

گویا قرآن مجید نے اس کے دو کاموں کی طرف اشارہ کر دیا ہے ایک یہ کہ وہ سواری کے کام آتا ہے، دوسرے یہ کہ وہ ایک ذریعۂ اظہار شان و تجمل ہے۔ چنانچہ دنیا میں آج تک اس سے یہ دونوں ہی کام لئے جا رہے ہیں ——— ایک طرف تو وہ مضبوط اور محنتی اتنا ہے کہ مشرق ہی نہیں، فرنگی ملکوں کے فوجی حلقوں میں اس سے گاڑی کھینچنے کا کام کثرت سے لیا جاتا ہے، چنانچہ جنگ جرمنی میں فرانس و برطانیہ وغیرہ نے اس سے توپخانہ کی گاڑیاں گھسیٹنے کا خوب کام لیا۔ دوسری طرف عراق، عرب، شام و مصر وغیرہ

میں گھوڑے ہی کی طرح اس کی سواری بھی عزت و راحت کی ایک سواری ہے۔ بلکہ بیروت و دمشق وغیرہ میں تو بڑے بڑے حکام و امرا، تو خچر کی سواری کو گھوڑے کی سواری سے زیادہ معزز سمجھتے ہیں۔ اور بائبل میں تو یہاں تک ہے کہ حضرت داؤدؑ نے جب حضرت سلیمانؑ کو اپنے سامنے بادشاہ بنوایا ہے تو اس موقع پر سواری بجائے گھوڑے کے شاہی خچر ہی کی کرائی ہے اور حکم دیا ہے کہ :

"میرے بیٹے سلیمان کو میرے ہی خچر پر سوار کرو۔"

(۱۔ سلاطین۔ ۱: ۳۳)

خچر اپنی رفتار اور قد و قامت اور گردن کی ساخت کے لحاظ سے گھوڑے سے مشابہت رکھتا ہے اور سر، پیر، کان اور ہاتھ کی ساخت میں گدھے کے مشابہ ہوتا ہے۔ اس کی آواز گھوڑے کے ہنہنانے اور گدھے کے رینکنے دونوں سے الگ ایک مکرر قسم کی ہوتی ہے۔

عہد عتیق میں اس کا تذکرہ کئی جگہ آیا ہے مثلاً

"۔۔۔۔ جس نے بیابانوں میں جب وہ اپنے باپ کے گدھوں کو چراتا تھا، خچروں کو پایا۔"

(پیدائش۔ ۳۶: ۲۴)

"۔۔۔۔ شاید ہم کو کہیں گھاس مل جائے جس سے ہم گھوڑوں اور خچروں کی جان بچائیں۔"

(۱۔ سلاطین۔ ۱۸۔ ۵) نیز آستر۔ ۸ : ۱۰ میں ذکر خچر سواروں کا ہے۔

خچر اپنے قدرتی طریقہ سے ہمیشہ سے پیدا ہوتے چلے آئے ہیں، لیکن جنگ اور امن دونوں زمانوں میں ان کی اہمیت خصوصی محسوس کر کے امریکہ، فرانس، اٹلی، اسپین

وغیرہ کی حکومتوں نے ان کی پیدائش کے مصنوعی ذرائع بھی اختیار کئے ہیں، اور اچھی خوش نسل گھوڑیوں اور تنگڑے تنومند گدھوں کے ملاپ کے لئے مستقل محکمے کھولے ہیں۔

بقر } گائیں (جمع۔ واحد۔ بقرۃ)

(ال) بقر

پ ۱۔ سورۃ البقرہ ع ۸ پ ۸۔ سورۃ الانعام ع ۱۷

پ ۸۔ سورۃ الانعام ع ۱۸

صیغہ جمع میں یہ لفظ بَقَر قرآن مجید میں ایک جگہ تو بنی اسرائیل کی زبان سے اس موقع پر آیا ہے کہ "گائے کے بارہ میں ہم اشتباہ میں پڑ گئے ہیں۔" دوسری جگہ دوسرے حلال جانوروں کے ساتھ میں اس کا ذکر ہے کہ "اس کے نر و مادہ کو کس نے حرام کیا ہے؟" اور تیسری جگہ بکری کے عطف کے ساتھ یہ بیان ہے کہ " ان دونوں جانوروں کی چربی یہود پر حرام کر دی گئی ہے۔"

ملاحظہ ہو عنوان: بقرۃ

بقرات۔ گائیں (جمع۔ واحد: بقرۃ)

پ ۱۲۔ سورۃ یوسف ع ۶ (دو بار)

یہ بقرۃ کی دوسری جمع ہے۔ قرآن مجید میں یہ لفظ صرف دو مرتبہ آیا ہے اور دونوں بار بادشاہ مصر کے خواب کے سلسلہ میں، جب کہ وہ کہہ رہا ہے کہ میں نے سات دبلی

گایوں کو دیکھا کہ وہ سات موٹی گایوں کو نگل گئی ہیں۔

ملاحظہ ہو عنوان : بقرۃ

بقرۃ

(ال) بقرۃ

} گائے۔

پ ۱۔ سورۃ البقرۃ۔ ع ۸۔ (۴ بار)

صیغۂ واحد میں یہ لفظ چار مرتبہ آیا ہے اور چاروں مرتبہ اسی صورت میں جو سورۃ البقرۃ سے موسوم ہے۔ چاروں مرتبہ ایک ہی سیاق میں، بنی اسرائیل کے حکم ذبح گائے کے سلسلہ میں۔ پہلے یوں کہ حضرت موسیٰ نے اپنی قوم کو یہ حکم الٰہی پہنچایا کہ " تم ایک گائے ذبح کرو "۔ دوسری جگہ اسی حکم خداوندی کی مزید تشریح کہ " وہ گائے ایسی ہو جو نہ بوڑھی ہو نہ بن بیاہی "۔ تیسری بار ان لوگوں کے جواب میں پھر تشریح کہ " وہ گائے ایسی ہو جو خوب گہرے زرد رنگ کی ہو "۔ اور چوتھی مرتبہ یہ ایک اور تصریح کہ " وہ گائے ایسی نہ ہو جو محنت کرتی ہو، زمین جوتتی ہو "۔

بقرۃ اسم جنس ہے، گائے اور بیل دونوں کے لئے عام لیکن قرآن مجید میں اس کا استعمال عموماً گائے ہی کے لئے ہوا ہے۔

گائے ہندوستان و پاکستان کا ایک خوب معروف و معلوم جانور ہے اور اس کا نر بیل بھی کچھ کم مشہور نہیں۔ یہاں کاشت کاری کا کہنا چاہئے کہ دارومدار ہی اس پر ہے۔ سفر کے لئے بیل گاڑی کا رواج ریل کے جاری ہونے سے پہلے عام

طور پر تھا، اور دیہات و قصبات میں اب بھی بڑی کثرت سے کام بیل گاڑی سے نکلتے ہیں۔

گائے کا دودھ اپنی طبی فائدوں کے لحاظ سے ایک بہت خاص چیز ہے۔ گائے کا گھی، مکھن، دہی، پنیر سب کام میں آتے ہیں۔ بلکہ ہندؤں کے ہاں اس کا فضلہ یعنی گوبر تک گھر یا درودیوار اور فرش کے لیپنے پوتنے کے کام میں آجاتا ہے اور آیورویدک میں گائے کے پیشاب کے بھی صحت بخش خواص کا بیان آیا ہے۔ گائے کا گوشت طبی حیثیت سے اچھا نہیں سمجھا گیا، تاہم اس کے نسبتاً ارزاں ہونے کی بنا پر اس کا استعمال ہندوستان میں غریب مسلمانوں میں ستمبر ۱۹۴۷ء سے پیشتر تک بڑی کثرت سے جاری تھا اور بعض مقامات پر خاص طور سے لذیذ بھی ہوتا تھا۔ سرکاری حکام کی نظر سے بچ بچا کر اب بھی اس کا استعمال جاری ہے۔ کم سن گائے یعنی بچھیا کا گوشت طبی حیثیت سے بھی بہت مفید سمجھا گیا ہے، اور ذائقہ میں بھی بہت لذیذ ہوتا ہے۔ گائے کا سکھایا ہوا اور مسالوں سے تیار کیا ہوا گوشت جسے انگریزی میں 'بیف' کہتے ہیں یورپ کے ملکوں اور امریکہ اور آسٹریلیا کے شہروں میں بڑی کثرت سے استعمال ہوتا ہے۔ اس کے کاروبار بہت بڑے پیمانہ پر کھلے ہوئے ہیں، اور تجارت زوروں پر جاری ہے۔ گائے کا چمڑا بھی بڑے کام کا ہوتا ہے۔ اس سے جوتے، سلیپریں، چپلیں اور ہر قسم کا چرمی سامان اس سے تیار ہوتا رہتا ہے۔

گائے کا وجود دنیا کے اکثر ملکوں میں پایا گیا ہے، گرم آب و ہوا کے ملکوں میں بھی اور سرد آب و ہوا کے خطوں میں بھی۔ گایوں کی قسمیں، رنگ اور جسامت دونوں کے اعتبار سے، بہت سی پائی گئی ہیں۔ بعض بڑی ڈیل ڈول والی اور خوب

فربہ دتیار۔ اور بعض بہت چھوٹی، دبلی، ہلکی پھلکی۔ کوئی سفید کوئی سیاہ، کوئی ابلق کوئی سرخ وغیرہا۔ دودھ کی مقدار کے اندازے بھی متعدد و مختلف ہیں۔ گائے بیل کی مجموعی تعداد دنیا میں فرنگی فاضلوں کی تحقیق کے بموجب تخمیناً ۲ کرور ہے۔

گائے کا شمار جگالی کرنے والے جانوروں میں ہے۔ اس کے جوف شکم میں علاوہ اصل معدہ کے تین معدہ نما تھیلیاں اور ہوتی ہیں۔ چرتے وقت گھاس یا دوسرا چارہ جسے وہ جلدی جلدی نگلتی جاتی ہے، پہلے اس کے معدہ نمبر ۱ میں جاتا ہے اور وہاں سے وہ پلپلا ہو کر معدہ نمبر دوم میں بھرا ہوتا ہے۔ اس کے بعد وہی غذا تھوڑی تھوڑی دوبارہ اس کے منھ میں آتی ہے اور جب جگالی یا پاگر کرنے کے بعد دوبارہ اندر جاتی ہے تو اب پہلے معدہ نمبر ۳ میں جاتی ہے، اور پھر وہاں سے اصل معدہ میں پہنچ جاتی ہے۔

گائے کی تقدیس بہت سے ملکوں اور قوموں میں رہی ہے۔ مصر، یونان، ایران، کریٹ وغیرہ میں۔ اور ہندوستان میں تو نوبت اس کی پرستش تک آگئی ہے اور اس کی حیثیت ایک مستقل دیوی یا دیوتا کی ہے۔ چنانچہ ایک ہندو عقیدہ یہ بھی ہے کہ مرتے وقت اگر گائے کی دم ہاتھ میں آجائے تو مرنے والا اس کے سہارے سیدھا بیکنٹھ پہنچ جاتا ہے۔

عہد جدید میں تو گائے کا ذکر نہیں، عہد عتیق میں دو جگہ ذکر ملتا ہے۔ ایک جگہ شریروں کو مہلت دئیے جانے کے سلسلہ میں ہے:۔

"ان کے فرزندان کے ساتھ موجود ہوتے ہیں، اور ان کی آنکھوں کے سامنے ان کی نسل بڑھتی ہے۔"

(ایوب۔ ۲۱: ۱۰)

اور دوسری جگہ آئندہ کے دور سعادت کا ذکر ہے کہ اس وقت...

"۔۔۔ گائے اور ریچھنی مل کے چریں گے اور ان کے بچے ملے جلے بیٹھیں گے۔"

(یسعیاہ ۔ ۱۱۔ ۷)

اسرائیلیوں میں ایک دستور یہ بھی تھا کہ جب کوئی شخص قتل ہو جاتا تھا اور قاتل کا پتا نہیں چلتا تھا تو ایک خاص صفات کی بچھیا کو لے کر ایک خاص طریق پر اسے ذبح کیا جاتا اور اس کے ذریعہ قاتل کا پتا چلایا جاتا ۔ کتاب استثناء ۔ ۲۱ : ۱ ۔ ۱۰ میں اس کی تفصیل درج ہے ۔

بکر: بن بیاہی ۔ جس کے ابھی بچہ نہ ہوا ہو۔

پ۱ ۔ سورۃ البقرۃ ۔ ع ۸

جس گائے کو ذبح کرنے کا حکم بنی اسرائیل کو ملا تھا اس کی مزید شناخت کے سلسلہ میں ارشاد ہوا کہ وہ نہ بوڑھی ہو نہ بن بیاہی۔

بہیمۃ ۔ چرندہ ۔ چوپایہ ۔

پ۶ ۔ سورۃ المائدۃ ۔ ع ۱ ۔ پ۱۷ ۔ سورۃ الحج ع ۴

انعام خاص ہے چند مخصوص چوپایوں کے لئے ۔ بہیمہ عام ہے ہر چرنے والے جانور کے لئے ۔ قرآن مجید میں دو جگہ آیا ہے ۔ پہلی جگہ تو حلّت بہائم کے سلسلہ میں ، کہ "تمھارے لئے جائز کئے گئے ہیں چوپائے مویشی ، بجز ان صورتوں کے کہ جن کا بیان تم سے کیا جاتا ہے۔"

یہاں فقہائے مفسرین نے لکھا ہے کہ اضافت تشبیہ کے لئے ہے ۔ یعنی مویشیوں

سے ملتے جلتے ہوئے چوپائے، جو نہ درندے ہوں نہ شکاری۔ اور مراد ہیں ایسے جانور جو شکاری اور درندے نہ ہونے میں مویشیوں سے مشابہ ہوں، مثلاً ہرن، نیل گائے، چیتل، جنگلی بکرا وغیرہ۔ د خچر، گدھے وغیرہ اس قاعدہ سے اس لئے مستثنیٰ رہیں گے کہ ان کی حرمت حدیث صحیح سے ثابت ہے۔)

دوسری جگہ حج کے سلسلہ میں ان پر اللہ کا نام پڑھ کر ان کے کھائے جانے کا ذکر ہے اور وہاں مراد قربانی کے جانور ہیں۔ اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری۔

چرنے والے جانور وہ جنگلی ہوں یا اہلی، شریعت نے عموماً حلال ہی رکھے۔ اس عام قاعدے سے مستثنیٰ صرف چند ہیں۔ مشرکیہ مذہبوں نے کثرت سے جانوروں کی تعظیم بلکہ تقدیس روا رکھی ہے، مثلاً بھینس، گدھے، ہرن، بارہ سنگھے وغیرہ کی۔ قرآن مجید نے چوپایوں کو انسان کی خوراک بتا کر ایک طرف شرک کی اس مخصوص صنف حیواں پرستی پر ضرب لگادی ہے، اور دوسری طرف انسان کے خلافت الٰہی کے مرتبہ و منصب کے شرف کو سنبھالا۔

توریت میں حیوانات کی آفرینش کا ذکر شروع میں ہی ہے (پیدائش ۱: ۲۴-۲۵)

مخلوق پرستی میں حیوان پرستی کا نمبر کسی دوسرے شرک سے کم درجہ پر نہیں رکثرت سے پرستش یا خود حیوانات کی ہوئی یا ان کی مورتیوں اور مجسموں کی۔

ت

تاکل۔ کھاتا ہے یا کھاتی ہے۔

پ۔ سورۃ الاعراف، ع ۱۰ پ۱۲۔ سورہ ھود، ع ۶

پ۱۲۔ سورۃ یوسف (دو بار) ع ۵

پ۲۲۔ سورۃ سبا، ع ۲ پ۲۱۔ سورۃ السجدۃ ع ۳

پ۲۶۔ سورۃ محمد، ع ۲

کھانے کا عمل تو انسان حیوان ہر جاندار کیلئے عام ہے۔ قرآن مجید میں حیوانات کے سلسلہ میں کھانے کا ذکر ان مقامات میں آیا ہے۔ پہلے اور دوسرے مقام پر تو ذکر حضرت صالحؑ کی اونٹنی کا ہے، جس کے لئے آپ اپنی قوم سے فرماتے ہیں، کہ یہ ایک خدائی نشانی ہے، یہ اللہ کی سرزمین پر جہاں جائے گی آزادی سے کھاتی پھرے گی۔ تیسرا اور چوتھا مقام وہ ہے کہ جہاں حضرت یوسفؑ کا ایک رفیق زنداں ان سے جیل میں اپنا خواب بیان کرتا ہے کہ میں نے دیکھا میرے سر پر روٹیاں ہیں اور پرندے انھیں کھا رہے ہیں اور پھر آپ تعبیر بیان کرنے میں بھی انھیں الفاظ کو تقریباً دہرا کر فرماتے ہیں کہ اس کے سر کو پرندے (نوچ نوچ کر) کھائیں گے۔ پانچویں جگہ حضرت سلیمانؑ کے قصہ میں ہے کہ زمین کا کیڑا (یعنی دیمک) آپؑ کے عصا کو کھا جانے لگا۔ چھٹی جگہ بطور انعام کے یہ بیان ہے کہ ہم پانی سے زمین میں نباتات اگاتے ہیں، جسے انسان بھی کھاتا ہے اور مویشی بھی کھاتے ہیں اور ساتویں بار یہ ذکر ہے کہ اہل کفر اسی طرح ———

کھانے میں پڑے رہتے ہیں جیسے کہ مویشی کھانے میں لگے رہتے ہیں۔ یعنی یہ کمال غفلت وبے حسی اور بغیر احساس ذمہ داری بس پیٹ ہی کے دھندے میں پڑے رہتے ہیں۔

جاندار ہونے کی حیثیت سے اکل طعام انسان وحیوان دونوں میں مشترک ہے لیکن کھانے کھانے میں بڑا فرق ہے اور وہی فرق ہے جو انسانیت اور حیوانیت کی بنا پر ہونا چاہئے۔ جانور بس اپنے پیٹ کا بندہ رہتا ہے اور انسان اپنے معدہ کی تسکین کے علاوہ دل ودماغ کی ذمہ داریاں بھی رکھتا ہے۔

تثیر (الارض)۔ جوتتی ہے (زمین کو)

پ۱۔ سورۃ البقرۃ۔ ع ۸۔

بنی اسرائیل کو جس گائے کے ذبح کرنے کا حکم ملا تھا، اس کے سلسلہ میں اس کی شناخت کی مزید علامت کے لئے یہ ارشاد ہوا تھا کہ وہ ایسی نہ ہو، جس نے زمین کو جوتا ہو۔

ہل چلانا اور جوتنا واضح رہے کہ محض بیل کے لئے مخصوص نہیں۔ بعض ملکوں میں گائے بھی زمین جوتنے کے کام میں آتی ہے۔

تحمل (اثقالکم) اٹھاتے ہیں (تمھارے بوجھ)

پ۱۴۔ سورۃ النحل، ع ۱۔

مویشیوں کے ذکر میں ہے اور بطور انعام الٰہی کے کہ وہ تمھارے وزنی سامان

اٹھا اٹھا کر ایسے شہر کو لے جاتے ہیں کہ تم وہاں پہنچ ہی نہیں سکتے ہو، بجز شدید مصیبت اٹھائے۔

اونٹ، بیل، بھینسے جیسے بوجھ اٹھانے والے جانور ہیں، سب کو معلوم ہے۔ یہ نہ ہوں تو آج مشینوں کے دور دورہ میں بھی انسان کو اپنی باربرداری کے لئے کتنی مشکلات کا سامنا کرتے رہنا پڑے، اور آج سے قبل کے زمانہ میں تو سارا ہی دارومدار انھیں جانوروں پر تھا۔ بعض ملکوں میں بکرے گاڑیاں گھسیٹتے ہیں، اور تبت وغیرہ کے بعض علاقوں میں باربرداری کا پورا کام بھیڑوں سے لیا جاتا ہے۔ جانوروں کی یہ صفت باربرداری انسان کے حق میں ایک خصوصی رحمت ہے۔

تخطف (ہٗ) (اسے) اچک لے جاتی ہے۔

پ۱۷۔ سورۃ الحج۔ ع ۴

مشرک شخص کے سلسلہ میں ہے کہ وہ تو ایسا ہے کہ جیسے کوئی شخص آسمان سے گر پڑے اور پرندوں کی جماعت اسے اچک لے جائے ــــــ مطلب یہ ہوا کہ وہ بری طرح ہلاک ہو جائے۔ بعض اہل تفسیر نے لکھا ہے کہ تشبیہ میں شکاری پرندوں سے اشارہ نفس کے اوہام اور وسوسوں کی جانب ہے۔

تذبحوا۔ تم ذبح کرو۔

پ۱۔ سورۃ البقرۃ ع ۸

ذبح کے اصل معنی جانور کے گلے پر چھری پھیرنے کے ہیں۔ قرآن مجید میں حیوانات

کے سلسلہ میں یہ لفظ اسی سیاق میں آیا ہے ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ پیام خداوندی بنی اسرائیل تک پہنچانے کا حکم ملا ہے ، کہ تم لوگ ایک گائے ذبح کرو ـــــــ پھر آگے تفصیلات ہیں کہ ان لوگوں نے اس حکم کی تعمیل میں کتنی قیل وقال کی ۔

جانوروں کو غذا کے لئے ہلاک کرنے کے طریقے اور بھی چلے ہوئے ہیں ، گردن مروڑ دینا ، گردن سے سر قلم کر دینا وغیرہ ۔ اسلامی طریقہ ذبح کرنے کا ہے ، یعنی گلے کی رگوں کو ایک خاص طریقہ پر ، اور اللہ کا نام لے کر کاٹ دینا ۔ جانور کی جان نکلنے میں اس طریقہ سے جو آسانی ہوتی ہے ، اس سے قطع نظر طبی اعتبار سے یہی طریقہ بہترین ہے ۔ اور جانور کے گوشت کی لذت اور فوائد دونوں برقرار اسی ذبح ہی کی صورت میں رہتے ہیں ۔

ترکبوھا ۔ (کہ) تم (ان پر) سواری کرو ۔

پ۱۴ ۔ سورۃ النحل ، ع ۱ ۔

لطف و انعام کے موقع پر ارشاد ہوا ہے کہ گھوڑے اور خچر اور گدھے اسی لئے ہیں کہ تم ان پر سوار ہو ، اور یہ تمہاری زینت (و تجمل) کے بھی باعث ہیں ۔

گھوڑا ، گدھا ، خچر ایک زمانہ میں تو ساری دنیا میں سواری کے کام آتے تھے ۔ اور عرب ، عراق ، شام ، مصر ، ایران ، سوڈان ، طرابلس ، افغانستان ، پاکستان ، ہندوستان اور خود بر اعظم یورپ کے بھی کتنے علاقوں میں اب بھی یہ سواری ہی کا کام دیتے ہیں ۔

تریحون ۔ تم شام کو چراکر واپس لاتے ہو۔

پ۱۴۔ سورۃ النحل، ع ۱۔

مویشیوں کے ذکر میں ہے کہ علاوہ ان کے غذائی اور دوسرے منافع کے، تمھارے لئے ان میں ایک رونق بھی ہے، جب تم انھیں شام کو چراکر واپس لاتے ہو۔

اس اجمال دلکشی کا حال کوئی دنیا کی اس بڑی آبادی کے دل سے پوچھے، جو گلہ بانی چوپانی اور کھیتی باڑی کے کاموں میں لگی رہتی ہے۔ کاشت کار، چرواہے، گدّی، گھوسی، اہیر، گڈریئے شتربان، شام کے وقت اپنے جانوروں کو دیکھ کر آنکھوں میں نور اور دل میں سرور حاصل کرتے ہیں۔

تسرحون ۔ تم صبح چرانے لے جاتے ہو۔

پ۱۴۔ سورۃ النحل۔ ع ۱

مویشیوں کے ذکر میں ہے کہ علاوہ ان کے غذائی اور دوسرے منافع کے تمھارے لئے ان میں ایک رونق بھی ہے۔ جب تم انھیں شام کو چراکر واپس لاتے ہو اور جب صبح انھیں چرانے لے جاتے ہو۔

صبح و شام یعنی نکلتے ہوئے سورج اور ڈوبتے ہوئے سورج، دونوں وقت دنیا کے کاشت کار، گڈریئے، گدی، گھوسی، اہیر، شتربان اپنے اپنے اونٹوں، بھیڑوں، بکریوں، گایوں، بھینسوں، بیلوں، کو دیکھ دیکھ کر کیسے باغ باغ ہوتے رہتے ہیں۔

تسقی (الحرث)۔ زراعت کو پانی دیا ہو۔

پ۱۔ سورۃ البقرۃ۔ ع ۸۔
اسی گائے کے سلسلہ میں، جس کو ذبح کرنے کا حکم بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰؑ پیغمبر کے ذریعہ سے ملا تھا، اس کی مزید شناخت یہ ارشاد ہوئی ہے کہ اس نے نہ زمین کو جوتا ہو اور نہ کھیتوں کو پانی دیا ہو۔
بعض قوموں میں گائے سے بھی مثل بیل کے کھیتی کسانی کا کام لیا گیا ہے۔

(ف) تعاطیٰ۔ (وار کیا)

پ۲۷۔ سورۃ القمر، ع ۱
حضرت صالح کی اعجازی اونٹنی کے سلسلہ میں ہے کہ پیمبر کی صریح فہمائش کے باوجود سرکش و نافرمان ثمودیوں نے اپنے رفیق کو آواز دی اور اس نے آکر اونٹنی پر وار کیا اور اسے ہلاک کر ڈالا ــــــــ تعاطیٰ کے معنی ہیں کہ حملہ آور اپنے پنجوں کے بل کھڑا ہوا، پھر تلوار سونت کر حملہ کیا۔
ای قام علیٰ اطراف اصابع رجلیہ ثم رفع یدیہ فضربہا کمافی الصحاح۔ (تاج العروس)

تلقف۔ (وہ (انھیں) نگل جاتا ہے۔

پ۹۔ سورۃ الاعراف، ع ۱۳۔ پ۱۶۔ سورۃ طٰہٰ، ع ۔ پ۱۹۔ سورۃ الشعراء، ع ۲

لفظ تین جگہ آیا ہے ۔ پہلی اور تیسری جگہ پر یہ مضمون ہے کہ فرعون کے حکم سے ساحرانِ مصر نے جب اپنی اپنی رسیاں ڈال کر انھیں چلتے پھرتے سانپ بنا لیا، تو حضرت موسیٰ نے بھی حکم الٰہی سے اپنا عصا ڈال دیا، اور وہ ان کی بناوٹی چیزوں کو نگل گیا ۔ اور دوسری آیت میں اسی موقع کا ذکر کر کے یہ بیان ہے کہ ہم نے موسیٰ سے کہا کہ ڈرو نہیں، غالب تمھیں رہو گے، ڈال دو وہ جو تمھارے ہاتھ میں ہے، یہ ساحروں کے جعل کو نگل جائے گا ——— گویا تینوں جگہ فعل کا تعلق کو کسی اصلی جانور سے نہیں، لیکن سحری و اعجازی جانور سے ضرور ہے ۔

حیرت ہے کہ عہدِ موسوی کے اتنے اہم واقعہ کے تذکرے سے بائبل کے اوراق خالی ہیں ۔

ث

ثعبان۔ اژدہا۔ بڑا اور موٹا سانپ۔ جیت

پ۹۔ سورۃ الاعراف، ع ۱۴۔ پ۱۹۔ سورۃ الشعراء۔ ع ۲۔

حضرت موسیٰؑ کے ذکر میں ہے کہ جب آپؑ کو پیغمبری ملی، اور حکم ہوا کہ آپؑ فرعون مصر کی اصلاح و ہدایت کے لئے اس کے پاس جائیں۔ تو ساتھ ہی یہ معجزہ بھی عطا ہوا کہ جب آپ نے فرعون اور فرعونیوں کے سامنے اپنا عصا (زمین پر) ڈالا، تو وہ ایک اژدہا بن گیا۔ اور یہ ذکر دو مرتبہ آیا ہے۔

سانپ کے لئے عربی میں اور لفظ بھی ہیں۔ اور خود قرآن مجید ہی میں دو لفظ اس کے علاوہ آئے ہیں۔ یہ خاص لفظ جب آیا ہے تو انھیں دو موقعوں پر آیا ہے۔ جب ذکر فرعون کے سامنے آپ کے آنے کا ہے ——— معلوم ایسا ہوتا ہے کہ عصائے موسیٰ مطلق سانپ تو یوں ہی بن جایا کرتا تھا، لیکن اژدہے کی مہیب شکل جبھی اختیار کرتا تھا جب مواجہ میں فرعون اور فرعونی ہوتے تھے۔

سانپ کی حیثیت دنیا کے اکثر جاہلی مذہبوں میں ایک دیوتا کی مانی گئی ہے، اور اس کی پرستش بڑی کثرت سے کی گئی ہے۔ یہاں تک کہ مغربی فاضلوں کا خیال ہے کہ اس سے بڑھ کر کسی اور جانور کی پرستش نہیں ہوئی ہے۔ ہندوستان میں بھی ساون کی ۵ رتاریخ کو ناگ پنچمی، ناگ دیوتا کی پوجا کا دن ایک مشہور تہوار ہے۔ اور شیش ناگ ہندوؤں کے ایک مشہور اوتار ہوئے ہیں۔ قدیم مصری مذہب میں سانپ کی پوجا

ہوتی تھی، اور اس کی موتیاں جا بجا رکھی رہتی تھیں۔ حضرت موسیٰؑ کے ہاتھ سے بار بار سانپ کا معجزہ دکھانے میں عجب نہیں جو ایک حکمت یہ بھی ہو کہ مصریوں کی ناگ پوجا پر ضرب لگے۔

اژدہا یا چیت (چھوٹا اژدہا) افریقہ، ایشیا، آسٹریلیا تینوں براعظموں کے گرم حصوں میں پایا جاتا ہے۔ اور اس کا خاص وطن ہندی چین (انڈو چائنا) اور جزائر ملایا (انڈونیشیا) کے علاقے ہیں۔ اس کی جلد چمکیلی ہوتی ہے جس پر خوشنما چتیاں پڑی ہوتی ہیں۔ اور یہ ۲۰، ۳۰ فٹ تک کالا بنا پایا گیا ہے۔ یہ عموماً جنگل میں چپ چاپ پڑا رہتا ہے، اور جہاں کوئی چھوٹا چوپایہ، بکری، ہرنی وغیرہ یا پرندہ قریب آگیا، بس دفعتاً اسے چھاپ بیٹھتا ہے، اور بجائے کاٹنے کے اسے اپنے حلقہ میں لے کر اس زور سے دباتا ہے کہ اس کی ہڈیاں، پسلیاں سب چور چور ہو جاتی ہیں۔ اسے یوں مار کر پھر اُسے اطمینان سے آہستہ آہستہ کھاتا رہتا ہے۔ اس کی عمر بہت ہوتی ہے، اور اس کی مادہ، سو (۱۰۰)، سو (۱۰۰) انڈے دیتی رہتی اور انھیں دو دو مہینہ تک سیتی رہتی ہے۔

ملاحظہ ہوں عنوانات: جان، حیّہ

ج

جَانٌّ ۔ سانپ

پ۱۹ ۔ سورۃ النمل، ع ۱ ۔ پ۲۰ ۔ سورۃ القصص، ع ۴

جانّ ایسے سانپ کو کہتے ہیں جو پتلا اور تیز ہو۔ قرآن مجید میں دو جگہ یہ لفظ آیا ہے اور دونوں جگہ اس سیاق میں کہ حضرت موسیٰ کو جب پیمبری عطا ہوئی ہے، اور وادیٔ ایمن میں پہلی بار آپ پر یہ وحی نازل ہوئی ہے کہ مصر جا کر فرعون پر تبلیغ کریں، تو ساتھ یہ حکم بھی ملا کہ اپنا عصا ڈال دو، تو دیکھتے کیا ہیں کہ وہ لہرا رہا ہے، جیسے پتلا سانپ ہو، اس پر آپ خوف سے پشت پھیر کر بھاگے۔

جانّ کے اور معنی بھی ہیں، لیکن قرآن میں سانپ کے معنی میں انھیں دو موقعوں پر آیا ہے۔ سانپ کا ذکر قرآن مجید میں ۵ جگہ ہے۔ ان میں سے دو جگہ اسی لفظ جانّ سے۔

سانپ ہندوستان اور پاکستان کا ایک معروف ترین جانور ہے، جس کا نام ہی دلوں میں دہشت اور ہیبت پیدا کر دیتا ہے۔ اور عام خیال یہ ہے کہ یہ ایک سخت زہریلا جانور ہے لیکن محققین فن کا بیان ہے کہ ہر سانپ زہریلا نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کی چھوٹی بڑی کل ۲۵۰۰ قسمیں جو روئے زمین پر پائی گئی ہیں ان میں سے سخت زہریلی صرف ۲۵۰ ہیں اور باقی میں سے ۳۰۰ نیم زہریلی ہیں، یعنی انسان اور بڑے جانوروں کے حق میں مہلک نہیں۔ ان کے علاوہ جتنے سانپ ہیں، بے ضرر سے ہوتے ہیں۔ سانپ کی آنکھیں ہمیشہ کھلی

رہتی ہیں، اس لئے کہ اس کے پپوٹے نہیں ہوتے، اور سانپ کی نظر میں ایک خاص کشش ہوتی ہے۔ اس کے کان بھی ظاہر میں کہیں معلوم نہیں ہوتے۔ اس کے پیر نہیں ہوتے اور یہ اپنی پسلیوں یا گریوں کے بل زمین پر بڑی تیزی سے پیچ کھاتا اور گھسٹتا ہوا چلتا ہے۔ یہ گوشت خور ہوتا ہے۔ اس کی عام غذا چوہے، چوہیاں، مینڈک، چھپکلی اور چھوٹے موٹے سانپ وغیرہ ہوتے ہیں۔ اس کا وجود دنیا کے بیشتر علاقوں میں پایا جاتا ہے یعنی بجز آیرستان اور نیوزی لینڈ کے اور سب کہیں۔ لیکن استوائی اور نیم استوائی ملکوں میں خصوصیت کے ساتھ۔ اس کی جلد کے رنگ بھی مختلف پائے گئے ہیں، خوب سیاہ سیاہی مائل، بھورے، سبز، خاکستری۔ جاڑوں میں یہ نیم مردہ یا مضمحل پڑا رہتا ہے ہندوستان میں صرف گرمی اور برسات میں برآمد ہوتا ہے، اور ان موسموں میں اس کے کاٹنے سے بہ کثرت ہلاکتیں واقع ہوتی رہتی ہیں۔ اس کا دہانہ بہ ظاہر چھوٹا ہوتا ہے، مگر جبڑے کھل کر بڑے وسیع ہو جاتے ہیں۔ اس لئے یہ اچھے خاصے جسم والے شکار کو بھی اپنے منھ میں لے لیتا ہے۔ اس کا زہر ان گلٹیوں یا غدودوں میں ہوتا ہے، جو اس کے دانتوں کی جڑوں میں ہوتی ہیں۔ اس کے کاٹتے ہی انسان کے حواس اور قوت گویائی پر اثر پڑتا ہے۔ جسم سن ہونے اور خون جمنے لگتا ہے۔ ہندوستان میں اس کے زہر کا بہترین علاج اب تک تمباکو سمجھا گیا ہے خصوصاً حقہ کی کیٹ۔

سانپ کی اکثر قسمیں انڈے دیتی ہیں، لیکن بعض سنپولے بھی جنتی ہیں۔ عام طور پر یہ ایک زمین پر رینگنے والا کیڑا ہے، لیکن اس کی بعض قسمیں درختوں پر رہنے والی پائی گئی ہیں، بعض پانی میں تیرنے والی اور بعض ہوا میں اڑنے والی۔ جثہ اور قد کے اعتبار سے بھی سانپ ہر قسم کے پائے گئے ہیں، بڑے اور بہت بڑے، اور چھوٹے اور

بہت چھوٹے بھی۔

سانپ کا ذکر توریت اور انجیل میں کثرت سے آیا ہے، اور مختلف سیاقوں میں۔ معجزۂ موسوی کے سلسلہ میں یوں آیا ہے:۔

"۔ ۔ ۔ ۔ تب خدا نے موسیٰ کو کہا کہ یہ تیرے ہاتھ میں کیا ہے، وہ بولا، عصا، پھر اس نے کہا، اسے زمین پر پھینک دے۔ اس نے زمین پر پھینک دیا اور وہ سانپ بن گیا اور موسیٰ اس کے آگے سے بھاگا۔ تب خداوند نے موسیٰ سے کہا کہ اپنا ہاتھ بڑھا اور اس کی دم پکڑ لے۔ اس نے ہاتھ بڑھایا اور اسے پکڑ لیا۔ وہ اس کے ہاتھ میں عصا ہو گیا۔"

(خروج ۴: ۱۔۴)

قرآن مجید میں سانپ کے لئے تین مختلف لفظ آئے ہیں۔ گویا ہر جگہ اس کے الگ الگ خصوصیات ظاہر کرنے کو۔

ملاحظہ ہوں عنوانات: ثعبان و حیّۃ

جراد

(ال) جراد

ٹڈیاں۔ ٹیڑیاں۔ اسم جنس ہے (واحد: جرادۃ)

پ ۹۔ سورۃ الاعراف، ع ۱۶۔ پ ۲۷۔ سورۃ القمر، ع ۱

قرآن مجید میں یہ نام دو مختلف سیاقوں میں آیا ہے۔ ایک طرف تو فرعونیوں پر دنیوی عذابوں کے سلسلہ میں ہم نے ان پر طوفان اور ٹڈیاں۔ ۔ ۔ ۔ (بطور سزا) نازل

کیں ۔" دوسری جگہ آغاحشر کے وحشت ناک واقعات کے سلسلہ میں کہ اس وقت لوگ قبروں سے اس طرح نکل پڑیں گے کہ گویا ٹڈی دل نکل پڑا ہے"۔

ٹڈی ہندوستان اور پاکستان کا ایک معلوم ومعروف ہوائی کیڑا ہے۔ شکل میں اور جسامت میں برساتی پردار کیڑے بڑے بوٹ کی مانند۔ ماہرین نے اس کی نو قسمیں بتائی ہیں۔ جس میں سے تین ہندوستان کے لئے مخصوص ہیں۔ ٹڈی ہوائی فاصلہ ایک گھنٹہ میں ۱۵۔۲۰ میل طے کرلیتی ہے۔ اپنی زراعت دشمنی بلکہ نباتات دشمنی کے لئے مشہور ومعروف ہے۔ جس جگہ لکھوکھا کی تعداد میں آکر بیٹھ گئی، کھیت کے کھیت صاف کردیئے۔ باغ کے باغ کی پتیاں چٹ کرکے ٹنڈ منڈ کردیئے۔ باغبان اور کاشت کار اس کے نام سے لرزتے اور تھراتے ہیں۔ اس کی یہ مہلکت یورش کسی ایک ملک یا چند ملکوں تک محدود نہیں۔ افریقہ کا براعظم پورا کا پورا، ایشیاء کا جنوبی حصہ آسٹریلیا کا شمالی علاقہ، یورپ کا جنوبی خطہ، جنوبی امریکہ کے سارے علاقے، سب اس کی تاخت کی زد میں ہیں۔ شام اور عرب دونوں ملک اس ستم پیشہ جانور کے خاص مرکز ومستقر ہیں۔ مصر کے حدود ان دونوں سے متصل ہیں، شمال مشرق میں شام سے، اور وسط وجنوب مشرق میں عرب سے۔ اس لئے مصر ٹڈیوں کی مہلکت یلغار کی زد پر خاص طور سے ہے۔

توریت میں ہے:۔

"۔۔۔۔ جب صبح ہوئی تو پروا ہوا ٹڈیاں لائی۔ اور ٹڈیاں تمام مصر پر آئیں اور مصر کی تمام اطراف پر بیٹھیں، اور ایسی بے شمار تھیں کہ ان سے پیشتر ایسی ٹڈیاں نہ آئی تھیں، نہ ان کے بعد پھر آویں گی، کہ سارا روئے زمین ان سے

چھپ گیا، ایسا کہ ملک میں اندھیرا ہو گیا اور انھوں نے اس سرزمین کی ہر ایک سبزی اور درختوں کے میووں کو جو اولوں سے بچ گئے تھے چاٹ لیا۔ اور تمام ملک مصر میں کسی درخت پر اور میدان کی گھاس میں سبزی نہ چھوٹی۔"

(خروج۔ ۱۰ : ۱۴-۱۵)

اور توریت کے شارحوں کا بیان ہے کہ فرعونیوں پر جو دس عذاب ایک کے بعد ایک نازل ہوئے، یہ ٹڈی دل والا عذاب ان میں سے آٹھویں نمبر پر تھا، اور بہت ہی بڑا تھا۔ ٹڈیاں ان کی ساری کھیتیاں ناس کر گئیں۔ غلہ، میوے، پھل، ترکاری کے سارے لہلہاتے کھیت اور باغ وہ پورے صاف کر گئیں۔ سبزی کے نام سے گھاس تک نہ چھوڑی۔ مصر جیسے زرعی ملک کے لئے یہ عذاب ناقابلِ برداشت تھا۔ انار، انگور، سیب، زیتون وغیرہ پھل والے درختوں کے پھل اور پھول کیا معنی، پتیاں تک باقی نہ رکھیں، سارے درخت اور پودے محض سوکھے ہو کر ٹھونٹھ رہ گئے۔ اور فرعونی قدرۃً اس عذاب الیم سے بلبلا اٹھے۔

انجیل میں حضرت یحییٰ کے سلسلہ میں دو جگہ ہے کہ ان کی غذا جنگلی شہد اور ٹڈیاں تھیں۔ (متی۔ ۳ : ۴۔ مرقس۔ ۱ : ۶)

قرآن مجید نے دوسرے موقع پر حشر میں قبروں سے مردوں کے نکل پڑنے کو ٹڈی دَل سے تشبیہ دی ہے اور کثرتِ تعداد کے ظاہر کرنے کو اس سے بہتر کوئی تشبیہ تھی ہی نہیں۔ ظاہر ہے کہ مردے اس وقت بے شمار ہوں گے، اور انسان کے تجربہ میں کوئی منظر اس سے اتنا قریب نہیں جتنا ٹڈی دَل کا ہو سکتا ہے۔ ——— ماہرین کا بیان ہے کہ ہر ٹڈی ایک ایک جھول میں ۸۰ سے لے کر ۱۰۰ انڈے تک

دیتی ہے اور ان سے بچے ڈھائی تین ہفتوں میں نکل آتے ہیں۔ گویا کل ایک سال کے اندر ، ٹڈی کے صرف ایک جوڑے سے نسلوں پر نسلیں ہزاروں بلکہ لاکھوں ٹڈیوں کی تیار ہو جاتی ہیں! ایک مرتبہ مشرقی افریقہ سے گزرتے ہوئے ایک ٹڈی دل کی پیمائش کی گئی تو اس کا طول فضائے آسمانی میں ۶۰ میل کا اور عرض ۳۰ میل کا نکلا اور اس دل کی ٹڈیوں کی تعداد کا تخمینہ کروروں اور اربوں سے گزر کر سنکھ کھرب یا ایک نیل (۱۰۰،۰۰۰،۰۰۰،۰۰۰،۰۰۰) کا کیا گیا۔ اس پر بھی ماہرین کا قول یہ ہے کہ دنیا کا سب سے بڑا نہیں ہوا ہے اس سے بھی بڑے ہو سکتے ہیں اور ہو چکے ہیں۔

ٹڈیاں بہت سی قوموں میں ایک لذیذ چربیلی غذا کے طور پر بھون کر یا تل کر کھائی جاتی ہیں، اور شریعتِ اسلامی نے بھی مچھلی کی طرح ان کا کھانا بغیر ذبح کے جائز رکھا ہے۔

جسد۔ جسم۔ بدن

پ ۹ ۔ سورۃ الاعراف، ع ۱۸۔ پ ۱۶ ۔ سورۃ طٰہٰ، ع ۴۔

حیوانات کے سلسلہ میں یہ لفظ قرآن مجید میں دو ہی موقعوں پر آیا ہے۔ اور دونوں جگہ ذکر یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی غیر موجودگی میں سامری نے ایک بچھڑے کی طلائی مورتی بنائی تھی جو ایک خالی خولی جسم بے روح تھا، اور اس کے اندر سے ایک خاص آواز نکلتی تھی ـــــ گویا حیوانات کے سیاق میں یہ لفظ قرآن میں جسم بے روح کے معنی میں آیا ہے۔

بڑے حیوانات کی جسمانی ساخت بہت سی چیزوں میں جسم انسانی سے ملتی ہوئی

ہوتی ہے اور بعض خصوصیات حیات تو بالکل مشترک ہیں۔ تفصیل حیاتیات اور حیوانیات کی کتابوں میں درج ملے گی۔

جلود۔ چمڑے۔ کھالیں (جمع۔ واحد: جلد)

پ۱۴۔ سورۃ النحل۔ ع ۱۱

حیوانات کے سلسلہ میں یہ لفظ ایک ہی بار آیا ہے۔ موقع انعام پر ارشاد ہوا ہے کہ اللہ نے تمہارے لئے چوپایوں کے چمڑے سے گھر بنوا دیئے ہیں، جنھیں تم اپنے کوچ کے وقت اور اپنے اقامت کے وقت ہلکا پاتے ہو مراد ظاہر ہے کہ خیموں، چھولداریوں وغیرہ سے ہے۔

ہم لوگ جو بچپن سے مٹی یا اینٹ یا پتھر کے گھروں کے منظر کے عادی ہیں، خیموں، ڈیروں کی اہمیت کا اندازہ ہی نہیں رکھتے۔ حالانکہ دنیا کی آبادی کا بہت بڑا حصہ زمانۂ قدیم میں ڈیروں ہی میں بسر کرتا تھا، اور ایک خاصہ حصہ اب بھی کر رہا ہے۔ عرب میں بدوی زندگی تو عبارت ہی اسی خیمہ ڈیرے کی زندگی سے تھی اور بنی اسرائیل کی مورث قدیم عربی نسل بھی پشتہا پشت تک خیموں ہی میں گذر کرتی رہی۔ آج دنیا میں جن قوموں کو خانہ بدوش کہا جاتا ہے (اور ان کی مجموعی آبادی کم نہیں) ان کی بڑی تعداد خیموں ہی میں بسر کرتی ہے۔ پھر حکام کے دوروں، شکاریوں کے شکار، اور بہت سے سیاحوں کی تحقیقاتی سیاحت کے موقع پر کام انھیں ڈیروں خیموں چھولداریوں سے لیا جاتا ہے۔ یورپ اور امریکہ میں بیسیوں ادارے کیمپنگ کلب اور یوتھ کیمپنگ ایسوسی ایشن وغیرہ کے نام سے قائم ہیں، بلکہ ایک بہت بڑا

عالمی ادارہ انٹرنیشنل آف فیڈریشن آف کیمپنگ کلبس کے نام سے بھی موجود ہے۔

عربوں کے خیمے آج تک مشہور چلے آتے ہیں۔ عموماً یہ بکری کے چمڑے کے ہوتے تھے۔ اٹھانے میں ہلکے اور گاڑنے میں سہل، اور ساتھ ہی بڑے مضبوط اور گنجائشی۔ لو اور دھوپ اور بارش سے یکساں پناہ دینے والے، اور ہر طرح سے آرام دہ۔ اونٹ اور بھیڑ کی کے چمڑے سے بھی خیمے بنائے گئے ہیں —— چھولداریاں چھوٹی ہوتی ہیں، ایک ایک دو دو آدمیوں کی گذر کے لئے۔ اور خیمے جو خاص اہتمام سے بہت بڑے بنائے جاتے ہیں، ان میں پچاسوں آدمی ایک وقت میں رہ سکتے ہیں۔

قرآن مجید نے چوپایوں کی کھالوں یا چمڑوں کا جو یہ خاص مصرف بتایا ہے، دنیا کا وسیع تجربہ قدم قدم پر اس کی تصدیق کر رہا ہے۔

عہد نامہ عتیق میں بھی خیموں کا ذکر متعدد مقامات پر آیا ہے مثلاً:-

"کیا خوب ہی ہیں تیرے خیمے اے یعقوب اور تیرے مسکن اے اسرائیل"۔
(گنتی۔ ۲۴:۵)

"اے اسرائیل چل اپنے خیموں کو۔ اے داؤد اب تو اپنے گھر کی فکر کر، سو اسرائیل اپنے خیموں کو چلے گئے۔" (۱۔سلاطین۔۱۲:۱۶)

خیمہ دوزوں کا ذکر ایک جگہ عہد نامہ جدید میں بھی ہے۔

جِمٰلَتٌ - (بہت سے) اونٹ (جمع الجمع - واحد جمل - جمع - جمالة)

پ۲۹ - سورۃ والمرسلات ع ۱

آتش جہنم کی ہولناکیوں میں آتا ہے کہ وہاں انگارے اتنے بڑے بڑے ہوں گے

جیسے محل اور رنگ میں ایسے جیسے زرد زرد اونٹ ——— یہ ایسی تشبیہ ہے جو قرآن کے مخاطبین اوّل کی سمجھ میں بہ آسانی آسکتی تھی۔

اونٹ کے لئے ملاحظہ ہوں عنوانات: ابل، بعیر، جمل، حام و ناقۃ

(۱۱) جمل ۔ اونٹ

پ ۔ سورۃ الاعراف ۔ ع ۵

اونٹ کے جو عربی میں متعدد نام ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے، اور عجب نہیں کہ انگریزی کا لفظ Camel اسی جمل کی ایک بگڑی ہوئی شکل ہو، جو عبرانی کے واسطہ سے انگریزی میں پہنچی ہو۔

قرآن مجید میں ایک ہی بار آیا ہے۔ بیاں اہلِ تکذیب و استکبار کی عدم مقبولیت اور مردودیت کا ہو رہا ہے۔ اس سلسلہ میں ارشاد ہوا ہے کہ ان لوگوں کے لئے نہ آسمان کے دروازے کھولے جائیں گے اور نہ وہ جنت میں داخل ہوں گے جب تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے سے نہ نکل جائے۔

عربی محاورہ میں اس سے مقصود ایسے امر کی طرف اشارہ کرنا ہوتا ہے جو عادۃً محال ہو۔ یعنی نہ اونٹ سوئی کے ناکے سے نکل پائے گا، اور نہ فلاں واقعہ وقوع میں آسکے گا۔

یہی محاورہ بعض اور زبانوں میں بھی مستعمل ہے، چنانچہ انجیل میں آتا ہے کہ:-

"اونٹ کا سوئی کے ناکے سے نکل جانا اس سے آسان ہے کہ دولت مند خدا کی

بادشاہت میں داخل ہو۔" (متی ۱۹ : ۲۴)

انجیل میں اونٹ کا نام صرف اسی موقع پر آیا ہے۔ عہد عتیق میں البتہ اس کا ذکر کوئی سات مرتبہ آیا ہے۔ جس میں کئی بار اس کے گوشت کی حرمت کے سلسلے میں۔

ملاحظہ ہوں عنوانات: ابل، بعیر، ناقۃ

جناحیہا۔ (اپنے) دونوں پر۔ (تثنیہ۔ واحد: جناح)

پ ۷۔ سورۃ الانعام۔ ع ۴

قرآن مجید میں یہ لفظ صرف اس سیاق میں آیا ہے کہ "نہ زمین پر چلنے والا کوئی جانور ایسا ہے اور نہ اپنے دونوں پروں پر اڑنے والا کوئی پرندہ، مگر یہ کہ وہ بھی تمھاری ایسی جماعتیں ہیں ـــــــــ یہ مثلیت غالباً آخرت میں محشور ہونے کی صفت کے لحاظ سے ہے۔

عہد نامہ عتیق و جدید دونوں میں پرندوں کے پنکھ یا پر بار بار بیان ہوئے ہیں۔ کہیں اپنے اصلی معنی میں اور کہیں محض بطور استعارہ کے۔ اور پروں کے ساتھ بعض بعض پرندوں کے ناموں کی بھی تصریح آگئی ہے۔ مثلاً عقاب، کبوتر، مرغی، شترمرغ۔ ملاحظہ ہوں ایوب۔ ۳۹ : ۱۳، زبور۔ ۶۸ : ۱۳، حزقیل۔ ۳۹ : ۱۷، دانیال ۴ : ۳۳۔

پرندوں کے پران کے اڑنے کے کام تو آتے ہی ہیں، اس کے علاوہ انھیں سردی سے بچاتے ہیں اور بعض جانوروں کے حملوں کے وقت سپر کا بھی کام دیتے ہیں۔ پرندوں کے پر انسان کے بھی بہت کام آتے ہیں۔ بعض کلغیوں اور ٹوپیوں میں لگتے ہیں۔ بعض زیور و سامان کی زینت میں کھپ جاتے ہیں، اور بعض اپنی رنگینی کی بنا پر زمانہ جنگ میں فوجی پٹیوں میں کام آتے ہیں۔ متمدن ملکوں میں پروں کی تجارت بڑی

پرمنفعت سمجھی جاتی ہے، اور قاز، اور راج ہنس وغیرہ کے پر بڑے اونچے داموں بک جاتے ہیں۔ اوڑھنے بچھانے کے سلسلہ میں تکیوں اگدوں کے اندر بھی پروں کے بھرنے کا عام رواج ہے۔ پرندوں کے پر علاوہ سفید کے سیاہ، زرد، سرخ اور سبز رنگ کے پائے گئے ہیں، اور بعض کے بڑے چمکیلے۔ ایک زمانہ میں پر کے قلم بہت چلے ہوئے تھے۔

ملاحظہ ہو عنوان : اجنحۃ

جنوب (ھا) ۔ (ان کے) پہلو (جمع۔ واحد: جنب)

پ۱۷۔ سورۃ الحج ۔ ع ۵۔

قرآن مجید میں قربانیوں (خصوصاً اونٹوں) کے سلسلہ میں ہے، کہ جب انھیں پہلوؤں کے (کروٹوں کے) بل لٹایا جائے۔

جانوروں کو قربانی کے وقت حسب حکم شریعت کروٹ پر لٹا دیا جاتا ہے، اس کے بعد چھری پھیری جاتی ہے۔

(ال) جوارح ۔ شکاری جانور (درندہ ہو یا پرندہ) ۔ (واحد: جارحۃ)

پ۶ ۔ سورۃ المائدہ ، ع ۱

قرآن مجید میں صرف ایک بار ذکر آیا ہے، حلال جانوروں کے سلسلہ میں، کہ تمہارے لئے کل پاکیزہ جانور حلال ہیں، نیز شکاری جانور جو شکار پر چھوڑے جاتے ہیں ان میں سے تمہارے سکھائے ہوؤں کا شکار۔

جانوروں کے شکار کرنے کے اور جو طریقے رائج ہیں، مثلاً بندوق سے شکار،

نلے سے شکار، تیر سے شکار، پھندے سے شکار، جال سے شکار، وغیرہ۔ ان میں سے ایک طریقہ یہ ہے کہ جو جانور خلقۃً شکاری ہیں، انھیں سدھا کر دوسرے حلال جانوروں پر چھوڑ دیا جائے، جنھیں وہ اپنے منھ یا پنجہ میں دبا کر لے آئیں، تو شریعت نے اس طریق شکار کو بھی جائز رکھا ہے ۔۔۔۔ سیکھے ہوئے، سدھے ہوئے، ٹریننگ پائے جانور کا فعل اصل شکاری کا فعل سمجھا جائے گا۔ اور فقہا نے یہ سیکھے ہوئے کی قید صرف وحشی ہی جانوروں کے لئے نہیں بلکہ گھریلو جانوروں کے لئے بھی لازمی رکھی ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ وہ جانور خود سے جھپٹ کر نہ جائے بلکہ شکاری کے چھوڑنے پر جھپٹے۔

شکاری جانور درندے بھی ہیں، مثلاً کتا یا چیتا۔ اور پرندے بھی مثلاً باز یا شکرا، اور فقہاء نے تعلیم و ٹریننگ، کا معیار کتے کے حق میں یہ رکھا ہے کہ سکھایا ہوا کتا شکار کو پکڑ کر خود نہ کھا جائے۔ اور باز کے حق میں یہ رکھا ہے کہ سدھے ہوئے باز کو جب آواز دی جائے تو وہ شکار کا پیچھا چھوڑ کر واپس آجائے۔ کتا شکار کو اگر خود کھانے لگے یا باز شکاری کے بلانے سے واپس نہ آئے تو یہی سمجھا جائے گا کہ جانور نے شکار مالک کے لئے نہیں خود اپنے لئے پکڑا ہے۔

شکرے اور باز کے ذریعہ سے شکار کا مشغلہ بہت پرانا ہے۔ حضرت مسیحؑ سے ڈیڑھ ڈیڑھ، دو دو ہزار سال قبل، چین اور بابل کے تمدنوں میں بھی اس کے ثبوت ملے ہیں اور اب بھی یہ مشغلہ عام ہے۔ بڑے بڑے شکرے اور باز اس کے لئے خاص طور پر پالے اور سدھائے جاتے ہیں۔ کتوں میں شکاری کتے ہماری تازی کتوں کے نام سے مشہور ہیں۔ ان کی گردنیں اور ٹانگیں بہت لمبی ہوتی ہیں، اور دوڑ میں تیز رفتاری کے علاوہ ان کی قوت شامہ بھی بڑی تیز ہوتی ہے۔ شکار کی بو بہت دور سے پا جاتے

ہیں۔ بعض قوموں میں ہرن، بارہ سنگھے، پاڑھے وغیرہ کا شکار چیتے سے کیا جاتا ہے۔ چیتا ایک خوفناک درندہ ہے مگر اس کام کے لئے سدھا لیا جاتا ہے۔

عہد عتیق میں باز کا نام دو جگہ آیا ہے۔ احبار۔ ۱۱ - ۱۶، ایوب ۳۹ : ۲۶۔ کتے کا ذکر متعدد بار آیا ہے، مگر بطور شکاری جانور کے نہیں۔

ملاحظہ ہو عنوان: مُکَلِّبِین

(ال) جیاد - تیز رو گھوڑے، خاصے کے گھوڑے (جمع - واحد: جواد)

پ ۲۳۔ سورۃ ص۔ ع ۳۔

قرآن مجید میں یہ لفظ صرف ایک جگہ آیا ہے اور وہ حضرت سلیمانؑ کے سلسلہ میں۔ ارشاد یہ ہوا ہے کہ " وہ ذات قابلِ ذکر ہے جب ان کے سامنے اصیل تیز رو گھوڑے پیش کئے گئے۔"

گھوڑا دنیا کے مفید ترین و مشہور ترین جانوروں میں ہے اور عرب کے لوگ تو اونٹ کے بعد اسی سے سب سے زیادہ مانوس تھے۔ عرب کے گھوڑے آج تک مشہور چلے آتے ہیں۔ فلسطین و شام میں بھی کثرت سے پایا جاتا تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس سواری کے گھوڑے بارہ ہزار تھے۔ عہد عتیق میں ہے:-

" اور سلیمان کی گاڑیوں کے گھوڑوں کے لئے چالیس ہزار تھان تھے اور بارہ ہزار سوار تھے۔" (۱۔ سلاطین۔ ۴: ۲۶)

غزوہ و جہاد وغیرہ خالص دینی اغراض کے لئے گھوڑے اگر اس سے زیادہ

تعداد میں بھی ہوتے، اجب بھی کچھ تعجب نہ تھا اور سیر و تفریح وغیرہ جائز دنیوی اغراض کے لئے بھی گھوڑے کی سواری میں کوئی مضائقہ نہ تھا۔ ماہرین کا بیان ہے کہ حیوانات میں شریف ترین جانور، اور انسان کا بہترین رفیق گھوڑا ہی ہے۔

ملاحظہ ہوں عنوانات: خیل، صافنات، عادیات

ح

حام ۔ حامی ۔ ایک قسم کا سانڈ اونٹ

پ ۔ سورۃ المائدۃ ۔ ع ۱۴ ۔

جس اونٹ کی پشت سے دس بچے ہو چکتے اور اپنی پوری عمر کو پہنچ جاتے، عرب جاہلی ایسے اونٹ کو سانڈ بنا کر چھوڑ دیتے اور پھر اس سے کوئی کام نہ لیتے ۔ اصطلاح میں اس کو 'حامی' کہتے ۔ قرآن مجید نے اس غلط عقیدہ کی اصلاح کی اور بتایا کہ فلاں فلاں جانور کو حرام ٹھیرالینا ، یہ اپنے دل کی گڑھی ہوئی چیز ہے ، اللہ کی فرمائی ہوئی نہیں اور انھیں جانوروں کی فہرست میں نام حام کا بھی لیا ۔۔۔۔۔۔ بس اسی ایک مقام پر قرآن میں یہ نام آیا ہے ۔

اونٹ کے لئے ملاحظہ ہوں عنوانات : ابل ، بعیر ، جمل ، جملت ، ناقۃ

حمار ، (ال) حمار } گدھا

پ ۔ سورۃ البقرۃ ع ۳۵ ۔ پ۲۸ ۔ سورۃ الجمعۃ ۔ ع ۱

یہ لفظ دو جگہ آیا ہے ۔ ایک جگہ ایک مقبول بندہ کے سلسلہ میں ، کہ ان کو

(کسی مصلحت تکوینی سے) ایک طویل عرصہ کے لئے مردہ کر دیا گیا تھا، اور اس کے بعد انھیں جلا کر ان سے کہا گیا کہ اپنے (سواری کے) گدھے کو تم دیکھو کہ ہم اس کے ڈھانچے کو پھر کس طرح درست کرتے اور اس پر گوشت پوست چڑھاتے ہیں۔ صرف عرب ہی میں نہیں بلکہ شام، عراق، فلسطین وغیرہ میں بھی گدھے کی سواری معیوب نہیں معزز سمجھی جاتی ہے اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ دونوں پیمبروں کا اس پر سوار ہونا تو ثابت ہی ہے۔ یہ بزرگ مذکور فی القرآن بھی اپنے ملک کے حسب رواج گدھے ہی پر سوار رہے ہوں گے۔

دوسری جگہ قرآن میں اس کا ذکر تشبیہی حیثیت سے اس سیاق میں ہے کہ جب علم سے کام ہی نہ لیا جائے تو اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ یہود کے ذکر میں موقع ذم پر آتا ہے کہ "جن لوگوں کو توریت عطا کی گئی اور وہ اس پر عمل نہیں کرتے، ان کی مثال گدھے کی ہے جس پر کتابیں لدی ہوئی ہیں (اور وہ انھیں سمجھتا بوجھتا خاک نہیں)"۔

گدھا ہندوستان و پاکستان کا ایک مشہور چوپایہ ہے، رنگ اکثر خاکستری، اور کبھی سفید۔ اپنی بدفہمی اور بلادت ذہن کے لئے مشرقی قوموں میں ضرب المثل کا درجہ حاصل کئے ہوئے۔ باربرداری بھی اس کا ایک امتیازی وصف ہے۔ مصر، شام، عرب، عراق وغیرہ میں باربرداری اور سواری دونوں کے کام آتا ہے۔ ان ملکوں میں شرفاء و معززین بھی بے تکلف اس پر سوار ہوتے رہتے ہیں۔ اس کی بڑی اور موٹی قسمیں دو ہیں ایک جنگلی یا وحشی۔ دوسری اہلی یا پالتو۔ اور پھر ادر ضمنی اور تحتانی قسمیں بہت سی ہیں۔

بعض قوموں میں اسے مقدس بھی سمجھا گیا ہے۔ بلکہ رومی مشرکوں نے تو اس کی

پرستش یہود کی جانب منسوب کی ہے اور بعض یہود نے گدھے سے نہایت بیہودہ کنائے مسیحیوں کی جانب کئے ہیں۔ اردو میں گدھے کو بیوقوف کے مترادف سمجھا گیا ہے اور گدھا، خفگی کے موقع پر بطور ہلکی گالی کے استعمال ہوتا ہے۔ دھوبی اور کمہار کے گدھے بھی ہمارے ہاں مشہور ہیں۔ بوجھ اٹھانے کی قوت اس میں بہت ہوتی ہے اور گرم ملکوں میں یہ باربرداری کے لحاظ سے گھوڑے سے زیادہ مفید ثابت ہوا ہے۔

گدھی کا دودھ بقول اطباء یونانی تاثیر میں بہت ٹھنڈا ہوتا ہے۔ اور بعض امراض خصوصاً دق میں بہت مفید مانا گیا ہے۔ ڈاکٹری تحقیق میں اس میں پانی اور شکر کا جزو کثرت سے ہوتا ہے۔ اس کے چمڑے سے جوتے بنتے ہیں اور ڈھولکیں منڈھی جاتی ہیں جنگلی گدھے کا گوشت ایران وغیرہ میں بہت لذیذ سمجھا گیا ہے اور اکثر اسی غرض سے اُس کا شکار ہوتا رہتا ہے۔ اس کے بچے حمل میں پورے ایک سال کا زمانہ لیتے ہیں۔ اس کی غذا گھوڑے ہی کی طرح گھاس ہے۔ لیکن گھوڑا اس سے لطیف ترقسم کی گھاس چاہتا ہے اور یہ موٹی چھوٹی ہر گھاس پر بسر کر لیتا ہے۔ جنگلی گدھا جو اب صرف صحرائے افریقہ اور تبت اور منگولیا میں پایا جاتا ہے، بلا کا تیز رو ہوتا ہے، اور چستی اور بے خوفی میں اپنی نظیر آپ۔ ان چیزوں میں اس اہلی گدھے کو اس سے کوئی نسبت ہی نہیں۔

توریت وانجیل دونوں میں اس کا ذکر کثرت سے آیا ہے۔ سواری کے سلسلہ میں بھی اور باربرداری کے سیاق میں بھی۔ "خرعیسیٰ" فارسی اور اردو میں ضرب المثل کا درجہ اختیار کئے ہوئے ہے اور توریت کی روایت ہے کہ حضرت موسیٰ نے جب اہل وعیال سمیت مدین سے مصر کا سفر کیا ہے تو سواری میں گدھا ہی تھا۔

"تب موسیٰ نے اپنے جورو اور بیٹوں کو لیا، اور انھیں ایک گدھے پر بٹھایا

اور مصر میں پھر آیا" (خروج۔ ۴۔ ۲۰)

ملاحظہ ہوں عنوانات: حمار و حمیر

حمر۔ گدھے (جمع۔ واحد) حمیر

پ۲۹۔ سورۃ المدثر۔ ع ۲۔

مشرکین عرب کے ذکر میں ہے کہ یہ قرآن اور رسول سے یوں بھاگتے ہیں جیسے شیر کے ڈر سے بدکتے ہوئے گدھے۔

عام طور سے جو گدھے پائے جاتے ہیں وہ اہلی اور پالتو ہی قسم کے ہیں، اور ان کی بزدلی ایک مشہور و معروف واقعہ ہے۔

ملاحظہ ہوں عنوانات: حمار و حمیر

حمولۃ۔ بوجھ اٹھانے والے (بڑے قد کے جانور)

پ۸۔ سورۃ الانعام۔ ع ۱۷

قرآن مجید میں یہ لفظ صرف ایک جگہ آیا ہے اس سیاق میں، کہ چوپایوں میں بڑے قد کے جانور بھی ہیں اور چھوٹے قد کے بھی۔

حمولۃ سے مراد ایسے جانور لئے گئے ہیں جو سواری اور بار برداری کے قابل خاص طور پر ہوں، الرکوبۃ والحمولۃ لما یحمل (مفردات۔ راغب)، اور اسی لئے قدرۃً بڑے قد کے بھی ہوں، جیسے اونٹ یا گھوڑا یا بیل۔

فرش اس کے مقابل ایسے جانوروں کو کہا گیا ہے جو صرف دودھ وغیرہ کے

کام کے ہوں اور اس لئے چھوٹے قد کے ہوں۔ مثلاً بکری یا بھیڑ۔

(۱۱) حمیر۔ گدھے (جمع۔ واحد: حمار)

پ۱۴۔ سورۃ النحل ع ۱ پ۲۱۔ سورۃ لقمان ع ۲

قرآن مجید میں ایک جگہ یہ لفظ سواری کے دوسرے چوپایوں کے ساتھ اور ان پر عطف ہو کر آیا ہے، کہ اللہ نے تمھارے لئے گھوڑے اور خچر اور گدھے (پیدا کئے ہیں) اور سیاق لطف و انعام کا ہے۔

اور دوسری جگہ حضرت لقمان کی تقریر میں آیا ہے کہ" اے بیٹا اپنی آواز میں اعتدال رکھنا، کہ بدترین آواز تو گدھوں کی آواز ہوتی ہے ——— جو بے ساختہ چیخنا شروع کر دیتا ہے۔ اور اس کی سامعہ خراش بد آوازی ایک مسلّم و متعارف واقعہ ہے۔

ملاحظہ ہوں عنوانات: حمار، حمر

حنیذ۔ بھنا ہوا، تلا ہوا۔

پ۱۲۔ سورۃ ھود۔ ع ۷۔

حضرت ابراہیم کے ذکر میں ہے کہ آپ کے پاس جب نووارد بطور مہمان آئے، تو آپ نے ان کے آگے ایک بھنا ہوا بچھڑا پیش کیا۔ بچھڑے کا گوشت لذیذ بھی ہوتا ہے اور مفید بھی۔ فلسطین، شام، عراق وغیرہ میں ضیافت کے موقعوں پر اس کا رواج بھی تھا۔

توریت میں بھی یہی ذکر موجود ہے:۔

"اور ابراہام گلے کی طرف دوڑا، اور پھر ایک موٹا تازہ بچھڑا لاکر ایک جوان کو دیا اور اس نے جلد اسے تیار کیا۔ پھر اس نے گھی اور دودھ اور اس بچھڑے کو جو اس نے پکوایا تھا لے کے ان کے سامنے رکھا۔"

(پیدائش۔ ۱۸: ۸)

(ا) حوایا۔ انتڑیاں (جمع۔ واحد: حویہ)

پ۸۔ سورۃ الانعام۔ ع ۱۸۔

اسرائیلیوں کے سلسلہ میں ارشاد ہوا ہے کہ ان پر ہم نے گائے اور بکری کی چربی حرام کردی تھی، بجز اس چربی کے جو ان کی پشتوں اور انتڑیوں میں لگی ہوئی ہو۔

انسان کی طرح حیوانات کے بھی نظام ہضم اور تغذیہ میں بڑی اہمیت ان کی انتڑیوں کو حاصل رہتی ہے۔

جانوروں کی چربی کی حرمت کا ذکر توریت میں تفصیل سے آیا ہے۔ احبار ۳: ۱۷، احبار ۷: ۲۳ وغیرہا۔

(ا) حوت۔ مچھلی

پ۱۵۔ سورۃ الکہف ع ۹ (دوبار)

پ۲۳۔ سورۃ الصافات، ع ۵

پ۲۹۔ سورۃ القلم ع ۲۔

مچھلی مشہور ترین آبی جانور ہے۔ قرآن مجید میں یہ نام چار جگہ آیا ہے۔ دو جگہ

تو اس سیاق میں کہ حضرت موسیٰؑ کو ان کے جن معاصر بزرگ سے ملنے کی ہدایت ہوئی تھی، ان کے ملنے کے سلسلہ میں پتا مچھلی ہی کا بتایا گیا۔ چنانچہ ایک خاص منزل سفر پر پہنچ کر وہ اور ان کے خادم مچھلی ساتھ لینا بھول گئے، اور جب آگے بڑھ کر خادم کو یاد آیا، تو انھوں نے ڈرتے ڈرتے عرض کی ہے کہ مچھلی تو فلاں مقام پر مجھ سے بھولے سے رہ گئی۔ تیسری جگہ یہ ذکر ہے کہ ایک مچھلی حضرت یونس پیمبر کو زندہ نگل گئی تھی چوتھے موقع پر رسول اللہ صلعم کو مخاطب کرکے ارشاد ہوا ہے کہ تاخیر عذاب سے گھبرا کر کہیں آپ ان مچھلی والے (حضرت یونس) کی طرح نہ ہو جائیے گا۔

اسرائیلی جہاں جہاں آباد رہے، وہاں کے دریاؤں، ندیوں، سمندروں میں خوباً مچھلیاں کثرت سے پائی گئیں، اور اسرائیلیوں کی بڑی مرغوب غذا بھی رہی ہیں۔ اس لئے قدرتاً ان کا ذکر توریت اور انجیل میں کثرت کے ساتھ موجود ہے مچھلی کے انڈے اور بچے بڑی کثرت سے ہوتے ہیں، چنانچہ ان کتابوں میں کثرتِ اولاد کے سلسلہ میں تشبیہی حیثیت سے بھی مچھلی کا ذکر آیا ہے۔

مچھلی متعدد مشرک قوموں میں مقدس مانی گئی ہے، اور متعدد قوموں نے اس کی پرستش کی ہے چنانچہ اہلِ فلسطین دلیون (Dagon) کے نام سے جس مچھلی دیوتا کی پرستش کرتے تھے، اس کا ذکر عہدِ عتیق کے صحیفوں میں تفصیل سے آیا ہے۔ (مثلاً قاضیون ۱۶: ۲۳ میں یا ۱۔سموئیل ۵: ۴ میں) بائبل میں ان دیوتا کی شکل یہ تھی کہ نیچے کا دھڑ مچھلی تھا اور کمر سے اوپر کا دھڑ انسان تھا۔ ہندوستان میں بھی ایک وشنو اوتار مچھلی کے قالب میں ہوئے ہیں۔ قدیم مسیحی کنیسوں میں حضرت مسیح کو بھی مچھلی کی شکل میں دکھایا گیا ہے اور اس کی وجہ یہ منقول ہے کہ یونانی رسمِ خط میں

مسیح کے القاب تعظیمی "یسوع مسیح ابن اللہ و شافع" کے حروف وہی ہیں جو اس زبان میں مچھلی کے ہیں۔

مچھلی دنیا کے مختلف دریاؤں اور سمندروں میں ہر قامت و جسامت کی پائی گئی ہے۔ بعض اتنی چھوٹی کہ ان پر دھوکہ پتنگے یا مکوڑے کا ہو اور بعض اتنی قوی ہیکل اور عظیم الجثہ کہ ہاتھی کو مات دے دے۔ وہیل مچھلی اور شارک مچھلی کی ٹکر کشتیوں بلکہ جہازوں تک کے لئے خطرناک سمجھی گئی ہے۔ بعض مچھلیاں چربی سے لدی ہوتی ہیں، اور بعض بالکل سوکھی ہوئی۔ ذائقہ کے لحاظ سے بھی مچھلیوں کے گوشت مختلف ہوتے ہیں۔ ماہرین کا بیان ہے کہ مچھلی قوت سامعہ سے بڑی حد تک محروم ہے البتہ اس کے مقابلہ میں اس کی قوت لامسہ غیر معمولی طور پر تیز ہوتی ہے۔

مچھلی غذا کے کام بڑی کثرت سے آتی ہے اور لذیذ مرغوب عام ہونے کے علاوہ مقوی بھی تسلیم کی گئی ہے بعض بعض خطوں علاقوں کی تو اصل غذا مچھلی ہی ہے۔ دریائی اور سمندری علاقوں میں ان کی تجارت بڑے دور دراز ملکوں تک ہوتی رہتی ہے۔ شریعت اسلامی نے ٹڈی کی طرح مچھلی کا بھی بلا ذبح کھانا درست رکھا ہے۔ مچھلی کا شمار ان جانوروں میں ہے جن کا خون بجائے گرم کے سرد ہے۔ مچھلی کی قسمیں ماہرین کے شمار میں اب تک تیرہ (۱۳) ہزار آچکی ہیں اور ان کی شکل و صورت میں تنوع کی کہنا چاہئے کوئی حد ہی نہیں، بعض بالکل سانپ کی سی، بعض بالکل دوسرے جانوروں کی شکل کی۔ اور یہی حال ان کے رنگ کا ہے کوئی کسی رنگ کی، کوئی کسی رنگ کی۔ ان کی بعض قسمیں اڑنے والی ہوتی ہیں، اور ایسی کہ جو خشکی میں آکر درختوں پر چڑھ جاتی ہیں۔ اور ان کی غذا پانی کے علاوہ نباتات بھی ہے۔ بعض مچھلیاں گوشت

بھی کھاتی ہیں اور بعض کا گزارہ دوسری مچھلیوں کو کھا کر ہوتا ہے۔

غذا کے علاوہ بھی مچھلی انسان کے اور بہت کام آتی ہے۔ اس کا روغن مختلف طبی اور صنعتی مصرفوں میں آتا ہے اور ایک خاص قسم کی مچھلی (کاڈ) کے جگر کا تیل تو ایک مشہور ڈاکٹری دوا سینہ کے امراض کے لئے ہے۔ مچھلی کا کاروبار اس دنیا کی عظیم ترین تجارتوں میں سے ہے۔

ملاحظہ ہوں عنوانات: حیتان ۔ نون

حیة ۔ سانپ

پ۱۶ ۔ سورۃ طٰہٰ ۔ غ ۱

سانپ کے لئے عربی میں متعدد نام ہیں۔ یہ لفظ قرآن مجید میں ایک ہی جگہ آیا ہے جہاں حضرت موسیٰؑ کو عطائے منصب نبوت کے وقت، وادئ ایمن میں حکم ہوتا ہے کہ اپنا عصا زمین پر ڈال دو" تو وہ دیکھتے کیا ہیں کہ وہ عصا ایک دوڑتا ہوا سانپ ہے"۔

سانپ مصر کا ایک مقدس دیوتا تھا، اور وہاں اس کی پرستش جاری تھی۔ مصریوں سے مخاطبہ و مقابلہ کے وقت یہ سانپ کا معجزہ عطائے موسوی کو عطا ہونا بڑی معنویت رکھتا تھا۔

اسرائیلی روایتوں میں آتا ہے کہ حضرت آدم کے اغوا کے لئے شیطان جب جنت میں داخل ہوا ہے تو سانپ ہی کے قالب میں تھا، اور اسی نے حضرت حوا کے توسط سے حضرت آدم کو گمراہ کیا۔ اور یہ تصریحات تو خود توریت میں موجود

ہیں کہ :-

"سانپ میدان کے سب جانوروں سے جنھیں خداوند خدا نے بنایا تھا ہوشیار تھا.... تب خداوند خدا نے عورت سے کہا کہ تو نے کیا کیا۔ عورت بولی کہ سانپ نے مجھ کو بہکایا تو میں نے کھایا۔ اور خداوند نے سانپ سے کہا، اس واسطہ کو تو نے یہ کام کیا ہے تو سب مویشیوں اور میدان کے سب جانوروں کو ملعون ہوا۔ تو اپنے پیٹ کے بل چلے گا اور عمر بھر خاک کھائے گا، اور میں تیرے اور عورت کے اور تیری نسل اور عورت کی نسل کے درمیان دشمنی ڈالوں گا۔ وہ تیرے سر کو کچلے گی اور تو اس کی ایڑی کو کاٹے گا۔"

(پیدائش ۳: ۱ تا ۱۵)

اس سے ظاہر ہے کہ سانپ توریت کے عقیدہ کے مطابق ایک ملعون جانور ہے اور اس کے اور انسان کے درمیان دشمنی ابدی ہے۔ اسلام میں کوئی عقیدہ اس قسم کا نہیں۔ پرستش دنیا میں بہت سے جانوروں کی ہوئی ہے لیکن سانپ سے بڑھ کر کوئی دوسرا جانور پوجا نہیں گیا ہے۔

ملاحظہ ہوں عنوانات: ثعبان وجان

حیتان - مچھلیاں (جمع۔ واحد: حوت)

پ۹ - سورۃ الاعراف، ع ۲۱۔

یہ لفظ ایک ہی جگہ وارد ہوا ہے۔ بنی اسرائیل کی مسلسل نافرمانیوں کے سلسلہ میں ارشاد ہوتا ہے کہ یہ لوگ سمندر کے کنارہ ایک مقام پر احکام سبت کی خلاف

ورزی کررہے تھے، جب کہ عین سبت ہی کے دن مچھلیاں ان کے پاس آتی تھیں۔
شریعت یہود میں سبت (سنیچر) کے دن ہر قسم کا شکار ممنوع تھا، چنانچہ مچھلی کا بھی
لیکن یہ لوگ ایک حیلہ کرکے عین سبت ہی کو مچھلی کا شکار کیا کرتے۔ مفسرین کا بیان
ہے کہ یہ مقام ایلہ تھا ـــــ ایلہ وہی مقام ہے جسے موجودہ جغرافیہ و نقشہ میں عقبہ کہتے ہیں۔
بحر احمر کے شمالی و مشرقی گوشہ میں خلیج عقبہ کے کنارے۔
مچھلی کا شکار اب تو ایک مستقل فن ہوگیا ہے اور اس کے بیسیوں طریقے نکل
آئے ہیں۔ رواج ان کا شروع سے چلا آرہا ہے۔

ملاحظہ ہو عنوان : حوت

خ

خرطوم ۔ سونڈ، ناکڑا

پ ۲۹۔ سورۃ القلم، ع ۱۔

لفظی معنی سونڈ کے ہیں جو ہاتھی کے ہوتی ہے۔ قرآن مجید نے مجازاً اسے ایک کافر کی ناک کے لئے، اس کی تحقیر کے موقع پر استعمال کیا ہے، یعنی ہم عنقریب اس کے ناکڑے کو داغ لگائیں گے۔

اہل زبان کا بیان ہے کہ یہ توہین درسوائی کی غرض سے ہے۔ سَمّٰی اَنْفَہٗ خُرطُوماً استقباحاً لَہٗ (راغب)۔ اردو محاورہ میں ایسے موقع پر بجائے ناک کے، ناکڑا، بولتے ہیں۔

ہاتھی ایشیا اور افریقہ کا جانور ہے۔ دونوں کی ساخت مختلف ہوتی ہے۔ اور یہ اختلاف دونوں کی سونڈوں میں بھی نمایاں ہے۔ افریقی کی سونڈ کھردری ہوتی ہے اور ایشیائی کی چکنی۔ ہاتھی اپنے اکثر کام سونڈ ہی سے لیتا رہتا ہے اور یہ بڑی حد تک اس کے ہاتھ کا کام دیتی ہے۔

ملاحظہ ہو عنوان فیل

خلق کل دابۃ من ماء ۔ و اللہ نے ہر چلنے والے جانور کو پانی سے پیدا کیا

پ ۱۸۔ سورۃ النور، ع ۵۔

اس سے ملتی ہوئی ایک آیت پ۱۷ سورۃ الانبیاء میں گذر چکی ہے (آیت ع۳۰)
لیکن جانوروں کی صراحت اسی سورۃ النور کی آیت میں ہے۔ ارشاد یہ ہوا ہے کہ اللہ نے ہر چلنے
والے جانور کو پانی سے پیدا کیا ہے۔

اب ماء (پانی) کا لفظ عام ہے۔ مراد مطلق پانی سے بھی ہوسکتی ہے۔ اور اس صورت
میں بارش کے پانی سے چھوٹے بڑے ہر جانور کا براہ راست یا بالواسطہ مستفید ہونا ظاہر ہی
ہے۔ اہل تفسیر میں سے ایک گروہ نے بھی مطلق پانی سے مراد لی ہے۔ ای خلقنا
من الماء کل حیوان (کشاف)

دوسری مراد نطفہ، جوانی سے بھی ہوسکتی ہے۔ تو اس سے بھی ہر جانور کا وجود
میں آنا ایک مشاہدہ کی چیز ہے۔ مفسرین کا ایک گروہ ادھر بھی گیا ہے۔ قال قطرب
وجماعة المراد بالماء النطفة (روح)

حیاتیات کی جدید تحقیق کے لحاظ سے ہر جاندار کی ترکیب میں اصلی عنصر "پروٹو
پلازم" (نخزمائیہ) کا ہوتا ہے، یہ اگر مان لیا جائے، تو اس جوہر میں بھی حصہ
غالب پانی ہی کا ہوتا ہے۔

عربی محاورہ میں لفظ "کل" صرف عموم یا بہت بڑی اکثریت کے لئے آتا
ہے، اس لئے اگر کسی خاص جاندار کی پیدائش اس عام قاعدہ سے الگ نکلے، تو وہ
اس عموم قانون کے منافی نہیں۔

(۱) خنازیر۔ سور (جمع۔ واحد: خنزیر)

پ۶۔ سورۃ المائدۃ۔ ع۹۔

لفظ ایک ہی جگہ آیا ہے۔ کسی مغضوب قوم کے سلسلہ میں ارشاد ہوا ہے کہ ہم نے ان میں سے بعض کو بندر اور سُور بنا دیا۔

(مسخ معنوی و صوری کی بحث الگ ہے، اس کا اس کتاب کے موضوع سے کوئی تعلق نہیں۔

ملاحظہ ہو عنوان: خنزیر

(ال) خنزیر ۔ سور

پ۲ ۔ سورۃ البقرۃ ع ۲۱ — پ۶ ۔ سورۃ المائدۃ، ع ۱

پ۸ ۔ سورۃ الانعام ع ۱۸ — پ۱۴ ۔ سورۃ النحل ع ۱۵

سور ایک معلوم و معروف گندہ جانور ہے۔ قرآن مجید میں اس کا ذکر چار موقعوں پر آیا ہے اور چاروں مرتبہ حرمت ہی کے سلسلہ میں۔ پہلی بار یہ کہ "اللہ نے تمہارے اوپر مُردار اور خون اور گوشت خنزیر حرام کیا ہے۔" دوسری بار بھی خفیف لفظی تغیر کے ساتھ یہی کہ "تمھارے اوپر حرام کئے گئے ہیں مردار اور خون اور گوشت خنزیر" تیسرے موقع پر اسی حرمت حیوان ہی کے سلسلہ میں ارشاد ہوا ہے کہ "کھانے کی چیزوں میں حرام تو بس یہی کی گئی ہیں، مردار ہوا، بہتا ہوا خون ہوا، گوشت خنزیر ہوا۔ کہ وہ (بالکل) گندہ ہے۔" چوتھے موقع پر پھر پہلی مرتبہ کی طرح ارشاد ہوا ہے کہ "اللہ نے تمہارے اوپر مردار اور خون اور گوشت خنزیر کا حرام کیا ہے۔

گو حرمت کا اعلان چار چار مرتبہ صراحت کے ساتھ اور ایک مرتبہ اس اضافہ کے ساتھ کہ (فانہ رجس) وہ تمام تر گندہ ہے یا اس امر کی دلیل ہے کہ اسلام

کی نظر میں یہ جانور گندگی مجسم ہے۔ اس کی گندگی یہودیت اور مسیحیت کو بھی مسلم ہے چنانچہ توریت میں اس قسم کی صراحتیں موجود ہیں۔

"..... اور سور کہ کھُر اس کا دو حصہ ہوتا ہے اور اس کا پاؤں چرا ہے، پر وہ جگالی نہیں کرتا۔ وہ بھی تمھارے لئے ناپاک ہے۔ تم ان کے گوشت میں سے کچھ نہ کھائیو اور ان کی لاشوں کو نہ چھوئیو کہ یہ تمہارے لئے ناپاک ہیں۔"

(احبار ۱۱: ۷ نیز استثناء ۱۴: ۸)

اور یسعیاہ نبی کے قصے میں پیمبر کی زبان سے ایک "سرکش" اور مغضوب قوم کا ذکر کر کے اس کی یہ عادت بتائی ہے کہ" وہ سوروں کا گوشت کھاتی تھی " (۶۵: ۴) نیز ۶۶: ۳، ۱۷۔ اسی طرح صحیفۂ امثال سلیمانی میں سور کا نام جس سیاق میں آیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تحقیر کے موقع پر یہ نام ضرب المثل تھا۔

"شکیل عورت جو بے امتیاز ہو ویسی ہے جیسے سونے کی نتھ سور کی تھوتھنی میں" (۱۱: ۲۲) اور جیوش انسائیکلوپیڈیا (جلد ۱۱ صفحہ ۶۰۹) میں تالمود کے حوالوں سے ذکر ہے کہ شریعت یہود میں سور کا پالنا، رکھنا، سب حرام تھے۔ اور یہ جانور گندگی کا مجسمہ خیال کیا ہے۔

انجیل میں تین جگہ سوروں کا ذکر اس حیثیت سے ہے کہ حضرت مسیح نے بدروحیں (شیاطین) انھیں کے قالب میں داخل کی ہیں۔ متی ۸: ۳۲، مرقس ۵: ۱۳، لوقا ۸: ۲۳۔ اور انجیل ہی میں حضرت مسیح نے بے دینوں کی تشبیہ سوروں سے دی ہے:۔

"پاک چیزیں کتوں کو نہ دو اور اپنے موتی سوروں کے آگے نہ ڈالو۔ ایسا

نہ ہو وہ انھیں پاؤں کے نیچے روندیں اور پلٹ کر تمھیں پھاڑیں۔"

(متی ۷: ۶)

قدیم قوموں میں مصری اور فینقی بھی سور کو ایسا ہی نجس سمجھتے تھے، اور فلسطین کے مسیحی بھی عموماً آج تک یہی عقیدہ رکھتے ہیں (ہیسٹنگز کی ڈکشنری آف دی بائبل جلد ۴ ص۶۲۲)۔

خود انگریزی زبان میں اس کے لئے جو چلے ہوئے الفاظ ہیں وہ سب مجازاً تحقیر کے لئے بھی استعمال ہوتے ہیں۔

یہ جانور جیسا بدشکل ہوتا ہے ہر شخص پر روشن ہے۔ نجاستوں پر بسر کرتا ہے اس کا گوشت خاص طور پر مضر صحت اور مُورثِ امراض ہے۔ مگر باوجود اس کے فرنگیوں کی میز پر بڑے شوق سے کھایا جاتا ہے، اور ڈبوں میں بند ہو ہو کر دنیا کے مختلف حصوں میں خوب بکتا رہتا ہے۔

خوار۔ گائے یا بیل کی آواز بھیں بھیں۔

پ۹۔ سورۃ الاعراف، ع ۱۸۔ پ۱۶۔ سورۃ طٰہٰ، ع ۴۔

قرآن مجید میں ذکر صرف دو جگہ آیا ہے اور دونوں جگہ اس سلسلہ میں، کہ سامری نے حضرت موسیٰؑ کی عدم موجودگی میں بنی اسرائیل کے لئے بچھڑے کی جو طلائی مورتی بنادی تھی وہ محض ایک جسم تھا جس کے اندر سے بیل کی آواز نکلتی تھی ——— جیسے آج بھی بہت سے بولتے ہوئے کھلونے ہوتے ہیں۔

(ا) خیل ۔ گھوڑے، سوار (اسم جمع[1])

خیل (لک) (تیرے) گھوڑے مجازاً تیرے سوار

پ۳۔ سورۃ آل عمران، ع ۲۔ پ۱۰۔ سورۃ الانفال، ع ۴

پ۱۴۔ سورۃ النحل، ع ۱۔ پ۱۵۔ سورۃ بنی اسرائیل، ع ۷

پ۲۸۔ سورۃ الحشر، ع ۱۔

قرآن مجید میں یہ لفظ پانچ جگہ آیا ہے۔ پہلی جگہ نفس بشری کے مرغوبات و محبوبات کے سلسلہ میں، کہ انسان کو محبوب یہ چیزیں ہوتی ہیں، بیویاں، بیٹے، سونے چاندی کے ڈھیر، نشان پڑے ہوئے گھوڑے، چوپائے اور کھیت پات۔ دوسری جگہ مسلمانوں کو یہ حکم ملا ہے کہ دشمنان دین سے مقابلہ کے لئے اور ان پر اپنی ہیبت طاری رکھنے کے لئے سامان تیار رکھو اپنی قوت سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے۔ تیسرے موقع پر یہ ارشاد ہوا ہے کہ اللہ نے تمہارے لئے گھوڑے اور خچر اور گدھے پیدا کئے ہیں، تاکہ تم ان پر سواری کرو اور وہ تمہارے لئے زینت کا بھی کام دیں۔ چوتھی جگہ ذکر ابلیس کے مکالمہ کا ہے۔ جب وہ جنت سے نکالا گیا ہے، اس وقت اس سے ارشاد ہوا، کہ تو ہمارے بندوں پر اپنے سواروں اور پیادوں سمیت چڑھ دوڑنا۔ پانچویں جگہ

---

[1] یہی لفظ واحد کے معنوں میں بھی آجاتا ہے۔ الخیل جماعة للا فراش ولا واحد له من لفظه وھو مؤنث سماعی (ن۔ ج)

غزوۂ بنی نضیر کے سلسلہ میں مسلمانوں سے خطاب ہے کہ اس میں تو تمھیں اتنی دولت خود بخود ہاتھ لگ جائے گی، بغیر اس کے کہ تم گھوڑے دوڑاؤ یا اونٹ۔

قرآن مجید کے یہ پانچوں مقامات کسی قدر تفسیر طلب ہیں۔

(۱) الخیل المسومۃ (آل عمران)

گھوڑے یوں بھی انسان کے لئے ایک قابل قدر جائداد ہیں اور پھر جو گھوڑے نشان زدہ یا نمبر پڑے ہوں، گھوڑ دوڑ میں کام آئیں۔ پولو (چوگان) کے میدان جیت سکیں۔ جنگ میں سوار فوج کی خدمت انجام دے سکیں۔ ان کی قدر و قیمت اور اہمیت کا کیا کہنا۔ انسان کو ایسی دولت ہمیشہ عزیز رہی ہے اور آئندہ بھی عزیز رہے گی یہ اشارہ اسی طرف ہے۔

(۲) رباط الخیل۔ (الانفال)

ایسے گھوڑے جو سرحد پر چوکی پہرے کے کام آئیں۔ دشمنوں سے مقابلہ کے لئے ضرورت تو بہت سے سامان کی پڑتی ہے۔ اس عموم میں مرتبۂ خصوص و امتیاز فوجی ٹریننگ پائے ہوئے، سدھے ہوئے گھوڑوں کو حاصل ہے۔ مشینی دور سے پہلے تو عسکری قوت و تنظیم کا مدار بہت بڑی حد تک سواروں ہی کی قوت و تنظیم پر تھا، لیکن اب بھی فوج میں (Cavalry) گھوڑ چڑھے دستوں کو جو اہمیت حاصل ہے اس کا حال کوئی فوجی ہی کے سرداروں سے پوچھے۔ جنگ جرمنی (۱۹۱۴ء تا ۱۹۱۸ء) بلکہ جنگ عمومی (۱۹۳۹ء تا ۱۹۴۵ء) تک میں بار بار اس کے تجربے

ہو چکے۔

(۳) الخیل والبغال۔ (النحل)

سواری اور اس سلسلہ کے سارے متعلقات میں انسان کے کام آنے والے جانوروں میں سب سے بڑھ کر گھوڑا اور خچر اور گدھا ہی ہیں اور ان تینوں میں بھی نمبر اوّل پر گھوڑا ہے۔ قدرۃً اسی لئے قرآن مجید نے بھی محل انعام پر اسی کو سب سے اوّل رکھا ہے ——— سواری و بار برداری کے سلسلہ میں بھی اور تجمل و آرائش کے سلسلہ میں بھی۔ "وَزِیْنَۃً"

(۴) بخیلک ورجلک (بنی اسرائیل)

ابلیس جب اپنی صریح نافرمانی کی پاداش میں مردود ہوا ہے، تو اسے اپنی قوت اغوا کا بڑا زعم تھا۔ اس وقت اس سے ارشاد ہوا کہ اچھا تو ہمارے بندوں پر اپنے سواروں اور پیادوں چڑھا لا، یہ بھی کر کے دیکھ لے۔ یہاں 'خیل'، گھوڑے کے معنی میں نہیں، بلکہ رَجِل (پیادے) کے مقابل، سوار کے معنی میں ہے۔ اور لغت میں خَیْل کے معنی گھوڑے اور سوار دونوں کے ہیں۔ (الخیل فی الاصل اسم للافراس والفرسان (راغب) اور پورا فقرہ اپنے لفظی معنی میں نہیں، بلکہ محض مجازاً استعمال ہوا ہے۔ محاورہ میں اس سے مراد مطلق لشکر ہوتی ہے۔ امام رازیؒ کے الفاظ میں المراد منہ ضرب المثل کما تقول للرجال المجد فی الامر جئتنا بخیلک ورجلک وھذا الوجہ اقرب (کبیر) اور اہل لغت نے بھی یہی معنی قبول کر لئے

ہیں۔ تاج العروس میں ہے وقد جاء فی التفسیر ان خیلہ کل خیل تسعیٰ فی معصیۃ اللّٰہ و رجلہ کل ماشٍ فی معصیۃ اللّٰہ۔ جیسے اردو میں کہا جائے کہ تو ان پر اپنا حملہ پوری طرح کر دیکھ۔

اور اگر کوئی یہی معنی لے کہ شیطان سوار ہو کر آتا ہے تو اس کے بھی امتناع پر کوئی دلیل نہیں۔

تابعین بلکہ بعض صحابیوں سے ، ایک تفسیر یہ بھی منقول ہے کہ دنیا میں جو بھی سوار اور جو بھی پیادے معصیت کی راہ میں چلتے ہیں ، یہ سب شیطان ہی کے سوار اور پیادے ہیں۔

عن ابن عباس و مجاھد و قتادۃ کل راجل او ماش الی معصیۃ اللّٰہ من الانس والجن فھو من رجل الشیطان (خیلہ) (جصاص) فعلی ھذا التقدیر خیلہ و رجلہ کل من شارکہ فی الدعاء الی المعصیۃ۔ (کبیر)

(۵) مِنْ خَیْلٍ وَّلَا رِکَابٍ۔ (الحشر)

سیاق غزوہ بنی نضیر کا ہے اور اس سلسلہ میں مسلمانوں سے ارشاد ہوا ہے کہ تمھیں تو یہ فتح مفت ہاتھ لگ گئی اور اتنا مال حاصل ہو گیا نہ تمھیں تو گھوڑے دوڑانے پڑے تھے اور نہ اونٹ۔ یعنی کوئی خاص مشقت اٹھائے بغیر اتنی کامیابی حاصل ہو گئی تم کو۔

گھوڑا دنیا کا ایک معروف ترین جانور ہے۔ خوبصورت ، خوشنما ، جسم کا سڈول

انسانی ضرورتوں کے لئے نہایت درجہ کار آمد، اور حیوانی دنیا میں انسان کا بہترین رفیق
صحرائی یا جنگلی قسم کا گھوڑا اب صرف منگولیا کے دشت و ریگزار میں پایا جاتا ہے۔ باقی
دنیا کے ہر حصّہ میں اہلی یا پالتو ہی گھوڑے کے انواع و اقسام ملتے ہیں۔ جہاں تک سواری
کا تعلق ہے، گھوڑا انسان کی ران سواری کا بھی کام دیتا ہے اور اس کی طرح طرح کی گاڑیاں
بھی گھسیٹتا ہے، بار برداری کے بھی کام آتا ہے اور بعض ملکوں میں بیل اور اونٹ کے
بجائے زراعت کے کاموں میں لگا رہتا ہے۔ مثلاً ہل چلاتا ہے، پانی کے پر کھینچتا ہے،
وغیرہ۔ اور بجز خالص برفانی علاقوں کے انسان کا وجود اس دنیا کے جس جس حصہ میں ہے
وہاں گھوڑا بھی پایا جاتا ہے۔

گھوڑے جسامت کے لحاظ سے مختلف قسم کے ہوتے ہیں۔ بعض بڑے قد آور
اور قوی ہیکل چھ چھ بلکہ سات سات فٹ کے اور بعض بہت چھوٹے قد کے، جو ٹانگن
اور ٹٹو کہلاتے ہیں۔ تین تین فٹ کے بلکہ اس سے بھی کم کے اور قد و قامت ہی کی طرح اس کے
رنگ میں بھی نہایت درجہ تنوع پایا جاتا ہے۔ سیاہ، نیلیا، سفید، ابلق، سرخ،
بادامی سب ہی رنگ کے پائے گئے ہیں۔ اصطلاحی نام سبزہ، مشکی، نقرہ وغیرہ ہیں۔ ادنیٰ
قسم کے گھوڑے لدّو کہلاتے ہیں۔ گھوڑے کا خاص وصف اس کی تیز رفتاری ہے۔ ماہرین
کا بیان ہے کہ اس کے جسم کی ساخت ہی ایسی رکھی گئی ہے جو اسے دوڑنے میں بہت تیز
رکھ سکے، اور جب تک ریل اور مشینی سواریاں ایجاد نہیں ہوئی تھیں، انسان کے لئے تیز ترین
سواری یہی تھی۔

گھوڑے کی اوسط عمر ۱۸ - ۲۰ سال ہے اور اس کی عمر کا اندازہ اس کے دانتوں
سے کیا جاتا ہے۔ گھوڑا انسان کا بہترین رفیق شاید تاریخ کے ہر دور اور دنیا کے ہر ملک

میں رہا ہے۔ اس عموم میں عرب کو ایک خاص حصہ حاصل ہے۔ عربوں کا بہترین رفیق اونٹ
کے بعد اگر کوئی جانور ہے تو یہی گھوڑا ہے اور عربی گھوڑے کا نام آج تک مشہور چلا آرہا ہے۔
اس کے دانت شمار میں ۳۶ سے چالیس تک ہوتے ہیں اور اس کی اصل غذا اچھی اور تازہ گھاس
ہے، جسے وہ بڑی مقدار میں کھاتا رہتا ہے۔ گھاس کے علاوہ غلہ بھی کھاتا ہے ہندوستان میں عام رواج چنے کا دانہ
کا ہے۔ فرنگی ملکوں میں دوسرے غلے دیئے جاتے ہیں۔

فرعون نے جب موسیٰ علیہ السلام اور اسرائیلیوں کا تعاقب کیا ہے تو وہ گھوڑے
پر سوار تھا اور اسی حال میں ڈوبا ہے توریت میں اس کا ذکر دو مرتبہ آیا ہے، حمد باری کے
سلسلہ میں، کہ:-

" اس نے گھوڑے کو اس کے سوار سمیت دریا میں ڈال دیا" (خروج ۱۵: ۲، ۲۱)

اسی طرح کوئی دس جگہ اور گھوڑے کا ذکر توریت اور عہد عتیق کے دوسرے صحیفوں میں آیا ہے۔

متعدد قوموں میں گھوڑا مقدس سمجھا گیا ہے۔ خصوصاً یونان، ایران و ہندوستان
میں۔ اس کی قربانی بہت اہم سمجھی گئی ہے۔ ہندوستان میں اس کی قربانی کا بڑا جشن منایا
جاتا ہے۔ اور سفید گھوڑا ایران وغیرہ میں صرف بادشاہ کی سواری کے لیے مخصوص رہا ہے۔
قرآن مجید میں قوم نوح میں جس دیوتا یعوق کا ذکر آیا ہے، اس کی مورتی بھی ایک تیز رفتار گھوڑے
کی شکل میں تھی۔

ملاحظہ ہوں عنوانات: جیاد و عادیات

د

دابّۃ ۔ چلنے والا، رینگنے والا، پیر رکھنے والا، جانور

پ۲ ۔ سورۃ البقرۃ، ع ۲۰ پ۷ ۔ سورۃ الانعام، ع ۴ ۔
پ۱۲ ۔ سورۃ ھود، ع ۱ پ۱۲ ۔ سورۃ ھود، ع ۵ ۔
پ۱۴ ۔ سورۃ النحل ع ۵، ۸ ۔ پ۱۸ ۔ سورۃ النور ع ۶ ۔
پ۲۰ ۔ سورۃ النمل، ع ۶ ۔ پ۲۱ ۔ سورۃ لقمان، ع ۱ ۔
پ۲۲ ۔ سورۃ سبا، ع ۲ ۔ پ۲۲ ۔ سورۃ فاطر، ع ۵ ۔
پ۲۵ ۔ سورۃ الشوریٰ، ع ۲ ۔ پ۲۵ ۔ سورۃ الجاثیہ، ع ۱ ۔

قرآن مجید میں یہ لفظ کثرت سے آیا ہے اور قرآن نے اسے بہت وسیع معنی میں لیا ہے، جس میں ہر قسم کا متحرک جانور آگیا ہے۔ فانہا عام فی جمیع الحیوانات (راغب) ــــــــ حدیث میں اس سے اشارہ کسی مخصوص جانور سے متعلق معلوم ہوتا ہے جو قربِ قیامت میں ظاہر ہوگا۔

توریت وانجیل میں جانوروں کا ذکر تو کثرت سے آیا ہے، کوئی ایسا جامع ووسیع لفظ نہیں ملتا جو دابّۃ کا مرادف ہوسکے۔

سورۃ البقرہ اور سورہ لقمان میں یہ مضمون ہے کہ اللہ نے زمین پر ہر طرح کے حیوانات پھیلا دیئے ہیں۔ سورۃ الانعام میں ہے کہ کوئی زمین پر چلنے والا جانور اور پروں سے اڑنے والا پرندہ ایسا نہیں کہ وہ بھی تمھاری طرح ایک جماعت نہ ہو۔ (محشور ہونے

میں)۔ سورۃ ہود میں یہ مضمون ہے کہ کوئی جانور زمین پر چلنے والا ایسا نہیں کہ اس کا رزق اللہ کے ذمہ نہ ہو۔ پھر اسی سورہ میں آگے چل کر حضرت ہود کی زبان سے ہے کہ کوئی جانور ایسا نہیں کہ میرا پروردگار اس کی پیشانی پکڑ کر اسے لے نہ آئے۔ سورۃ النحل میں پہلی جگہ ہے کہ آسمان وزمین پر جو بھی حیوان و فرشتہ ہیں سب اللہ کو سجدہ تکوینی کرتے ہیں اور دوسری جگہ ہے کہ اگر اللہ کل انسانوں کی گرفت ان کی زیادتی پر لیا کرتا تو زمین پر کوئی بھی حرکت کرنے والا باقی نہ رہ جاتا۔ سورۂ نور میں ارشاد ہوا ہے کہ اللہ نے ہر جانور کو پانی سے پیدا کیا ہے سورۃ النمل میں بطور پیش خبری کے ہے کہ جب لوگوں پر قول پورا ہو چکا ہوگا (یعنی قیامت کے دن) ہم اس کے لئے زمین سے ایک جانور نکال دیں گے۔ سورۂ فاطر میں (سورۂ النحل کی طرح) ہے کہ اگر اللہ لوگوں کو ان کے کرتوتوں پر (فوراً) پکڑ لیتا تو پشت زمین پر کوئی بھی حرکت کرنے والا باقی نہ رہ جاتا۔ سورۃ الشوریٰ میں ہے کہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں، آسمان وزمین، اور ان دونوں پر اس نے جو جانور پھیلا رکھے ہیں، اور جب وہ چاہے ان کے اکٹھا کر لینے پر قادر ہے۔ اور سورۃ الجاثیہ میں ہے کہ تمہاری خلقت اور ان جانوروں کی خلقت میں جو اس نے پھیلا رکھے ہیں نشانیاں ہیں اہل یقین کے لئے۔

سورۃ سبا میں "دابۃ الارض" سے مفسرین نے مراد دیمک لی ہے۔ یہ سفید رنگ کا چیونٹی کے برابر کیڑا خاص طور پر موذی ہے، اور لکڑی کا خصوصی دشمن ہے لکڑی کے اندر کا گودا اس کی اصل غذا ہے۔ اس کی ۱۹۰۰ قسمیں آج تک دریافت ہو چکی ہیں۔ اس جانور کا ایک خاص اور اعلیٰ نظام زندگی ہے۔ جس پر ماہرین کے لکھے ہوئے مقالے کثرت سے موجود ہیں۔

دفعہ ۔ موسم سرما کی گرم پوشاک ، جزاول ۔

پ ۱۴ ۔ سورۃ النحل ۔ ع ۱ ۔

اللہ کے لطف وکرم اور صناعی کے سلسلہ میں ارشاد ہوا ہے کہ اس نے چوپائے پیدا کئے ہیں ، ان میں تمھارے لئے گرم پوشش رکھ دی ہے ۔

اونٹ کے بال نیز بھیڑ کی اون جیسی پوششیں انسان کے لئے حجاز ، نجد ، ایران ، کشمیر عراق ، شام ، فلسطین ، مصر ، مراقش ، طرابلس اور دنیا کے بہت سے حصوں میں تیار ہوتی رہتی ہیں ۔ ان کے لحاظ سے یہ بالکل قدرتی تھا کہ اتنی بڑی نعمت کا ذکر خاص طور سے کیا جائے ۔ اور اس عموم کے تحت میں گرم کوٹ ، اونی چادریں شال دوشالے ، کمل ، کملیاں دھسے ، پوستین اور خیمہ ، ڈیرے سب آگئے ۔

عہد عتیق کے صحیفوں میں اونی پوشاک اور پشمینہ کا ذکر متعدد بار اور عہد جدید میں ایک آدھ بار آیا ہے ۔

دنیا کے سرد ملکوں کے لئے تو ہمیشہ اور معتدل آب وہوا کے ملکوں میں موسم سرما کے لئے ہمیشہ ، ______________ اون یا پشمینہ کا وجود ایک نعمت بے بہا ہے ۔ اگر یہ نہ موجود ہوتی تو سمجھ میں نہیں آتا کہ یہاں بسر کی صورت کیا ہوتی ۔ یہ نعمت زیادہ تر بھیڑوں کی اون سے حاصل ہوتی ہے ، جو سال میں کہیں ایک بار اور کہیں دو بار کتری جاتی ہے ۔ پہلے یہ کام قینچیوں سے لیا جاتا تھا اب اور مشینیں اس کے لئے نکل آئی ہیں ۔ انقرہ کے بکرے اور کشمیر کے بکرے بھی وہی کام دیتے ہیں ، جو بھیڑ دیا کرتی ہے ۔ پشمینہ کی تجارت دنیا کے اور

ملک بھی آج بہت بڑے پیمانہ پر کر رہے ہیں، لیکن آسٹریلیا کا نمبر اس تجارت میں سب سے بڑھا ہوا ہے۔

دم

(۱) دم — خون۔ لہو۔

پ۲۔ سورۃ البقرہ، ع ۲۱ — پ۶۔ سورۃ المائدۃ، ع ۱۔

پ۹۔ سورۃ الاعراف، ع ۱۶ — پ۱۲۔ سورۃ یوسف، ع ۲۔

پ۱۴۔ سورۃ النحل، ع ۹، ۱۵۔

سرخ رنگ کا وہ رقیق وسیال مادہ جس کا نام خون ہے، ایک معروف ومتعارف چیز ہے، انسان وحیوان دونوں میں مشترک ہے۔ قرآن مجید میں دم جہاں جہاں بھی صیغہ واحد میں آیا ہے، حیوانات کے ہی سلسلہ میں آیا ہے۔ چار جگہ (البقرۃ المائدۃ اور النحل میں مکرر) تو مردار وغیرہ کے ساتھ عطف میں بطور ایک حرام اور ممنوع غذا کے، کہ حلال جانوروں کا بھی خون حرام ہے۔ ایک جگہ (الاعراف میں) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے انذازی معجزہ کے طور پر، کہ فرعونیوں کے لئے دریائے نیل خرنا خون کر دیا گیا تھا۔ اور ایک جگہ (یوسف میں) اس سلسلہ میں کہ حضرت یوسفؑ کے بھائی ان کے کرتے پر کسی جانور کا خون لگا لائے تھے، اور ظاہر یہ کیا تھا کہ یہ خون خود حضرت کا ہے۔ توریت میں یہ تصریح درج ہے کہ وہ خون بکری کے بچہ کا تھا۔

خون اونچی حیوانی زندگی کے لئے ایک اہم ترین درجہ رکھتا ہے، بلکہ کہنا چاہیے کہ حیوانی زندگی کا دارومدار ہی ایک بڑی حد تک خون اور اس کی گردش پر ہے۔ اگر کچھ دیر کیلئے بھی یہ گردش رُک جائے تو زندگی کا خاتمہ ہے اور خون جب فاسد ہو جاتا ہے تو جسم میں طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

خون کا ذکر توریت اور انجیل میں بڑی کثرت سے آیا ہے: حیوانات کے خون کا ذکر زیادہ تر حرمت ہی کے سلسلہ میں۔ مثلاً:

"سب جیتے چلتے جانور تمہارے کھانے کے لئے ہیں، میں نے ان سب کو نباتات کی مانند تمھیں دیا۔ مگر گوشت کو لہو کے ساتھ کہ اس کی جان ہے مت کھانا۔" (پیدائش ۹: ۴)

"تم نہ چربی کھاؤ نہ لہو۔" (احبار ۳: ۱۷)

"اور تم کسی پرندے اور چرندے کا کچھ لہو اپنے سب مکانوں میں نہ کھائیو اور جو انسان کسی خون میں سے کھائے گا وہ اپنی قوم میں سے کٹ جائے گا۔"

(احبار ۷: ۲۶)

اور کہیں معجزۂ موسوی کے سلسلہ میں ہے مثلاً:۔

"اور وہ پانی جو دریا سے لے گا، خشکی پر لہو ہو جائے گا۔" (خروج ۴:۹)

اور مسیحی شریعت میں بھی حرام ہی لکھا ہوا ہے۔ پولوس کے صحیفہ کے رسولوں کے اعمال میں ہے:

"بتوں کی مکروہات اور حرام کاری اور گلا گھونٹے ہوئے جانوروں اور لہو سے پرہیز کریں۔" (اعمال ۱۵: ۲۰)

"تم بتوں کی قربانیوں کے گوشت سے اور لہو اور گلا گھونٹے ہوئے جانوروں
اور حرام کاری سے پرہیز کرو۔" (اعمال ۱۵: ۲۹)

مشرک قوموں نے بعض دیوی دیوتاؤں کی غذا ہی جانوروں کا خون مانی ہے اور ان کے استھانوں پر بکری بکرے یا بھینس بھینسے وغیرہ کے خون کے چڑھاوے چڑھائے جاتے ہیں۔

ملاحظہ ہو عنوان : دماء

دما (مسفوحاً)۔ (بہتا ہوا) خون

پ۸۔ سورۃ الانعام۔ ع ۱۸

قرآن مجید میں یہ ذکر صرف ایک جگہ آیا ہے۔ ممنوع و حرام غذاؤں کی فہرست میں دوسری چیزوں کے ساتھ عطف ہو کر بھی۔

ملاحظہ ہو عنوان : دم

دماء (ھا)۔ (ان کے) خون (جمع۔ واحد: دم)

پ۱۷۔ سورۃ الحج، ع ۳۔

لفظ دماء (دم کا صیغۂ جمع) قرآن مجید میں دو جگہ اور بھی آیا ہے۔ لیکن حیوانات کے سلسلہ میں صرف ایک ہی بار آیا ہے۔ مشرکانہ جاہلی عقیدہ کی تردید میں فرمایا گیا ہے کہ اللہ کو (قربانیوں کے) گوشت اور خون نہیں پہنچتے بلکہ صرف تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔

قربانی کے سلسلہ میں ایک بہت بڑی اصل اس آیت نے بیان کردی۔ ورنہ جاہلی تخیل تو یہ تھا کہ بھینٹ کا خون اور گوشت دیوتاؤں کی غذا ہے، اور وہ انھیں کھاکر خوش ہوتے ہیں۔ چنانچہ اہلِ بابل کا عقیدہ یہ تھا کہ دیوتاؤں کی آسمان پر دعوت ہوتی ہے، ان کے نام جو بھینٹ چڑھائی جاتی ہے وہ اس کی خوشبو محسوس کرتے ہیں اور اسے کھاتے ہیں۔

مشرکوں کو چھوڑیئے، اہلِ کتاب تک یہ سمجھتے تھے کہ جانوروں کا خون بہانا ایک درجہ کفارہ کا ہے۔ توریت میں ہے:-

" بدن کی جان لہو میں ہے۔ سو میں نے مذبح پر وہ تم کو دیا ہے کہ اس سے تمہاری جانوں کے لئے کفارہ ہو، کیوں کہ وہ جس سے جان کا کفارہ ہوتا ہے سو وہ لہو ہے۔" (احبار۔ ۱۷: ۱۱)

اور عہدِ جدید کے ایک صحیفہ میں ہے:-

" تقریباً ساری چیزیں شریعت کے مطابق خون سے پاک کی جاتی ہیں اور بغیر خون بہائے معافی نہیں ہوتی۔" (عبرانیوں۔ ۹: ۲۲)

سو قرآن نے بار بار اس عظیم الشان غلطی کی اصلاح کی۔

فقہاء نے کہا ہے کہ نفس ذبح کی نیت جو ایک فعل قلب ہے، حق تعالیٰ ہی کے لئے مخصوص رہنا چاہیئے اور بغیر اللہ کی رضا و تقرب کی خاطر ذبح کرنا ایک صورت شرک کی ہے، البتہ گوشت کھانے کھلانے یا اس قسم کے دوسرے فائدے حاصل کرنے کے لئے ذبح بالکل جائز ہے کہ لحم و دم وغیرہ سے وہ ذات بالکل بے نیاز و بری ہے۔

ملاحظہ ہوں عنوانات : دم ، لحم ۔

(ال) دواب ۔ جانور رینگنے والے ، پیروں سے چلنے والے (جمع ۔ واحد : دابۃ)

پ۹ ۔ سورۃ الانفال ، ع ۲ پ۱۰ ۔ سورۃ الانفال ع ۸

پ۱۷ ۔ سورۃ الحج ع ۲ پ۲۲ ۔ سورۃ فاطر ع ۷

یہ لفظ چار جگہ قرآن مجید میں آیا ہے ، پہلی دو جگہ محض مجازی معنی میں جہاں اس کا اطلاق حیوانات پر نہیں ، بلکہ بدترین کافروں پر ہوا ہے ۔ پہلی آیت کا مضمون ہے کہ بدترین حیوانات اللہ کے نزدیک وہ بہرے اور گونگے ہیں ، جو عقل سے کام نہیں لیتے ، اور مراد اس سے وہ کفار اور منافقین ہیں جن کا ذکر چل رہا ہے ۔

مثی بہ الاشرار الذین ھم فی الجھل بمنزلۃ الدواب

(راغب)

اور دوسری آیت میں بھی یہی مراد ہے ، الفاظ بھی پہلی سے ملتے جلتے ہیں ، کہ اللہ کے نزدیک بدترین حیوانات وہ کافر ہیں ، سو وہ تو ایمان لانے کے نہیں ، جن سے آپ عہد لے چکے اور وہ اپنا عہد (ہر بار) توڑ ڈالتے ہیں ۔ تیسری جگہ مطلق حیوانات کے معنی میں ہے کہ پہاڑوں اور درختوں اور دوسری مخلوقات پر عطف کے ساتھ کہ اللہ کو سجدہ (انقیاد و تسلیم) کرتے رہتے ہیں ، جو بھی آسمانوں اور زمین میں ہیں اور سورج اور چاند اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور حیوانات اور کثرت سے انسان چوتھی جگہ بھی مطلق حیوانات کے معنی میں انسانوں اور چوپایوں پر عطف

کے ساتھ آیا ہے کہ اسی طرح انسانوں اور جانوروں اور چوپایوں میں بھی ایسے ہیں
کہ ان کے رنگ مختلف ہیں۔

اگر قربانی مفہوم مطلق حیوانات کا رکھا جائے تو عہد عتیق و عہد جدید دونوں کے
صحیفوں میں حیوانات کا ذکر بڑی کثرت سے ہے۔ قرآن نے اس معنی میں دو ہی جگہ ذکر
کیا ہے اور دونوں جگہ اپنی قدرت کاملہ پر استدلال کا کام لیا ہے۔

ملاحظہ ہو عنوان: دابہ

ذ

(۱) ذُباب } مکھی
ذُباباً۔

پ۱۷۔ سورۃ الحج، ع ۱۰ (دوبار)

قرآن مجید میں دوبار یہ لفظ ایک ہی سیاق میں اور پاس پاس آیا ہے، مضمون یہ ہے کہ جن لوگوں کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، وہ ایک مکھی تو پیدا نہیں کر سکتے، چاہے سب ہی اس غرض کے لئے اکٹھے ہو جائیں، پھر مکھی ان کے سامنے سے کچھ اٹھا لے جائے تو وہ اس سے چھین کر بھی نہیں لا سکتے۔

مکھی عام انسانوں کی نظر میں حیوانی مخلوقات میں سے ایک بہت ہی حقیر و ادنیٰ مرتبہ رکھتی ہے، چنانچہ اردو، عربی وغیرہ متعدد زبانوں کے محاورہ میں یہ لفظ گویا حقارت کے لئے ضرب المثل ہے۔ قرآن مجید نے گویا اس حقیقت کے پس منظر میں مشرکوں سے خطاب کر کے کہا ہے کہ تمہارے یہ معبود اور ان کے بت تو اتنے بے حقیقت اور بے بساط ہیں کہ آسمان اور زمین، چاند اور سورج، دریا اور پہاڑ کا خلق کرنا الگ رہا، مکھی تک تو ان کے کئے پیدا ہو نہیں سکتی، بلکہ ان کے چڑھاووں کے ڈھیر سے اگر وہ چیز اچک لے جائے، تو یہ وہ تک اس سے چھین نہیں لا سکتے۔

بتوں اور مورتیوں کی بے بساطی کی کیسی مؤثر تصویر کھینچ دی ہے!
انگریزی بائبل میں "مکھیاں" بہ صیغہ جمع (Flies) کا لفظ کوئی چار جگہ آیا ہے
مگر اردو مترجمین نے اس کا ترجمہ "مچھروں" سے کیا ہے۔
مشرق بھر میں مکھیاں غلاظت و گندگی کے لئے بھی معروف ہیں۔

ذِبح ۔ وہ جانور جو ذبح کیا جائے۔ قربانی

پ۲۳۔ سورۃ الصافات ع ۸

حضرت اسمٰعیل کی قربانی کے سلسلے میں وارد ہوا ہے کہ ان کے والد ماجد نے جب انھیں زمین پر لٹا ہی دیا تو ہم نے ان سے کہا کہ بس اپنا خواب آپ پورا کر چکے اور ہم نے اسمٰعیل کا بدلہ ایک بڑی قربانی سے کر دیا۔

روایات حدیث میں آتا ہے کہ یہ ایک دنبہ تھا، جسے جنت سے لا کر فرشتوں نے حضرت ابراہیم کے سامنے عین اس وقت لٹا دیا تھا جب وہ اپنی آنکھوں پر پٹی باندھے حلق اسمٰعیل پر چھری پھیرنے ہی کو تھے۔

حیوانات کی قربانی دنیا کے اکثر مذہبوں کا جزو رہی ہے اور توریت و انجیل دونوں میں اس کا ذکر کثرت سے آیا ہے، خاص اس واقعہ قربانی کا ذکر بھی توریت میں بڑی تفصیل کے ساتھ آیا ہے۔ چند فقرے ملاحظہ ہوں۔

"..... ابرہام نے اپنا ہاتھ بڑھا کے چھری لی کہ اپنے بیٹے کو ذبح کرے، تب ہی خدا کے فرشتہ نے اسے آسمان سے پکارا کہ اے ابرہام، اے ابرہام، وہ بولا میں حاضر ہوں، پھر اس نے کہا کہ تو اپنا ہاتھ

لڑکے پر مت بڑھا، اور اسے کچھ مت کہہ..... تب ابراہام نے اپنی آنکھیں
اٹھائیں، اور اپنے پیچھے ایک مینڈھا دیکھا جس کے سینگ جھاڑی
میں اٹکے ہیں، تب ابراہام نے جا کر اس مینڈھے کو لیا، اور اس کو اپنے
بیٹے کے بدلہ میں سوختنی قربانی کے لئے چڑھایا۔"

(پیدائش ۔ ۲۲ : ۱۱ ۔ ۱۳)

ملاحظہ ہوں عنوانات : ذبحوھا وما ذُبِحَ علی النُّصُبِ

ذُبِحَ — ذبح کیا گیا ہو ۔ ملاحظہ ہو عنوان ۔ ما ذبح علی النصب

ذبحوھا — اس کو انھوں نے ذبح کیا ۔

پ۱ ۔ سورۃ البقرۃ ع ۸

جس گائے کے ذبح کرنے کا حکم بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰ کے واسطہ سے ملا تھا، اس کے سلسلہ میں ہے کہ بالآخر انھوں نے اسے ذبح کردیا، گو وہ ایسا کرتے معلوم نہیں ہوتے تھے ۔

مصدر "ذبح" سے قرآن مجید میں اور افعال آئے ہیں، مگر ان کا تعلق بجز اس لغت کے جو ابھی گذر چکا ذبح حیوانات سے نہیں، بلکہ ہلاکت انسانی سے ہے، ذبح حیوانات کا اب جو معروف و متعارف طریقہ ہے، یہ تو اسلام کے بعد کی چیز ہے، اور اب یہ لفظ ایک فقہی و شرعی اصطلاح بن گیا ہے، قرآن مجید میں اپنے مطلق معنی میں ہے یعنی ہلاک کرنے کے مفہوم میں ہے ۔

جانوروں کے ہلاک کرنے کے اور بھی طریقے رائج ہیں، گردن مروڑ دینا، بجلی کی رَو دوڑا دینا، یکلخت گردن مار دینا وغیرہ۔ لیکن جو رعائتیں طبی نقطۂ نظر سے اور ذائقہ کے لحاظ سے کھانے والوں کے لئے اور کم سے کم اذیت کے لحاظ سے خود ذبح شدہ جانور کے لئے اسلامی ذبح کے طریقہ میں ہیں، وہ کسی اور صورت سے حاصل نہیں ہوتیں۔
ملاحظہ ہوں عنوانات: بقرۃ، تذبحوا، ذبح، وماذبح علی النصب!

ذَرَّۃٌ ۔ چھوٹی چیونٹی، ذرّہ۔

پ۵۔ سورۃ النساء، ع ۶ — پ۱۱۔ سورۃ یونس ع ۷
پ۲۲۔ سورۃ سبا، ع ۱ و ع ۳ — پ۳۰۔ سورۃ الزلزال (دوبار)

لفظی معنی النملۃ الصغیرۃ کے ہیں، قرآن مجید میں چھ جگہ یہ لفظ آیا ہے لیکن جہاں جہاں بھی آیا ہے مثقال کے ساتھ مضاف ہوکر آیا ہے محض وزن کی کم سے کم مقدار کے اظہار کے لئے گویا اردو کی "رتی" کے مفہوم میں چیونٹی نامے جانور کے معنی میں کہیں بھی نہیں آیا ہے۔ اس لئے اس لغت حیوانات میں اس کے لئے جگہ بھی نہیں۔

دال، ذکرین ۔ (دونوں نر) واحد (ذَکَرٌ)

پ۸۔ سورۃ الانعام، ع ۱۶ (دوبار)

مشرکین عرب جو اپنی وہم پرستیوں کی بنا پر جانوروں کے حلال و حرام ہونے کا فیصلہ کیا کرتے تھے، اسی سیاق میں قرآن مجید نے کہا ہے کہ بھیڑ کی بھی دو قسمیں ہیں،

(نر و مادہ) اور بکری کی بھی دو قسمیں (نر و مادہ)۔ تو آپ پوچھئے کہ اللہ نے دونوں نروں کو حرام کیا ہے یا دونوں ماداؤں کو؟ اور پھر یہی سوال اونٹ اور گائے کے سلسلہ میں دہرایا ہے۔ بس انھی دو جگہ قرآن میں یہ لفظ آیا ہے۔

(ما) ذکّیتم۔ جس کو تم نے ذبح کردیا ہو۔

پ۶۔ سورۃ المائدۃ، ع ۱

تذکیہ کے معنی ذبح کرنے کے ہیں، و ذکیت الشاۃ ذبحتھا۔ (راغب)
قرآن مجید میں اس سیاق میں آیا ہے کہ وہ جانور بھی حرام ہیں جسے درندے کر جانور کھانے لگیں، بجز اس صورت کے کہ تم اسے ذبح کر ڈالو قبل اس کے کہ اس کا دم نکلے ـــــــ یعنی ایسی صورت میں وہ بدستور حلال رہے گا۔
آیت میں اوپر ذکر جانور کے حرام ہو جانے کی اور کئی صورتوں کا بھی ہے، مثلاً جس جانور کی گردن مروڑ دی گئی ہو یا جو جانور چوٹ کھا چکا ہو، استثنار کا تعلق ان سب صورتوں سے ہے، یعنی اس کا دم نکلنے سے قبل اگر اسے ذبح کردیا جائے وہ ان سب صورتوں میں حلال ہی رہتا ہے ـــــــ قرآن میں اسی ایک موقع پر یہ لفظ آیا ہے۔

ذلول۔ پست، مطیع، محنت کرنے والا۔

پ۱۔ سورۃ البقرۃ، ع ۸۔

ایک ہی جگہ آیا ہے۔ اس گائے کی صفت میں، جسے ذبح کرنے کا حکم بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے توسط سے ملا تھا۔ ارشاد ہوا ہے کہ وہ گائے

ایسی نہ ہو جو مشقت کرنے والی ہو، زمین کو جوتتی ہو۔ لاجمالول اے لیست بصعبۃ۔ (راغب)

ذئب

(ال) ذئب

بھیڑیا

پ۱۲۔ سورۂ یوسف ع ۲ (تین بار)

قرآن مجید میں ایک ہی سلسلہ وسیاق میں یہ لفظ تین مرتبہ آیا ہے۔ پہلے جب حضرت یعقوبؑ کے پاس ان کے بیٹے اجازت لینے آئے ہیں کہ ہم یوسف کو بھی اپنے ساتھ جنگل لے جائیں، تو آپ ان کی کم سنی پر نظر کرکے فرماتے ہیں کہ ایسا نہ ہو کہ انھیں بھیڑیا کھا جائے، اور تم غفلت میں پڑے رہو، دوبارہ جوان اور پرقوت لڑکے جواب میں کہتے ہیں کہ اگر اسے بھیڑیا کھا جائے، درآنحالیکہ ہم پوری جماعت کے جماعت موجود ہیں، تو ہم نرے ناکارہ ہی ٹھہرے، سہ بارہ اس موقع پر کہ وہ برادران یوسف جنگل سے واپس آئے ہیں اور اپنے والد ماجد کی خدمت میں عرض کیا ہے کہ ہم یوسف کو اپنے سامان کے پاس چھوڑ گئے تھے، تو واقعی انھیں بھیڑیا کھا گیا۔

بھیڑیا جنگلی جانوروں میں اپنی خونخواری دخون آشامی کے لئے ضرب المثل ہے، قدوقامت میں بڑے کتے کے برابر ہوتا ہے اور اسی کے خاندان کا جانور ہے۔ شکل خوف ناک ہوتی ہے اور اپنی ہوشیاری وچالاکی کے لئے مشہور

بھی ہے جلد کا رنگ سیاہ بھی پایا گیا ہے، اور بھورا اور خاکستری بھی، مشرق و مغرب کے اکثر ملکوں میں اس کا وجود پایا گیا ہے، ارض شام و فلسطین میں بھی بہت رہا ہے اور اب بھی یہاں اس کا وجود کثرت سے پایا جاتا ہے، عہد عتیق و عہد جدید دونوں کے صحیفوں میں اس کا ذکر کثرت سے ملتا ہے اور یہاں کے بھیڑیئے قد آور بھی زیادہ ہوتے ہیں۔

بھیڑیا بڑا شوقین بھیڑ اور بکری کے شکار کا ہے، لیکن موقع ملنے پر انسان کے بچوں کو بھی اٹھا لے جاتا ہے، بلکہ جب لاگو ہو جاتا ہے تو اچھے بڑے سن کے لڑکوں بلکہ سن دار انسانوں پر بھی حملہ کر ڈالتا ہے۔ چنانچہ عین ان سطور کے تحریر کے وقت (سنہ ۱۹۵۱ء) میں اخباروں میں متواتر خبریں شائع ہو رہی ہیں کہ نہ صرف لکھنؤ و نواح لکھنؤ بلکہ یو پی کے اور بھی دور دراز مقامات پر لاگو بھیڑیوں کے حملہ کا سلسلہ انسانی آبادی پر جاری ہے، حضرت یعقوبؑ کا یہ اندیشہ بالکل قدرتی تھا کہ فلسطین کے جنگل میں کہیں بھیڑیا کم سن بچہ یوسف کو اٹھا نہ لے جائے۔ اور بعد کو بڑے بھائیوں نے بھی بہانا بنانا سب سے زیادہ آسان یہی خیال کیا۔

توریت میں اس خاص موقع پر بھیڑیئے کا ذکر نہیں صرف اتنا ہے کہ برادران یوسف نے یوسف کی قبا کو بکری کے خون سے تر کیا اور اسے اپنے والد ماجد کے پاس لاکر بولے کہ اسے پہچانئے کہ یہ آپ کے بیٹے کی قبا ہے یا کہ نہیں؟

ذی ظفر۔ کھروالا جانور۔

پ ۸۔ سورۃ الانعام ع ۱۸۔

ظُفُرٌ کا ترجمہ اردو میں کسی ایک لفظ سے کرنا مشکل ہے۔ پرندوں میں ذی ظُفُرٍ کے تحت میں کل وہ جانور آجاتے ہیں، جن کے پنجے ہوتے ہیں، مثلاً چیل، شکرا باز، گدھ وغیرہ اور چرندوں میں وہ سارے جانور آجاتے ہیں جن کے سُم ہوتے ہیں مثلاً گھوڑا، گدھا، خچر، اونٹ وغیرہ۔

قرآن مجید میں ہے کہ ہم نے بنی اسرائیل پر کل ناخن دار جانور حرام کر دیئے تھے موجودہ توریت میں حرام جانوروں کا ذکر بڑی تفصیل سے ملتا ہے، صحیفۂ احبار کا باب ۱۱ پورے کا پورا اور صحیفۂ استثناء کے باب ۱۴ کا بڑا حصہ اسی بیان کے لئے وقف ہے۔

ر

رکاب ۔ اونٹ، سواریاں۔

پ ۲۸ ۔ سورۃ الحشر، ع ۱۔

غزوہ بنی نضیر کے سلسلہ میں مسلمانوں سے خطاب بہ طور احسان کے ہے کہ جو کچھ اللہ نے اپنے رسول کو بہ طور انعام کے ان سے دلوایا، سو تم نے اس کے لئے نہ گھوڑے دوڑائے نہ اونٹ، یعنی بغیر اس کے کہ تم مشقت اٹھا کر منزل دو منزل کرتے وہاں تک پہونچو، قتل و قتال کے بغیر ہی اللہ نے تمھیں اتنا مال دلوا دیا۔

رکاب کا استعمال اونٹوں ہی کے لئے مخصوص ہے، الرکب للبعین خاصّۃً (قاموس) اور لفظ رکاب کا واحد، خلاف قیاس راحلۃ ہے۔ الرکاب الابل واحد منہا راحلۃ (قاموس) ولا واحد لہا من لفظہا۔ (تاج)

اونٹ کے لئے ملاحظہ ہوں عنوانات: ابل، بعیر، جمل، جِمٰلتٌ، حام، ناقۃ۔

رکوب (ھم)۔ (ان کا) سوار ہونا۔

پ ۲۳ ۔ سورۃ یٰسین ع ۴۔

موقع لطف و انعام پر آیا ہے کہ ہم نے انسانوں کے لئے چوپایوں کو مسخر کردیا ہے، پھر ان میں سے ان کے لئے سواریاں بھی ہیں، اور ان میں سے بعض کو وہ کھاتے بھی ہیں، رکوب ہر سواری کے جانور کے لئے عام ہے، اونٹ کے لئے مخصوص نہیں۔ وقیل الرکوب حمل و الحلة ترکب (تاج) آیت قرآنی میں لفظ کو فتحہ سے پڑھا گیا ہے تاکہ مصدری معنی پیدا ہوں۔ قال الفراء اجمع القراء علی فتح الراء لان المعنی فمنها یرکبون ویقوی ذالک قول عائشة فی قرأتها فمنها رکوبهم (تاج)

چوپایوں کا انسانوں کے حق میں ایک نعمتِ عظیم ہونا اس حیثیت سے بھی ہے کہ وہ اس کی سواری کے کام آتے ہیں۔ بیل اور بیل گاڑیاں، اونٹ اور اونٹ گاڑیاں اگر دنیا میں نہ ہوتیں تو ایک نہیں متعدد ملکوں میں سفر اور نقل وحمل کی کوئی صورت ہی نہ تھی۔ ہندوستان کے دیہات میں اور بیشتر جنگل میں اور عرب وغیرہ کے ریگستان میں ان جانوروں کی مدد کے بغیر اب بھی بڑی دشواریاں ہیں۔ اور ریل، موٹر وسائیکل کے دور سے پہلے تو خیر کوئی صورت ہی نہ تھی۔

س

زینۃ ۔ زینت، زیبائش، تجمل ۔

پ۱۴ ۔ سورۃ النحل، ع۱ ۔

یہ لفظ اور اس کے مشتقات قرآن مجید میں بہ کثرت آئے ہیں، لیکن جانوروں کے سیاق میں یہ لفظ کل ایک ہی جگہ آیا ہے، چوپایوں اور گھوڑے اور خچر اور گدھے کا ذکر موقع لطف واحسان پر کرکے ارشاد ہوا ہے، کہ یہ اس لئے ہیں تاکہ تم ان پر سوار ہو، اور یہ تمہارے لئے باعث، تجمل بھی ہیں۔

مراد واضح اور ظاہر ہے، جانوروں کی کھالوں سے اور ان کے بالوں سے کیسے کیسے نفیس سامان آرائش وزینت کے انسان کو حاصل ہوتے رہتے ہیں اور خود یہ جانور بھی انسان کی تزئین وتجمل کا کتنا بڑا ذریعہ ہیں۔ کیا عرب اور کیا ہندوستان کیا مصر اور کیا شام، پرانی قوموں میں تو دولت وثروت، مال وحشمت کے اندازہ کا پیمانہ یہی تھا کہ فلاں امیر کے پاس اتنے اونٹ، اونٹنیاں، سانڈنیاں ہیں، فلاں تاجدار کے پاس اتنے گھوڑے خاصہ کے ہیں، اتنے سوار اس کی فوج میں ہیں، اتنے گھوڑں کی سواری پر سوار ہوکر وہ نکلتا ہے، فلاں راجہ کے پاس گائے اور بیل بچھڑے اتنی تعداد میں ہیں، فلاں شیخ قبیلہ بھیڑوں اور بکریوں کے اتنے گلوں کا مالک ہے ــــــــ اور اونٹوں کے رسالے گھوڑوں

کے رسالے، توپ خانہ کے گھوڑے اور خچر باربرداری کے اونٹ اور گھوڑے اور خچر اور گدھے تو آج تک ہیں، اس مشینی دور دورہ کے باوجود فوجی عظمت اور عسکری قوت کا نشان سمجھے جا رہے ہیں ــــــــ عرب قدیم کو اس عموم میں ایک مرتبہ خصوص حاصل تھا۔ چنانچہ بعض فاضلوں نے لکھا ہے کہ اہل بادیہ کی زبان میں مال و اموال سے مراد یہی بھیڑوں کے گلے ہوتے تھے۔

س

سائبۃ ۔ بتوں کے نام پر آزاد چھوٹا ہوا چوپایہ، سانڈ

پ ۔ سورۃ المائدہ ع ۱۳ ۔

صرف ایک جگہ قرآن میں یہ نام آیا ہے ، مشرکین عرب ، مشرکین ہند کی طرح جانوروں میں طرح طرح کی مشرکانہ ریت رسمیں رکھتے تھے ۔ چنانچہ ایک اسی طرح کے آزاد چھوڑے ہوئے جانور کو ان کی اصطلاح میں سائبہ کہتے تھے ۔

قرآن نے اس کے ساتھ کے دوسرے جانوروں کی طرح اس کی بھی حرمت کا اعلان کیا ہے کہ اللہ نے نہ بحیرہ کو جائز رکھا ہے نہ سائبہ کو ..... الخ

ملاحظہ ہو عنوان : بحیرہ

(ال) سبع ۔ درندے

اپ ۔ سورۃ المائدہ ع ا ۔

یہ نام صرف ایک جگہ آیا ہے ۔ حرمت حیوانات کے سلسلے میں قرآن مجید کا ارشاد ہے کہ وہ جانور بھی حرام ہو جاتا ہے جسے کوئی درندہ کھا جائے ۔

درندہ سے مراد ایسا جانور ہے جو چیرنے پھاڑنے والا ہو ، جیسے شیر ،

چیتا، تیندوا، ریچھ، بھیڑیا، کتا، لکڑبگھا وغیرہ۔

توریت میں ایک جگہ عذاب الٰہی کے موقع پر ہے کہ:

"میں ان پر درندوں کے دانتوں کو اور زمین کے زہردار سانپوں کو چھوڑ دوں گا۔" (استثنا ۳۲: ۲۴)

بائبل کے مسیحی شارحین کا بیان ہے کہ عہد قدیم و عہد جدید دونوں کی اصل میں یہ لفظ متعدد مقامات پر آیا ہے لیکن مترجمین نے ترجمہ کہیں "جانوروں" سے کیا ہے اور کہیں "چوپایوں" سے ——— درندوں کے وجود سے جنگل بھرے پڑے ہیں اور ان کی بعض قسمیں مثلاً کتے اور بلیاں انسان کی رفیق ہو کر انسانی آبادی کے اندر بھی بڑی کثرت سے رہنے لگے ہیں۔

سلویٰ۔ سلوا، بٹیر

پ۱۔ سورۃ البقرہ ع ۶ پ۹۔ سورۃ الاعراف ع ۲۰

پ۱۶۔ سورۃ طٰہٰ ع ۴۔

یہ نام قرآن مجید میں تین بار آیا ہے۔ اور تینوں بار عہد موسوی میں قوم بنی اسرائیل پر انعامات الٰہی کے سلسلہ میں ایک دوسری غذا مَنّ پر عطف ہو کر، کہ ہم نے ان کے اوپر مَنّ اور سلویٰ اتارا۔

فرعون کے پنجہ سے آزاد ہونے اور ملک سے نکلنے کے بعد بنی اسرائیل ایک مدت تک خانہ بدوش زندگی جزیرہ نمائے سینا کے دشت و میدان میں بسر کرتے رہے اور اس مدت میں ایک وقت تک ان کی خاص غذا یہی جانور رہا،

مفسّرین نے اس کا ذکر بہ طور معجزہ کے کیا ہے، لیکن قرآن نے اس کا ذکر بطور ایک نعمتِ خاص کے کیا ہے اور یہ ضرور نہیں کہ ہر نعمت خاص معجزہ ہی ہو۔ اور نہ لفظ اَنْزَلَ سے محاورۂ قرآنی میں یہ معنی لازم آتے ہیں کہ جس نعمت کا ذکر ہے اس کا نزول کسی خلافِ عادت اور معجزانہ ہی طریق پر ہوا ہے، کھانے کا سامان، بارش کا پانی لوہا وغیرہ انسانی ضروریات کی ایسی چیزیں جو معمولی اور طبعی طریقوں پر پیدا ہوتی ہی رہتی ہیں۔ قرآن مجید میں ان سب موقعوں پر یہی فعل اَنْزَلَ آیا ہے۔

توریت کا بیان ہے کہ اسرائیلیوں کو مصر سے نکلے ہوئے جب دوسرے مہینہ کی پندرہویں تاریخ ہوئی تو ان کا پڑاؤ سین کے بیابان میں تھا جو ایلیم اور سینا کے درمیان واقع ہے، تو وہاں یہ ہوا کہ:

"......شام کو بٹیریں وہاں آئیں، اور پڑاؤ کو چھپالیا، اور صبح کو لشکر کے آس پاس اوسیں پڑیں" (خروج-۱۶: ۱۴)

اس قسم کا بٹیر جزیرہ نمائے سینا کا ایک خاص پرند ہے، وہاں کثرت سے پایا جاتا ہے، گرمیوں میں شمال کی سمت چلا جاتا ہے، اور جاڑوں میں جنوب کی جانب پھر آتا ہے، اونچا زیادہ نہیں اڑتا، نیچا ہی رہتا ہے، اڑان بھی زیادہ نہیں رکھتا، تھک بہت جلد جاتا ہے اور شکار بڑی آسانی سے ہو جاتا ہے۔ شمالی سفر مصر سے فلسطین کی جانب مارچ میں کرتا ہے اور جنوبی سفر فلسطین سے مصر کی طرف عموماً نومبر میں، گوشت چکنا اور چربیلا ہوتا ہے، لیکن رکھنے کے قابل نہیں ہوتا، خراب جلد ہو جاتا ہے۔

فرنگی محققین کا بیان ہے کہ یہ اسرائیلی عہد کے بٹیر وہ تھے، جو مارچ اپریل

میں رات کے وقت اپنی شمالی پرواز میں ہوتے تھے۔ بحر قلزم اپنے شمالی حصہ میں جس مقام پر دو شاخوں میں تقسیم ہوا ہے وہاں تک تو یہ اپنے سالانہ سفر میں آتے تھے اور وہاں سے جزیرہ نمائے سینا کا راستہ اختیار کر لیتے تھے۔ سمندری ہواؤں کے جھونکے ان کی بے شمار تعداد اسرائیلی خیمہ و خرگاہ تک لے آتے تھے۔

قرآن مجید نے نزول من وسلوٰی کا ذکر جو کیا ہے وہ واقعہ کی اعجازی حیثیت سے نہیں، صرف اس کی احسانی وانعامی حیثیت سے ہے، اس لئے اگر کبھی نزول من وسلوٰی کے طبعی (سائنٹفک) اسباب دریافت ہو جائیں تو اس سے قرآن کے تذکیری بیان کو مطلق ضرر نہیں پہنچ سکتا۔

سمان ۔ موٹی، فربہ ۔ (جمع ۔ واحد: سمین)

پ ۱۲ ۔ سورۃ یوسف ع ۶ (دوبار)

قرآن مجید میں گائے کی صفت کے لئے آیا ہے، فرعون مصر (معاصر حضرت یوسف) نے خواب میں دیکھا کہ سات دبلی گائیں سات موٹی گایوں کو نگلے جاتی ہیں، اس کی تعبیر حضرت یوسف علیہ السلام نے آکر یہ دی ہے کہ سات موٹی گایوں سے مراد خوش حالی کے سات سال ہیں اور سات دبلی گایوں سے بدحالی کے سات سال۔

توریت میں یہ خواب تفصیل سے اور دوبار بیان ہوا ہے اور خواب وتعبیر کے سلسلہ میں موٹی گایوں کی تصریح بھی بار بار آئی ہے۔

ملاحظہ ہو عنوان: سمین

سمین ۔ موٹا، فربہ ۔

پ۲۶ ۔ سورۃ الذاریات ع ۲۔

یہ لفظ قرآن مجید میں ایک بار آیا ہے ۔ جب فرشتے انسانی شکل میں حضرت ابراہیم کے پاس آئے ہیں دیار لوط کو جاتے ہوئے تو آپ انھیں انسان اور اپنا مہمان سمجھ کر ان کی ضیافت پر فوراً آمادہ ہو گئے ، اور ان کے لئے بھون کر یا تل کر ایک موٹا تازہ بچھڑا پیش کیا ہے ۔ لفظ "سمین" بطور اس بچھڑے کی صفت کے آیا ہے ۔

توریت میں بھی اسی موقع پر ہے :۔

اور ابرہام گلّے کی طرف دوڑا ، اور ایک موٹا تازہ بچھڑا لاکر ایک جوان کو دیا اور اس نے جلد اسے تیار کیا ۔ (پیدائش ۱۸: ۸)

ملاحظہ ہو عنوانات : عجل ۔

ش

شحومہما) ۔ ان دونوں کی چربیاں (جمع، واحد: شحم)

پ ۸۔ سورۃ الانعام ع ۱۷۔

قرآن مجید میں یہ لفظ ایک ہی جگہ آیا ہے۔ حرمت حیوانات کے سلسلہ بیان میں یہ ارشاد ہوا ہے کہ بنی اسرائیل پر ان کی مسلسل نافرمانیوں کے پاداش میں گائے اور بکری کی چربی حرام کردی گئی تھی، دبجز اس چربی کے جو ان کی پشت پر یا انتڑیوں میں پائی جائے، یا ہڈی میں لپٹی ہوئی ہو۔

چربی جسم حیوانی کا ایک مشہور کیمیاوی مرکب ہے جس کی ترکیب کاربن، ہائیڈروجن اور آکسیجن سے ہوتی ہے، عام طور سے یہ پانی میں حل نہیں ہوتی، لیکن بینزول، کلوروفارم، ایتھر وغیرہ میں تحلیل ہوجاتی ہے۔ بعض جگہ کھانے بجائے گھی یا تیل کے حیوانی چربی میں پکتے ہیں، جن کا اثر صحت پر زیادہ اچھا نہیں پڑتا، لبعض جانوروں کی چربی کھانے میں خاص طور سے لذیذ ہوتی ہے۔

عہدِ عتیق، عہدِ جدید دونوں کے صحیفوں میں یہ لفظ کثرت سے آیا ہے، توریت کے صحیفہ احبار کے باب ۳ میں تو چربی کے احکام شریعت اسرائیلی کے مطابق بڑی تفصیل و تکرار سے بیان ہوئے ہیں، اور جگہ بھی بہ سلسلہ حرمت ان کا بیان آیا ہے مثلاً:

"بنی اسرائیل کو حکم کر کہ بیل، بھیڑ اور بکری کی کوئی چربی نہ کھائیو۔ اس حیوان کی چربی جو خود بخود مرگیا ہو، یا جس کو درندوں نے پھاڑا ہو، تم اسے اور کاموں میں لاسکتے ہو، پر اس کو ہرگز نہ کھائیو۔"

(احبار۔ ۷ : ۲۳، ۲۴)

شُرَّعًا۔ پانی کے اوپر ظاہر ہونے والیاں (جمع، واحد: شارع)

پ۹۔ سورۃ الاعراف، ع ۲۱۔
یہ لفظ بھی ایک ہی بار آیا ہے، لبِ دریا کسی بستی کا ذکر ہے کہ وہاں کے بسنے والے بنی اسرائیل احکام سبت کی کھلی ہوئی نافرمانی کرتے رہتے تھے، تو وہاں مچھلیاں عین سبت کے ہی دن سطح آب پر پانی سے سر نکال نکال کر نمودار ہو جاتی تھیں اور باقی دنوں میں غائب رہتی تھیں ——— شُرَّعًا ای سوارع ظاہرۃ علی الماء کثیرۃ (قرطبی)

ملاحظہ ہو عنوان : حیتان

شِیَۃ۔ داغ، دھبا۔

پ۱۔ سورۃ البقرۃ، ع ۸۔
ایک ہی جگہ قرآن مجید میں یہ لفظ آیا ہے، بنی اسرائیل کو جب گائے کے ذبح کرنے کا حکم ملا ہے اور وہ تعمیل حکم میں طرح طرح کی شاخیں نکال رہے ہیں تو وہاں ان سے گائے کی مزید شناخت کے سلسلہ میں ارشاد ہوا ہے کہ

وہ گائے صحیح وسالم ہو، اس میں کوئی داغ ودھبہ نہ ہو۔

اہلِ مصر ایک طرف بیل کی تقدیس کے بھی قائل تھے، مگر دوسری طرف قربانی بھی اسی کی چڑھاتے رہتے تھے، البتہ قربانی کے بیل میں بڑی بال کی کھال نکالتے رہتے تھے، اس کا رنگ یکسر سفید ہو، جسم پر بال ایک بھی سیاہ نہ ہو، دُم بالکل صحیح وطبعی حالت میں ہو، وغیرہا طرح طرح کی قیدیں اور شرطیں تھیں سب پوری ہولیتیں، جب کہیں جاکر نوبت قربانی کی آتی، اسرائیلیوں نے جو طرح طرح کی موشگافیاں کی تھیں، عجب نہیں یہ اثر اہلِ مصر ہی کی طویل صحبت کا ہو۔

ملاحظہ ہوں عنوانات : بقرۃ تذبحوا

ص

صافّات۔ پر پھیلائے ہوئے (جمع۔ واحد: صافّۃ)

پ۱۸۔ سورۃ النور، ع ۳۔ پ۲۹۔ سورۃ الملک۔ ع ۲

پہلی آیت میں یہ مضمون ہے کہ اللہ کی تسبیح میں ہر مخلوق لگی ہوئی ہے، اور ان میں سے صف بستہ طیور ہیں۔ اور دوسری جگہ مشرک و ملحد انسانوں کے سلسلہ میں آیا ہے کہ یہ لوگ کیا اپنی نظر اوپر اٹھا کر نہیں دیکھتے کہ پرندے پر پھیلائے بھی ہوئے ہیں اور پھر پر سمیٹ بھی لیتے ہیں؟ ——— دونوں جگہ پرندوں کے جھنڈ غور و توجہ کے لئے پیش کئے گئے ہیں۔

یہ وصف تو کم و بیش اکثر پرندوں میں پایا جاتا ہے، بعض پرند اس باب میں اور زیادہ ممتاز ہوتے ہیں، مثلاً: قازیں۔

(ال) صافنات۔ اصیل گھوڑے، (جمع واحد: صافنۃ)

پ۲۳۔ سورۃ ص ع ۲۔

یہ لفظ قرآن مجید میں صرف ایک جگہ آیا ہے، حضرت سلیمان کے سلسلہ میں ارشاد ہوا ہے کہ وہ وقت بھی قابلِ ذکر ہے جب ان کے سامنے اصیل تیز رو گھوڑے پیش کئے گئے تھے۔

حضرت سلیمان (۱۰۲۳ تا ۹۸۰ ق م) جن کے حدود سلطنت ساحل فرات سے لے کر ساحل مصر تک وسیع تھے، ان کے دوسرے جاہ و حشم کی طرح ان کے گھوڑے بھی مشہور ہیں۔

گھوڑا یوں بھی ایک بڑا کارآمد اور شریف جانور ہے، چہ جائیکہ ایسے گھوڑے جو شریف نسل کے ہوں اور جن کی دیکھ بھال، کھلائی پلائی بھی خوب ہوتی رہی، جیسی کہ سلیمانی اصطبل میں لازمی تھی، اور ہر شاہی اصطبل میں ہوتی رہتی ہے۔

ملاحظہ ہوں عنوانات: خیل، جیاد، عادیات

صُرْهُنَّ) - (ان (پرندوں) کو ہلا لے، مانوس کرلے۔

پ۳۔ سورۃ البقرۃ ع ۳۵۔

لفظ ایک ہی بار قرآن مجید میں آیا ہے، رئیس الموحدین حضرت ابراہیمؑ بارگاہ الٰہی میں یہ عرض کرتے ہیں کہ اپنے مزید اطمینان کے لئے یہ جان لینا چاہتا ہوں کہ آپ کس طرح مردوں کو جلائیں گے، ارشاد ہوا کہ اچھے چار پرندے لے لو، اور انھیں اپنے سے ہلا لو پھر پہاڑ پر ان کے ایک ایک جزو کو رکھ دو۔

سارے قصہ کو دہرانے کا یہ محل نہیں، یہاں تو صرف لفظ صُر سے بحث ہے۔ یہ صیغہ امر واحد حاضر ہے، مصدر "صور" ہے جس کی تفسیر عموماً "املھن اور وجھھن" سے کی گئی ہے، ای اضممھن الیک ووجھھن نحوک ابن جریر، فاملھن واضممھن الیک (کشاف)

یہ چار پرندے کون سے تھے؟ قرآن مجید یا حدیث صحیح میں اس کی کوئی تصریح نہیں۔

مفسرین نے بعض روایتوں کی بنا پر کچھ نام گنائے ہیں، بہرحال وہ جو بھی ہوا جانوروں کا پل جانا اور انسان سے ہل جانا انسان کے حق میں بڑی نعمت ہے۔
پلے ہوئے جانوروں کے نام اور تذکرے توریت و انجیل دونوں میں کثرت سے ملتے ہیں، پرندوں میں جو انسان سے ہل جاتے اور گھروں میں آسانی سے پل جاتے ہیں، مشہور نام مرغ، کبوتر، تیتر، مور اور بط کے ہیں، لغت عرب میں صاہ یصور ادر صار یصیر دونوں کے معنی قطع کرنے یا کاٹنے کے بھی آئے ہیں۔ چنانچہ علامہ ابن جریر نے جو تفسیر کے ساتھ ساتھ زبان و لغت کے بھی امام ہیں، اس پر بسط اور تفصیل سے گفتگو کی ہے، اس صورت میں معنی یہ ہوں گے کہ ان پرندوں کی بوٹی بوٹی کر ڈالو۔

صواف ۔ کھڑے ہوئے ۔ (جمع ۔ واحد : صافۃ)

پ۱۷۔ سورۃ الحج، ع ۵۔
لفظ ایک ہی جگہ قرآن مجید میں آیا ہے، قربانی کے جانوروں کے سلسلہ میں (بہ سیاق ادائے حج) کہ ان پر اللہ کا نام لو اس حال میں کہ وہ کھڑے ہوں۔
اشارہ خصوصی اونٹ کی قربانی کی جانب ہے، اس کو اس طرح ذبح کیا جاتا ہے کہ پہلے کھڑا رکھتے ہیں پھر کروٹ کے بل زمین پر گراتے ہیں، بُدنہ جس کا ذکر آیت کے شروع میں ہے اس کا بھی اطلاق اصلاً اونٹ ہی پر آتا ہے، اور افضل بھی اونٹ ہی کی قربانی ہے۔

ملاحظہ ہو عنوان : بُدن

صوت الحمیر۔ گدھے کی آواز

پ۲۱۔ سورۃ لقمان ع ۲

حیوانی سلسلہ میں لفظ صوت ایک ہی جگہ قرآن مجید میں آیا ہے، حضرت لقمان اپنے فرزند کو کچھ اخلاقی و دینی ہدایتیں دے رہے ہیں، اور اس سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ اپنی آواز کو پست رکھنا، بدترین آواز گدھے کی ہوتی ہے (جو بے اختیار چیخنے لگتا ہے)۔ گدھے کے آواز کی سامع خراشی مشرق میں مسلّمات میں داخل اور ایک مشہور حقیقت ہے۔

ملاحظہ ہو عنوان: حمیر

(ال) صید۔ شکار

پ۷۔ سورۃ المائدۃ۔ ع ۱۲ (دو بار)

لفظ دو بار قریب ہی آیا ہے پہلی آیت کا مضمون یہ ہے کہ اے ایمان والو اللہ تمھاری آزمائش کرے گا، قدرے شکار کے متعلق، جس تک تمھارے ہاتھ اور تمھارے نیزے پہنچ سکیں، تاکہ اللہ معلوم کرلے کہ کون اس سے بے دیکھے ڈرتا ہے ——— مراد یہ ہے کہ وہ شکار تم سے بہت قریب ہوں گے۔ تمھیں تیر اندازی وغیرہ کی بھی ضرورت نہ ہوگی، تمھارے نیزے ہی کافی ہوجائیں گے، اور آزمائش بھی کہ تمھیں شکار سے روکا جائے گا۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ اشارہ مقام حدیبیہ کی جانب ہے وہیں جانور

اس پاس پھر رہے تھے لیکن مسلمان احرام میں تھے، اس لئے انھیں بہرحال شکار سے محترز رہنا تھا، انزلت هٰذه الاٰية فى عمرة الحديبية وكانت الوحش والطير والصيد تغشاهم فى رحالهم (ابن کثیر)

اور دوسری آیت اس کے معاً بعد یہ ہے کہ اے ایمان والو! شکار مت کرو، جب تم حالتِ احرام میں ہو اور تم میں سے جو کوئی دانستہ اسے مار دے گا تو اس کا جرمانہ اسی طرح کا ایک جانور ہے جس کو اس نے مار ڈالا ہو۔

حالتِ احرام میں شکار کی ممانعت ہے، اسی طرح اس جانور کی بھی جو حدودِ حرم کے اندر ہو خواہ شکاری حالتِ احرام سے باہر ہو، بجز ان جانوروں کے جن کے قتل کا جواز اس حال میں بھی کسی قرآنی آیت یا حدیث صحیح سے ثابت ہو گیا ہو۔

ملاحظہ ہوں عنوانات: اصطادوا، صید البحر، صید البر۔

شکار، دنیا کی کیا وحشی اور کیا مہذب ہر قوم کا ایک محبوب مشغلہ رہا ہے، اور مشرق و مغرب سب کہیں اس کا زور آج بھی ہے، بنو اسمٰعیل اپنے نامور مورثوں کی طرح صید افگنی میں خاص طور سے ممتاز رہے ہیں، شریعت نے صرف اسے جائز ہی نہیں رکھا، بلکہ بعض صورتوں میں مستحسن قرار دیا ہے۔ چنانچہ فقہ کی کتابوں میں ایک مستقل عنوان کتاب الصید والذبائح کا ہوتا ہے اور ورزش و تفریح دونوں کے اعتبار سے یہ ہے بھی ایک مردانہ شغل۔

شکار کے طریقے قدیم و جدید بیسیوں رائج ہو چکے ہیں، اور اب بھی ہیں، پیدل گھوڑے کی سواری پر، ہاتھی پر سوار ہو کر، درختوں پر مچان باندھ کر وغیرہا۔ پھر گوپھن سے، چھرے سے، تیر سے، غلیل سے، نیزہ سے، تلوار سے، پھندا لگا کر، جال ڈال کر،

لاسا لگا کر، پرندے اور چرندے اور درندے شکار کئے جاتے ہیں۔ شکاری درندوں، کتے، چیتے وغیرہ کے ذریعہ سے نیز شکاری پرندوں شکرے، شاہین وغیرہ کے ذریعہ سے شکار کرنے کے دستور جاری ہیں۔

صید البحر۔ دریائی شکار

پ۔ سورۃ المائدہ ۷ ع ۱۲

احرام اور اس کے ممنوعات ہی کے سلسلہ میں ارشاد ہوا ہے کہ تمہارے لئے دریائی شکار اور اس کا کھانا جائز کر دیا گیا ہے، تمہارے نفع کے لئے اور قافلو کے لئے، ـــــ بس بحری شکار کا ذکر کل اسی ایک جگہ ہے۔

بحری مسافروں کے لئے۔ بحری جانوروں کے شکار کی اجازت جیسی مرحمت خاص ہے، ظاہر ہے یہ ساری ہدایتیں وانتم حرم ہی کے تحت میں مل رہی ہیں۔

" بحر سے اس سیاق میں مراد صرف سمندر ہی نہیں، دریا، ندی، جھیل، تالاب وغیرہ پانی کا ہر بڑا ذخیرہ اس کے تحت میں آجاتا ہے، اصل البحر کل مکان واسع جامع للماء الکثیر (راغب) والمراد بالبحر جمیع المیاہ (معالم) والمراد بالبحر جمیع المیاہ والانہار (کبیر)

آبی جانور کی تعریف اہل فقہ نے یہ کی ہے کہ وہ وہ جانور ہو جو پانی میں پیدا ہو اور رہے بھی پانی ہی میں، اور اس تعریف کے بعد مرغابی، بط، بگلا وغیرہ آبی جانوروں کے حکم سے نکل گئے۔

آیت میں جو صید البحر کے معاً بعد طعامہ آیا ہے، اس میں ضمیر اگر صید کی جانب سمجھی جائے جب تو آگے کوئی سوال ہی نہیں چلتا لیکن بعض نے ضمیر البحر کی طرف مانی ہے تو گویا اب دو چیزیں ہوگئیں ایک صید البحر دوسری طعام البحر اور اس تفریق کے بعد صید البحر سے مراد وہ جانور لیا گیا ہے جس کا انتظار کرکے اسے مارا جائے اور طعام البحر سے مراد وہ جانور جسے پانی خود پھینک دے یا جو پانی کے ہٹ آنے سے مر جائے، یہ تفریق تابعین اور بعض صحابہ بلکہ خود ابو بکر صدیق سے منقول ہے اور امام رازی نے اس تفسیر کو صحیح تر قرار دیا ہے وھذا ھو الاصح۔

دریائی شکار کی سب سے بڑی قسم مچھلی کا شکار ہے، جو دنیا کے ہر حصے میں جہاں کہیں بھی پانی ہے، کثرت سے جاری ہے، اور ایک زبردست تجارتی وکاروباری حیثیت رکھتا ہے۔ باقی کچھوؤں اور گھونگھوں کا پکڑنا اور موذی آبی جانوروں، گھڑیال، مگرمچھ وغیرہ کو مارنا، یہ سب بھی دریائی شکار ہی کی قسمیں ہیں، گھڑیال اور مگرمچھ کی کھالیں تجارت کے بڑے کام آتی ہیں اور ان کے چمڑے سے بڑا بڑا چرمی سامان بنتا ہے، کچھوے کے خول سے بھی کنگھے، فرنیچر اور سامان آرائش بنتے رہتے ہیں۔

ملاحظہ ہوں عنوانات: اصطادوا، صید

صید البر خشکی کا شکار

پ ۷۔ سورۃ المائدۃ، ع ۱۳۔
ذکر ایک ہی جگہ ہے وہ یہ کہ تمہارے لئے خشکی کا شکار حرام کردیا گیا ہے،

جب تک تم حالت احرام میں ہو ــــــ حرم کی حاضری کے متعدد آداب وہاں کی حاضری دینے والوں کے لئے رکھ دیے گئے ہیں، اور انھیں میں سے یہ بھی ہے کہ ایک خاص رقبہ کے اندر یا حاضری کی وردی (احرام) کے ساتھ جانوروں کا شکار کرنا روک دیا گیا۔

خشکی کے جانور شکار کے قابل بڑی کثرت سے ہیں،

ملاحظہ ہوں عنوانات: اصطادوا، صید، صید البحر۔
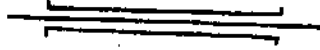
ض

ضامر - دبلا، پتلا، کمزور۔

پ۱۷۔ سورۃ الحج، ع ۴۔

قرآن مجید میں یہ لفظ سواریوں کی صفت کے طور پر آیا ہے، اور سواریوں سے مراد اونٹنیاں سمجھی گئی ہیں، حج کے سلسلہ میں حکم حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ملتا ہے کہ لوگوں میں حج کا اعلان کردو، تمھارے پاس لوگ پیدل چل کر بھی آئیں گے اور دبلی اونٹنیوں پر بھی جو دور دراز راستوں سے پہونچی ہوں گی۔

سواریوں یا اونٹنیوں کے دبلی ہونے سے اشارہ یہ ہے کہ طول طویل سفر کی مشقتیں اٹھاتے وہ دبلی اور کمزور ہو جائیں گی ـــــــ صعوبات سفر کا مشاہدہ آج اس وقت بھی سفر حج میں ہو سکتا ہے۔

(ال) ضان۔ بھیڑ

پ۸۔ سورۃ الانعام، ع ۱۷۔

مشرکین عرب نے جن چند جانوروں اور ان کے نر و مادہ سے متعلق حرمت کے احکام اپنی طرف سے گڑھ لئے تھے، ان کے سلسلہ میں ارشاد ہوا ہے کہ اللہ نے آٹھ جوڑے پیدا کئے ہیں، دو قسمیں نر و مادہ بھیڑ میں ہے، اور

دو قسمیں (نر و مادہ) بکری میں ہے۔ الخ ـــــــ بس اس خاص لفظ کے ساتھ بھیڑ کا ذکر اسی ایک موقع پر آیا ہے، باقی نام کی صراحت کے بغیر بھیڑ کا ذکر وہاں بھی ہے جہاں یہ مضمون آیا ہے کہ (پ ۲۰ سورۃ القصص ع ۲) حضرت موسیٰ کو مدین کے کنویں پر حضرت شعیب کی صاحبزادیاں اپنے جانوروں کو پانی پلاتی ہوئی ملیں، جانور سے مراد بھیڑ ہی ہیں اور اسی طرح کچھ ہی آگے چل کر وہاں بھی جہاں یہ مضمون ہے کہ حضرت شعیب نے حضرت موسیٰ کو اپنے جانوروں کی چرواہی کے لئے رکھ لیا۔

بھیڑ کا شمار دنیا کے مشہور ترین اور مفید ترین جانوروں میں ہے، اس کا گوشت اور اس کا دودھ دونوں عمدہ غذاؤں کا کام دیتے ہیں اور اس کے بالوں کے اونی کپڑے اپنی تعداد اور اپنی کیفیت دونوں کے لحاظ سے کسی تعارف کے محتاج نہیں، کہا جاتا ہے کہ دنیا کا پہلا جانور جس کی پوستیں انسان نے لباس کے طور پر استعمال کی ہے بھیڑ ہی ہے، اس کے گوشت، دودھ، اون سب کی تجارت دنیا کے مختلف حصّوں میں بہت بڑے پیمانہ پر جاری ہے۔ بھیڑ اپنی سادہ لوحی، بے ہمتی اور اندھی تقلید کی وجہ سے مشہور ہے، چنانچہ بیسیوں مادہ بھیڑیاں ایک نر کے پیچھے بالکل اندھا دھند چلتی رہتی ہیں اور بھیڑ چال، زبان میں ایک مثل بن گئی ہے، لیکن دنبہ جو انھیں کے نر کی ایک قسم کا نام ہے اپنی قوت وہمت دونوں کے لئے بہت مشہور ہے اور بیل تک سے ٹکر لینے کو تیار رہتا ہے۔

بھیڑ بہت ہی بے ضرر اور بے زبان جانور ہے، اس کا پالنا بھی آسان ہوتا ہے۔ دن رات میں اسے کل ایک دفعہ پانی پینے کی حاجت ہوتی ہے اور موٹے جھوٹے سے اپنا پیٹ بھر لیتی ہے۔ گائے، بھینس، بکری وغیرہ عام

جانوروں کا قاعدہ یہ ہے کہ ان کے چرواہے انھیں پیچھے سے ہانکتے چلتے ہیں، لیکن بھیڑیں اپنے چرواہے کے آگے نہیں، اس کے پیچھے چلتی ہیں۔ چرواہا ان کے آگے جدھر چلتا جاتا ہے بس اسی طرف وہ بھی چلتی ہیں جنگلی بھیڑوں کی نسل اب بہت کم باقی رہ گئی ہے۔ دنیا میں زیادہ تر یہی پالتو بھیڑیں پائی جاتی ہیں، ایسے دشوار گذار مقامات پر پہونچ جاتی ہیں کہ وہاں بجز بھیڑیوں، بکریوں کے کسی کی رسائی نہیں ہوتی۔

بھیڑوں کی موجودہ مجموعی تعداد کا اندازہ لگایا گیا ہے کہ دنیا میں کوئی ۷۵ کروڑ ہے سنہ ۱۹۴۶ء میں آسٹریلیا میں ۹,۶۰,۰۰,۰۰۰ تھی اور غیر منقسم ہندوستان میں ۵,۰۰,۰۰,۰۰۰

اسرائیلیوں کے ہاں اس کا بڑا درجہ ہوا ہے، ان کے قبیلوں کے شیوخ اپنی دولت و ثروت کا اندازہ بھیڑوں کی تعداد ہی سے کرتے تھے، مسیحیوں کے ہاں بھی بھیڑ اور بھیڑ کا بچہ امارت کی حیثیت رکھتے ہیں، اور توریت و انجیل دونوں کے صحیفوں میں بھیڑ کا نام کم و بیش سو بار آیا ہے۔ توریت کے صفحات سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم حضرت اسحٰق، حضرت یعقوب اور ان کے بھائی عیسو سب بڑے بڑے گلوں کے مالک تھے، اور ان کے زمانہ میں گلہ بانی ایک شہرت و عظمت کا پیشہ تھا، اور ان علاقوں کے لوگ نہ صرف دودھ، مکھن، پنیر، گوشت بھیڑوں سے حاصل کرتے تھے، بلکہ اپنا لباس بھی انھیں کی اون سے بناتے تھے۔ اور سکہ کی طرح جنس مبادلہ بھی انھیں کو قرار دئے ہوئے تھے، حضرت ایوب کے پاس ان کے زمانہ ثروت میں ۷ ہزار بھیڑیں تھیں، جو بعد کو دوگنی ہو کر ۱۴ ہزار ہو گئیں تھیں۔

موٓب کا فرماں روا شاہ اسرائیل کی خدمت میں جو خراج پیش کرتا، وہ ایک لاکھ میمنوں اور ایک لاکھ دنبوں کی شکل میں ہوتا، حضرت سلیمان کے باورچی خانے

میں سو بھیڑیں روز ذبح ہوتیں، اور جب آپ نے ہیکل کی تعمیر کی ہے تو نذرانہ میں ایک لاکھ ۲۰ ہزار بھیڑوں کی قربانی پیش کی ــــــ انجیل میں حضرت یحییٰ کی زبان سے حضرت مسیح کو "خدا کا برّہ" کہا گیا ہے :

"دوسرے دن اس نے یسوع کو اپنی طرف آتے دیکھ کر کہا دیکھو یہ خدا کا برّہ ہے، جو دنیا کا گناہ اٹھائے جاتا ہے۔ (یوحنا ۱ : ۲۹)

اور خود حضرت مسیح نے اپنے کو "بھیڑوں کا دروازہ" اور "اچھا چرواہا" کہا ہے :-

"میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ بھیڑوں کا دروازہ میں ہوں، جتنے مجھ سے پہلے آئے سب چور ڈاکو ہیں . . . . . اچھا چرواہا میں ہوں، اچھا چرواہا بھیڑوں کے لئے جان دیتا ہے . . . . . اچھا چرواہا میں ہوں، میں اپنی بھیڑوں کو جانتا ہوں، اور میری بھیڑیں مجھے جانتی ہیں، اور میں بھیڑوں کے لئے اپنی جان دیتا ہوں۔

(یوحنا ۱۰ : ۸، ۱۵)

متعدد مشرک قوموں نے بھیڑ کو ایک مقدس جانور مانا ہے، اور اس کی پوجا کی ہے۔ بعض ملکوں میں اسے آج بھی ایک مقدس جانور سمجھا جاتا اور شادی بیاہ کے موقع پر اس سے برکت حاصل کی جاتی ہے۔

ضبحاً ۔ گھوڑے دوڑنے میں ہانپتے ہوئے، سرپٹ دوڑتے ہوئے۔

پ۳۰ ۔ سورۃ العادیات

قرآن مجید مجاہدین کے گھوڑوں کو ان کی مختلف حالتوں کو موضوع بشارت میں

پیش کرکے ان کی قسم کھاتا ہے ، اور سب سے پہلے اسی سرپٹ دوڑنے والی حالت کا ذکر کرتا ہے کہ قسم ہے گھوڑوں کی جب وہ دوڑ سے ہانپ رہے ہوں۔

گھوڑے میں دوڑنے کی قوت بہت ہوتی ہے ، اور وہ دم بھی رکھتا ہے، تاہم ہر جانور کی طرح بہت تیز دوڑ کے بعد بھی اس کی سانس پھولنے لگتی ہے، قرآن مجید اس کی اسی حالت سے استشہاد کرتا ہے ۔ گھوڑے کے دوڑ کی کئی قسمیں ہیں۔ ڈُلکی، پوئی وغیرہ سب سے زیادہ تیز دوڑ کا نام بگٹٹ یا سرپٹ ہے۔

(۱۱) ضفادع ۔ مینڈک (جمع، واحد: ضفدع)

پ ۹ ۔ سورۃ الاعراف ع ۱۲

قرآن مجید میں صرف ایک جگہ یہ نام بغیر کسی تفصیل کے آگیا ہے۔ حضرت موسیٰ کے انکار کے پاداش میں چند عذاب فرعونیوں پر اعجازی رنگ میں نازل کئے گئے تھے ، ان میں ایک عذاب یہ مینڈکوں کا بھی تھا۔ قرآن میں صرف اس قدر مذکور ہے کہ" پھر ہم نے نازل کی ان پر بلا اور ٹڈیاں اور جوئیں اور مینڈک اور خون (یہ سب) جدا جدا نشان تھے۔

عذاب کی تفصیل توریت میں یوں آئی ہے :۔

"پھر خداوند نے موسیٰ سے کہا کہ فرعون کے پاس جا اور یہ اس سے کہہ خداوند یوں کہتا ہے کہ میرے لوگوں کو جانے دے ۔ تاکہ وہ میری عبادت کریں ، اور اگر تو جانے نہ دے گا تو دیکھ میں تیرے ملک کی سب اطراف کو مینڈکوں سے بھر دوں گا ۔ اور دریا بے شمار مینڈک پیدا کرے گا ۔ اور

وہ ادھر آکے تیرے گھر میں اور تیری آرام گاہ میں اور تیرے پلنگ پر اور تیرے ملازموں کے گھر میں اور تیری رعیت اور تیرے سب نوکر پر چڑھیں گے اور خداوند نے موسیٰ کو فرمایا کہ ہارون سے کہہ اپنا ہاتھ عصا کے ساتھ نہروں اور دریاؤں اور حوضوں پر بڑھا اور مینڈکوں کو ملک مصر پر چڑھا، چنانچہ ہارون نے مصر کے پانی پر ہاتھ بڑھایا اور مینڈک چڑھ آئے، اور مصر کی زمین چھپا دی، اور جادوگروں نے بھی جادوؤں سے ایسا ہی کیا اور مصر کی زمین پر مینڈک چڑھ آئے۔"

(خروج ۸: ۱-۷)

خلاصہ یہ کہ مینڈکوں کی کثرت سے مصریوں کا کھانا پانی سب حرام ہو گیا تھا، مصریوں کے ہاں مینڈک ایک مقدس جانور بھی تھا، اس لئے ان کی حیرانی اور پریشانی قدرتاً اور زیادہ تھی۔

عہد جدید میں ایک جگہ ناپاک روحوں کو مینڈک کے قالب میں متشکل دکھایا گیا ہے:

"پھر میں نے اس اژدھے کے منہ سے اور اس حیوان کے منہ سے اور اس کے منہ سے تین ناپاک روحیں مینڈک کی شکل میں نکلتے دیکھیں۔" (مکاشفہ ۱۶: ۱۳)

مینڈک ایک مشہور آبی جانور ہے، ماہرین کے بیان کے مطابق اس کی سیکڑوں قسمیں ہیں۔ ہندوستان میں برسات کے زمانہ میں کثرت سے پایا جاتا ہے، زیادہ تر نالابوں اور گڈھوں میں رہتا ہے، لیکن خشکی پر بھی گزر کر لیتا ہے۔ خصوصاً ترائی کے علاقوں میں، برسات کے ختم پر مینڈکوں کے ڈھانچے خشک ہو جاتے ہیں اور جب برسات کا موسم آتا ہے تو پھر انھیں خشک ڈھانچوں میں جان پڑ جاتی ہے، مستی کے زمانہ میں نر مینڈک بہت زور سے چلاتے ہیں، اور ٹرٹراتے رہتے ہیں، خصوصاً رات

کے وقت میںڈک کی غذا برساتی کیڑے مکوڑے اور پتنگے ہیں، میںڈک انھیں صاف نہ کرتا ہے تو ان کی کثرت انسان کی جان کو ایک عذاب بن جائے، اور یہ خود سانپ کی مرغوب غذا ہے، میںڈک تین سال کی عمر میں انڈے دینے کے قابل ہو جاتا ہے اور پوری جوانی کو ۵ سال کی عمر میں پہنچتا ہے، اس کی عمر کا تخمینہ بیس اور چالیس کے درمیان کیا گیا ہے، میںڈک کا پھدکنا بچوں کو بہت دلچسپ معلوم ہوتا ہے، اور جس طرح اپنی شکل وصورت کے لحاظ سے وہ بچوں کا کھلونا بنا رہتا ہے۔ اسی طرح اہلِ سائنس اپنی تجربہ گاہوں میں شاید سب سے زیادہ تجربے اسی جانور کے کرتے رہتے ہیں، اس کی بعض قسمیں درختوں پر رہا کرتی ہیں۔

قدیم مصری مذہب کی طرح بعض اور مذہبوں نے بھی اسے ایک مقدس جانور مانا ہے۔

ط

طائر۔ پرندہ، عمل۔

پ۷۔ سورۃ الانعام، ع ۴ پ۱۵۔ سورۃ بنی اسرائیل ع ۲

لفظی معنی پرندہ کے بھی ہیں اور عمل کے بھی، لفظ قرآن مجید میں دو جگہ آیا ہے، لیکن ایک جگہ عمل کے معنی میں ہے جس کا اس کتاب سے کوئی تعلق نہیں، پرندہ کے معنی میں صرف ایک جگہ ہے، سورہ الانعام میں، اور وہاں مضمون یہ ہے کہ زمین پر نہ کوئی چلنے پھرنے والا جانور ایسا ہے اور نہ کوئی اپنے دونوں پروں سے اڑنے والا پرندہ مگر یہ کہ وہ بھی تمہاری ہی طرح کے گروہ ہیں، اور محقق مفسرین کا بیان ہے کہ یہ مثلیت محشور ہونے کے لحاظ سے ہے۔ ای للجزاء (قرطبی) فی انھم یحشرون (کبیر) قیل فی الخلق والموت والبعث (معالم) حضرات صحابہ سے یہی تفسیر منقول ہے وان بھذا ان البھائم تحشر یوم القیٰمۃ وھذا قول ابی ذر وابی ھریرۃ والحسن وغیرھم (قرطبی)۔

مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ التزام وانتظام جب غیر مکلفین اور نیم مکلفین کیلئے ہے تو انسان جو پوری طرح مکلف و ذمہ دار ہے، کیوں کر اس سے بچ سکتا ہے۔

پرندے بھی حشرات الارض، درندوں، چرندوں کی طرح حیوانات کی ایک مستقل صنف ہیں اور دنیا کے ہر حصے میں پائے جاتے ہیں، انسانی آبادی کے اندر بھی اور جنگلوں میں بھی یہاں تک کہ دریاؤں اور سمندروں میں بھی، ان کی قسمیں

صدیاں نہیں ہزار رہا ہیں، ماہرین کے آخری شمار کے مطابق ۸ ہزار محض چونچوں کی ساخت کے لحاظ سے دس قسم کی چڑیاں پائی گئی ہیں۔ بعض کی چونچ بہت لمبی، بعض کی ٹیڑھی، بعض کی بہت ٹیڑھی وقس علیٰ ھذا ان کے بچے انڈوں سے نکلتے ہیں، اور یہ انڈے خود ہی سیتی ہیں، بعض خارجی طور پر بھی گرمی پہنچانے سے نکل آتے ہیں چڑیوں کی خوراکیں بھی مختلف ہیں، سمندری چڑیاں مچھلیاں، گھونگھے وغیرہ کھاتی ہیں، بطخوں کی غذا مچھلیاں اور مینڈک ہیں، اکثر چڑیاں غلہ کے دانوں اور کیڑے مکوڑوں، کینچوں پر بسر کرتی ہیں۔ بعض پرندے مثلاً گدھ مردار خوار ہوتے ہیں، اور بعض مثلاً باز، شکرا، چوہوں، چوہیوں کو کھا جاتے ہیں۔ چڑیوں کے پر ان کے پوشش کا کام دیتے ہیں، اور ان کے اڑان کا ذریعہ بھی یہی ہوتے ہیں۔ بعض پرندے گھروں میں پلتے ہیں اور انسان سے مانوس رہتے ہیں مثلاً مرغی، بطخ، چینیا بطخ، کبوتر، مینا، فاختہ، قمری وغیرہ اور بعض شکاری ہوتے ہیں جو سکھائے جانے کے بعد دوسری چڑیاں انسان کے لئے پکڑ پکڑ کر لاتے ہیں مثلاً باز یا شکرا بہت سے پرندے شریعت میں حلال ہیں اور عموماً چڑیوں کا گوشت بہت لذیذ سمجھا گیا ہے، خصوصاً مرغ، ہریل، تیتر، بٹیر، مرغابی، قاز، فیل مرغ (پیلو) مور وغیرہ کا، بعض چڑیوں کا اڑان ۵۰۰ میل فی گھنٹہ پایا گیا ہے، اور بعض چڑیاں بڑے بڑے لمبے فاصلہ یک لخت بغیر کہیں رکے ہوئے طے کرتی رہتی ہیں۔

پرندوں کے جسم کی ساخت حسن صنعت کا ایک اعلیٰ نمونہ ہوتی ہے، ہڈیاں، جسمی ریشے اور رابطے، پر بازو، سب کی ترکیب ایسی ہوتی ہے جو انھیں اڑان کے لئے خاص طور پر موزوں بنادے، چنانچہ یہ ہوائی جہاز جو نکلے ہیں، ان کی تیاری میں پرندوں خصوصاً سمندری بگلے کے ڈھانچہ کو بہ طور نمونہ سامنے رکھا گیا ہے۔

رنگ اور جسامت کے لحاظ سے بھی پرندے ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں، بعض چڑیوں کی آوازیں اور سر لہجہ انسان کو نغمہ کی طرح دل آویز معلوم ہوتے رہے ہیں۔ بعض پرندوں کو مشرک قوموں نے منحوس سمجھا ہے، اور ان کی آواز کو بدشگونی قرار دیا ہے مثلاً: الّو، کھوسٹ، کوّا وغیرہ، اور بعض پرندوں کو انھیں مشرک قوموں نے مقدس سمجھ کر ان کی پوجا کی ہے مثلاً نیل کنٹھ، عقاب، مور، کالا بھجنگا۔

توریت اور انجیل دونوں میں پرندوں کا ذکر کثرت سے آیا ہے، توریت کا بیان ہے کہ پرندوں کی خلقت، تخلیق کائنات کے پانچویں دن ہوئی۔

"اور خدا نے کہا کہ ...... پرندے زمین پر آسمان کی فضا میں اڑیں ......
اور خدا نے ہر قسم کے پرندوں کو ان کی جنس کے مطابق پیدا کیا ..... اور خدا نے ان کو برکت دے کر کہا کہ پرندے ..... زمین پر بہت ہوں، سو شام اور صبح پانچواں دن ہوا۔ (پیدائش ۱: ۲۰، ۲۳)

اور توریت ہی کا بیان ہے کہ حضرت نوحؑ نے طوفان کے وقت حکم خداوندی سے اپنے سفینے پر پاک پرندوں میں سے سات سات نر اور مادہ رکھ لئے تھے۔ (پیدائش ۷: ۲۰)

ملاحظہ ہوں عنوانات: جناحیہ وطیر۔

(لحما) طریّا ۔ تر وتازہ (گوشت)

پ۱۴۔ سورۃ النحل ع ۲ پ۲۲۔ سورۃ فاطر ع ۱

لفظ قرآن میں دونوں جگہ گوشت کی صفت میں آیا ہے، یعنی تر وتازہ گوشت

اور دونوں جگہ سیاق بحری جانوروں کا ہے، یعنی مچھلیوں کا گوشت، پہلی آیت کا مضمون ہے کہ وہ وہی (اللہ) ہے جس نے سمندر کو مسخر کر رکھا ہے تاکہ تم اس میں سے تر و تازہ گوشت کھاؤ اور دوسری آیت میں ہے کہ دونوں دریا یکساں نہیں، ایک شیریں ہے پیاس بجھانے والا کہ اس کا پینا بھی آسان اور ایک شور و تلخ اور تم تر و تازہ گوشت ہر ایک سے کھا سکتے ہو ۔۔۔۔ یعنی کھانے والی مچھلیاں ایک ایسی نعمت ہیں جو نمکین اور کڑوے سمندر والے پانی میں بھی پیدا ہوتی ہیں اور شیریں و خوش گوار دریائی پانی میں بھی۔

مچھلی کا گوشت کیا بہ لحاظ ذائقہ اور کیا بہ لحاظ نفع طبی، سارے گوشتوں میں ایک امتیازی حیثیت رکھتا ہے۔ اور قرآن مجید نے اس کا شمار اللہ کی نعمتوں میں کیا ہے۔

عہد عتیق و عہد جدید دونوں میں مچھلی کا ذکر تو کثرت سے ہے، عہد جدید میں ایک جگہ صراحت کے ساتھ مچھلی کے گوشت کا ذکر دوسرے گوشتوں سے الگ کر کے کیا ہے:۔

"سب گوشت یکساں گوشت نہیں بلکہ آدمیوں کا گوشت اور ہے چوپایوں کا گوشت اور، پرندوں کا گوشت اور ہے، مچھلیوں کا گوشت اور"

(۱۵: ۳۹ ... ر لا)

طیراً
طیر
} پرند۔ چڑیاں (واحد و جمع دونوں)

پ۳۔ سورۃ البقرۃ ع ۲۵   پ۳۔ سورۃ آل عمران ع ۵ (دو بار)

پ۶ ۔ سورۃ المائدہ ع ۱۶ — پ۱۲ ۔ سورۃ یوسف ع ۵ (دوبار)

پ۱۴ ۔ سورۃ النحل ع ۱ — پ۱۷ ۔ سورۃ الانبیاء ع ۶

پ۱۷ ۔ سورۃ الحج ع ۴ — پ۱۸ ۔ سورۃ النور ع ۶

پ۱۹ ۔ سورۃ النمل ع ۲ (دوبار) — پ۲۲ ۔ سورۃ سبا ع ۲

پ۲۳ ۔ سورۃ ص ع ۲ — پ۲۷ ۔ سورۃ الواقعہ ع ۱

پ۲۹ ۔ سورۃ الملک ع ۲ — پ۳۰ ۔ سورۃ الفیل

پرندوں بہ صیغۂ جمع کا ذکر قرآن مجید میں ان اٹھارہ مقامات پر آیا ہے ۔ سورہ بقرہ میں تو یوں کہ "ہم نے ابراہیم سے کہا کہ چار پرندے پکڑ لو ، سورہ آل عمران میں دونوں جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے کہہ کہ میں پرندوں کے بنے ہوئے پتلوں کو لیتا ہوں ، اور ان میں جب نفخ کر دیتا ہوں تو حکم الٰہی سے اصل پرندے بن جاتے ہیں ، سورہ مائدہ میں بھی یہی مضمون ہے ، سورہ یوسف میں نان پنیر کے خواب کے سلسلہ میں کہ وہ پرندوں کو اپنے سر کے اوپر سے روٹیاں نوچتے ہوئے دیکھتا ہے ، اور تعبیر خواب حضرت یوسف یہ دیتے ہیں کہ اسے سولی پر چڑھا دیا جائے گا اور پرندے اس کی کھوپڑی نوچ نوچ کر کھائیں گے ۔ سورہ النحل میں پرندوں کی اڑان کی طرف متوجہ کر کے صنعت باری پر استدلال کیا گیا ہے ۔ سورہ الانبیاء میں یہ ذکر ہے کہ حضرت داؤد کے ساتھ پہاڑ اور پرندے بھی تسبیح میں شریک ہوتے تھے ۔ سورہ الحج میں مشرک کی مثال دی گئی ہے کہ وہ ایسا ہے جیسے کوئی آسمان سے گر پڑے ، اور پرندے اسے راہ میں اچک لیں ۔ سورہ النور میں یہ بیان ہے کہ آسمان و زمین کی ساری زندہ مخلوق کی طرح پرندے بھی قطار در قطار اللہ کی تسبیح میں لگے رہتے ہیں ، سورہ النمل میں حضرت سلیمان کی زبان سے یہ شکر گزاری

کہ ہم کو پرندوں کے زبان کی فہم عطا ہوئی ، اور دوسری جگہ یہ کہ آپ پرندوں کا جائزہ لے رہے تھے ، سورۂ سبا میں حضرت داؤد کے سلسلہ میں ان کے ساتھ تسبیح کا حکم پہاڑوں اور پرندوں کو ، سورہ ص میں حضرت داؤد کے تذکرہ کے ذیل میں ہے کہ پرندے بھی عبادت میں لگے رہتے ہیں ، سورۂ الواقعہ میں پرندوں کے گوشت کا ذکر جسے انسان رغبت کے ساتھ کھاتا ہے ۔ سورہ الملک میں پرندوں کی اڑان سے صفت باری پر استدلال ہے اور سورہ الفیل میں یہ ذکر کہ اصحاب فیل پر حملہ کے لئے پرندوں کے جھنڈ بھیجے گئے ۔

قرآن مجید نے پرندوں کی عبادت و تسبیح کا بار بار اثبات کیا ہے ، اپنے درجہ وجود کے لائق اور درجہ تعقل کے مناسب حال وہ یقیناً تسبیح میں مشغول رہتے ہوں گے ان کے گوشت کی لذت کا ذکر موقع مدح پر کیا ہے ، اور ان کی پرواز سے حق تعالیٰ کی صناعی پر استدلال کیا ہے ۔

خشکی کے پرند دنیا کے ہر ملک میں پائے جاتے ہیں ، بعض پرند آبی بھی ہوتے ہیں ، مثلاً بگلا ، مرغابی وغیرہ ۔ پرندوں کے رہنے کی اصل جگہ باغوں اور جنگلوں کے درخت ہوتے ہیں لیکن بعض پرند ، مکانوں اور عمارتوں کے روزنوں ، روشن دانوں کارنسوں میں گھونسلا بنانے کے عادی ہوتے ہیں ، مثلاً کنجشک (گوریا) کبوتر ، مینا وغیرہ ، اور بعض گھریلو تالابوں میں مثلاً بطخ ،

حیاتیاتی حیثیت سے ماہرین فن کا بیان ہے کہ پرندوں کا ارتقائی مرتبہ حشرات الارض سے اونچا ، اور پستان دار چوپایوں سے نیچا ، لیکن پرندوں کے خون کی طبعی گرمی ۱۰۰ ڈگری فارن ہائٹ کی ہے ، جو پستان دار چوپایوں سے زیادہ ہے ،

پرندے عموماً انسان کو ہر ملک میں اور تاریخ کے ہر دور میں عزیز و مرغوب رہے ہیں۔ کبھی اپنی خوش نمائی کے باعث، کبھی اپنی خوش الحانی کے لئے کبھی اپنے گوشت کی لذت کے خاطر کبھی کسی اور افادی بنیاد پر، کبوتر سے پیام رسانی کا کام شاہی فوجوں میں ہمیشہ لیا گیا ہے، یہاں تک کہ اس ٹیلی فون اور تار اور لاسلکی کے دور میں بھی کبوتر کی یہ افادیت ختم نہیں ہوئی ہے۔

ملاحظہ ہو عنوان : طائر!

ظ
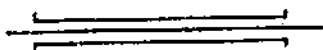
ظُفُر - سُم، کھر، ناخن۔

پ۸ - سورۃ الانعام ع ۱۸۔

حرمت حیوانات کے سلسلہ میں آیا ہے کہ یہود پر ہم نے ناخن دار جانور حرام کر دئے تھے۔

ملاحظہ ہو عنوان: ذی ظفر۔

ظُهُور (ها) - ان کی پشتیں، پیٹھیں۔ (جمع، واحد: ظهر)

پ۸ - سورۃ الانعام ع ۱۶

پ۲۵ - سورۃ الزخرف ع ۱

پہلی جگہ یہ ارشاد ہوا ہے کہ اللہ نے تمہارے لئے کشتیاں اور چوپائے پیدا کئے ہیں، جن پر تم سوار ہوتے ہو، تاکہ تم ان کی پشتوں پر قبضہ جماؤ (ضمیرہ کی تذکیر یہاں لفظ 'ما' کی رعایت سے ہے، اور تقدیر کلام یوں مانی گئی ہے، لتستوا علیٰ ظهور ما ترکبونه کبیر) دوسری آیت میں ذکر مشرکین عرب کی جاہلی رسموں کے سلسلہ میں ہے کہ بعض جانوروں کی پشتوں کو وہ اپنی طرف سے حرام ٹھہرا لیتے تھے۔ مطلب یہ ہے کہ اُسے کسی دیوی دیوتا کے نام چھوٹا

چھوڑ دیتے تھے، اور اس پر سواری اور باربرداری سب ناجائز سمجھتے تھے۔

فلا ترکب ولا یحمل علیھا۔ (روح)

ولیعبر عن المرکوب بالظھر (راغب)

ہندی مشرکوں میں بھی بیل بھینسے وغیرہ کو بھوانی جی کے نام پر چھوڑ دینے کا عام رواج ہے۔

ع
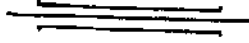
(۲۱۱) عادیات۔ سرپٹ دوڑنے والے گھوڑے۔ (جمع، واحد: عادیہ)

پ۳۰۔ سورۃ العادیات

قرآن مجید کی ایک چھوٹی سی سورت کا افتتاح اسی لفظ کو محل قسم میں لانے سے ہوا ہے کہ قسم ہے ان گھوڑوں کی جو دوڑنے میں ہانپتے ہوں۔

مراد ہیں لڑائی کے گھوڑے، اونٹ کی طرح گھوڑوں کے لئے بھی عربی میں بہت سے لفظ ہیں۔ اکثر اسماء ان کی کسی نہ کسی صفت کو ظاہر کرنے والے، اہل عرب گھوڑوں کی ان صفات سے خوب واقف تھے، اور غازیوں اور مجاہدوں کے گھوڑوں کی بڑی فضیلتیں آئی ہیں۔

جنگ میں گھوڑ چڑھی فوج یا سواروں کی اہمیت خصوصی شروع سے چلی آئی ہے، اور کہا جاتا ہے کہ سواروں کے دستہ سے سب سے پہلے کام سکندر نے اپنی فوج میں کیا اور اس کے بعد سواروں کی اہمیت تاریخ حرب کے ہر دور میں رہی ہے، یہاں تک کہ اب جب مسلح موٹروں، موٹر سائیکلوں وغیرہ نے میدانِ جنگ پر قبضہ جما لیا ہے اب بھی گھوڑ چڑھی فوج ہی کارنمایاں انجام دے رہی ہے، اور مسلمانوں کی تاریخ کا تو کوئی باب بھی سوار دستوں کی اہمیت سے خالی نہیں رہا ہے۔

تاریخ اسرائیل میں گھوڑے کی جو حیثیت سب سے زیادہ نمایاں رہی ہے

وہ بجائے عام سواری اور بار برداری کے جانور کے فوجی ہی سواری کی ہے " اور حضرت سلیمان کے گھوڑوں کے سلسلہ میں تھانوں کی تعداد ۴۰ ہزار اور سواروں کی بارہ ہزار عہدِ عتیق میں درج ہے ،

عجاف - دُبلی

پ۱۳ - سورۃ یوسف ع ۶ (دوبار)

سورہ یوسف میں گائے (بقرات) کی صفت کے موقع پر شاہ مصر کے خواب اور تعبیر خواب کے سلسلہ میں دو مرتبہ لفظ آیا ہے - جب اس نے سات دبلی پتلی گایوں کو دیکھا تھا کہ وہ سات موٹی تازی گایوں کو نگل گئی ہیں " اور حضرت یوسف نے اس سے تعبیر سات قحط والے سالوں کی دی تھی -

ملاحظہ ہو عنوان : سمان

(۲) (۱) عجل
عجلاً
عجلٍ
} بچھڑا ، گوسالہ

پ ۱ - سورۃ البقرۃ ع ۶ (دوبار) — پ ۱ - سورۃ البقرۃ ع ۱۱ (دوبار)

پ ۶ - سورۃ النساء ع ۲۲ — پ ۹ - سورۃ الاعراف ع ۸ اور ۱۶

پ۱۲۔ سورۃ ھود ع ۷   پ۱۶۔ سورۃ طٰہٰ ع ۴

پ۲۷۔ سورۃ الذاریات ع ۲۔

بچھڑے اور گوسالہ کا نام قرآن مجید میں آیا تو نو مقام پر ہے، لیکن موضوع ذکر کُل دو ہی ہیں، ایک یہ کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر توریت لینے گئے ہیں ان کی غیبت میں بنی اسرائیل نے ایک طلائی بچھڑا بنا کر اس کی پرستش شروع کردی تھی، اس پر انھیں حکم ملا کہ اس مورتی کو جلا کر خاک کردو، اور اس کی خاکستر پانی میں بہادو، اس پر بھی بچھڑے کی عقیدت ان لوگوں کے دل میں بسی رہی، یہ بھی ارشاد ہوا کہ جن لوگوں نے گوسالہ پرستی کی ان پر غضب الٰہی اور عذاب ذلت اسی دنیا میں نازل ہوگا۔ سورۃ بقرہ ع ۶ (مکرر) سورہ بقرۃ ع ۱۱ (مکرر) سورہ النساء ع ۲۲ سورہ الاعراف ع ۱۸۔ ۱۹ اور سورہ طٰہٰ ع ۴ میں یہی مضمون ہے، باقی دو جگہ یعنی سورہ ہود ع ۷ اور سورہ الذاریات ع میں مضمون یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جب فرشتہ انسانی صورت میں آئے ہیں تو آپ نے انھیں مہمان سمجھ کر جھٹ ایک موٹا تازہ بچھڑا بھون کر ان کی ضیافت کے لئے پیش کردیا۔

کنعان اور اس کے مضافات میں گوسالہ کی پرستش عام تھی، اسرائیلیوں نے انھیں مشرک قوموں کی دیکھا دیکھی خود بھی گوسالہ پرستی شروع کردی تھی، توریت (باب خروج) میں اس کا تفصیل سے ذکر ہے، اگرچہ اس میں اس کی ذمہ داری خواہ مخواہ اللہ کے ایک نبی حضرت ہارون پر ڈال دی ہے اور قرآن مجید نے شاید اسی غلطی کے ازالہ کے لئے صراحت کے ساتھ سامری کا نام لینا ضروری سمجھا، بچھڑے کے ماں اور باپ یعنی گائے اور بیل یوں بھی بہت سی قوموں

میں مقدس سمجھے گئے ہیں ، اور گائے کی تقدیس تو ہندی شرک کا ایک اہم جزو ہے۔

بچھڑے کا گوشت طبی فوائد نیز اپنے ذائقہ کے لئے مشہور ہے ، ضیافت کے موقع پر ایک مسلّم گوسالہ تل کر یا بھون کر پیش کر دینا مہمان نوازی کی اعلیٰ صورت ہے۔ انجیل لوقا (۱۵: ۲۳، ۲۲) میں گھر کے پلے ہوئے بچھڑے سے ضیافت کرنے کا ذکر تفصیل کے ساتھ ہے۔

ملاحظہ ہوں عنوانات: حنیذ، سمین

(۲۱) عشار۔ دس مہینہ کی گابھن اونٹنیاں (جمع، واحد: عشراء)

پ ۳۔ سورۃ التکویر

ذکر صرف ایک جگہ آیا ہے۔ منظر حشر کے نقشۂ اوّل کے سیاق میں جب کہ دس مہینہ کی گابھن اونٹنیاں بھی چھوٹی ہوئی پھریں۔

عرب میں ایسی اونٹنیوں کی بڑی قدر و قیمت تھی ، تو مراد یہ ہوئی کہ وہ وقت ایسا نفسا نفسی کا ہوگا کہ اتنے قیمتی مال کی طرف بھی کسی کی توجہ باقی نہ رہ جائے گی ، ہر شخص اپنی فکر میں پڑا ہوگا ـــــ اونٹ نر اور مادہ یوں بھی عرب میں بڑی قدر و منزلت کی چیز ہے ، اور اونٹنی کی اس خاص قسم کی قیمت تو اور بھی زائد ہے۔

ملاحظہ ہو عنوانات : ابل ، جمل ، ناقہ۔

(۱) عظام

عظاماً } ہڈیاں (جمع ، واحد: عظم)

پ ۳ ۔ سورۃ البقرۃ ع ۳۵

قرآن مجید میں یہ لفظ آیا تو ہے نو یا دس بار، لیکن اور ہر جگہ انسانی ہڈیوں کے سلسلہ میں ، حیوانی سیاق میں ایک جگہ آیا ہے ۔ ایک بندۂ مقبول کے سلسلہ میں ، جنھیں موت کی نیند سے سنو برس کے بعد معجزانہ طریق پر اٹھایا گیا ، اور ان سے کہا گیا کہ اپنے کھانے کو دیکھو ، اور اپنی سواری کے گدھے کی ہڈیوں کو دیکھو کہ ہم انھیں کس طرح از سر نو جلا رہے ہیں ، قرآن میں یہ تصریح نہیں کہ ہڈیاں گدھے ہی کی ہیں ، لیکن سیاق عبارت صاف دلالت اسی پر کر رہا ہے ۔

ہڈیاں جس طرح انسانی ڈھانچ کا ایک لازمی اور اہم ترین جزو ہیں ۔ اسی طرح جسم حیوانی کا بھی ، اور ہڈیوں میں جان ڈال دینا گویا کل جسم انسانی کو دوبارہ جلا کھڑا کرنا ہے ۔ ہڈیوں کا لفظ توریت و انجیل دونوں میں کثرت سے آیا ہے ۔

عظم ۔ ہڈی

پ ۸ ۔ سورۃ الانعام ع ۱۵

لفظ تو قرآن مجید میں ایک سے زائد بار آیا ہے ، لیکن حیوانات کے سلسلہ میں صرف ایک موقع پر یہود کے ذکر میں ہے کہ ان پر گائے اور بکری کی چربی

حرام کی گئی ہیں مگر وہ چربی نہیں جو ہڈی کے ساتھ ملی جلی ہو۔
ملاحظہ ہوں عنوانات: حوایا، عظام

(ف) عقر بلاک کرڈالا، کونچیں کاٹ دیں۔

پ ۲۷۔ سورۃ القمر ع ۲۔
ذکر صرف قوم ثمود کے سلسلہ میں آیا ہے کہ ان سرکشوں نے اپنے رفیق یا سردار کو پکارا، سو اس نے اس اونٹنی پر وار کیا، اور اس کو ہلاک کرڈالا۔
ملاحظہ ہوں عنوانات: عقروا، ناقۃ۔

عقرو (ھا) اس کی کونچیں کاٹ دیں۔

پ ۸۔ سورۃ الاعراف ع ۱ پ ۱۲۔ سورۃ ھود ع ۶
پ ۱۹۔ سورۃ الشعراء ع ۸ پ ۳۰۔ سورۃ الشمس

چار بار یہ لفظ قرآن مجید میں آیا ہے، اور چاروں مرتبہ حضرت صالح (قوم ثمود کے پیمبر) کے اونٹنی کے سلسلہ میں، یہ اونٹنی بطور معجزہ کے ظاہر ہوئی تھی اور قوم ثمود کو حکم ملا کہ اسے کسی طرح کا گزند نہ پہونچایا جائے، انھوں نے اس کی تعمیل نہ کی، بلکہ اس کی کونچیں کاٹ کر ہلاک کردیا، قرآن مجید میں چار مختلف موقعوں پر ذکر اسی عقر کا ہے،

اونٹ کے ذبح کا طریقہ عام جانوروں سے الگ ہے۔ اسے پہلے اس کے پچھلے پیروں میں گھٹنے کی الٹی طرف زخم لگایا جاتا ہے، پھر اسے گرا کر ذبح کیا جاتا ہے

اسی زخم لگانے کو کونچیں کاٹ دینا کہتے ہیں۔
ملاحظہ ہو عنوان: ناقہ۔

(۱۱) عنکبوت - مکڑی

پ ۲۱ - سورۃ العنکبوت ع ۵ (دوبار)

یہ نام صرف دوبار آیا ہے، ایک ہی سلسلہ میں اور ایک دوسرے سے متصل مضمون یہ ہے کہ جن لوگوں نے اللہ کے سوا اپنے اپنے کارساز ٹھہرا رکھے ہیں۔ ان کی حالت مکڑی کی سی ہے، وہ اپنا گھر بناتی ہے، اور بہت ہی نا مضبوط گھر مکڑی کا ہوتا ہے، گویا شرک کی تشبیہ مکڑی کے جالے سے دی ہے۔

مکڑی دنیا کا ایک معلوم و معروف گھناؤنا سا جانور ہے، شاید بجز قطبین کے شدید برفانی علاقوں کے ایورسٹ کی بلند چوٹی سے لے کر زیر زمیں تاریک غاروں تک میں پایا جاتا ہے۔ ماہرین فن نے اس کی ۱۴ ہزار قسمیں شمار کی ہیں۔ اس کے آٹھ پیر ہوتے ہیں، بہ خلاف عام مکوڑوں کے جن کے صرف ۶ پیر ہوتے ہیں، اور اسی بنا پر بعض ماہرین نے اسے کوڑوں کے طبقہ سے نکال کر حیوانات کے اس خاندان میں جگہ دی ہے جس کے اور ارکان کیکڑا، بچھو، کھنکھجورا وغیرہ ہیں، متعدد آنکھیں جن سے ہر طرف دیکھ سکتی ہے اور اس کی نگاہ بہت تیز ہوتی ہے۔ بعض اصناف میں دو، اور بعض میں آٹھ آٹھ زہریلی ان کی کم و بیش سب ہی قسمیں ہوتی ہیں، اور بعض انسان کے لئے مہلک ہیں۔ اس کی غذا دوسرے کیڑے مکوڑے ہوتے ہیں اور یہ بغیر غذا بھی مدتیں گزار سکتی ہے۔ یہاں تک کہ دو دو، ڈھائی ڈھائی برس، جسامت کے لحاظ سے

مکڑیاں مختلف ہوتی ہیں، بعض بہت بڑی، بعض بہت چھوٹی۔
جالے کا نہایت نفیس تانا تن کر اس کے اندر رہتی ہے، یہ جالا اپنی کمزوری اور نازکی کے لئے ضرب المثل کی شہرت رکھتا ہے۔ ہوا کے ہر تیز جھکڑ اور بارش سے تار تار ہو جاتا ہے اور مکڑی پھر نئے سرے سے اس کے تانے میں لگ جاتی ہے، اس کے جالے کے کمزوری کی تمثیل عہد عتیق میں بھی موجود ہے۔

"ان کی امید کی جڑ کٹ جاتی ہے اور ان کی آس مکڑی کے جالا سا ہے۔"

(ایوب، ۸ : ۱۴)

"وہ بطالت پر توکل کرتے ہیں، اور جھوٹ بولتے ہیں۔۔۔۔ وہ ناگ کے انڈے سیتے ہیں، اور مکڑی کی طرح جالا تنتے ہیں۔" (یسعیاہ ۵۹ : ۴-۵)

عوان ۔ درمیانی عمر کی، پوری جوان ۔

پ۱ ۔ سورۃ البقرۃ ع ۸

ذکر صرف ایک جگہ ہے۔ بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں حکم ذبح گاؤ کا ملا ہے اور وہ طرح طرح کی کرید اس کے متعلق کر رہے ہیں، تو سن کے سلسلہ میں انھیں ایک جواب یہ ملا ہے کہ وہ نہ بوڑھی ہو نہ بن بیاہی بلکہ درمیانی عمر کی ہو۔ العوان المتوسط بین السنین (راغب)

ملاحظہ ہو عنوان : بقرۃ

غ

(۱۱) غراب
غراباً } کوّا

پ۶۔ سورۃ المائدہ ع ۵ (دوبار)

اس پرندے کا نام قرآن مجید میں دوبار آیا ہے اور دونوں مرتبہ ایک ہی سیاق میں یہ سلسلہ بیان ہے کہ روئے زمین پر سب سے پہلا انسانی قتل قابیل کے ہاتھ ہابیل ہوا، اب اس کے بعد قاتل کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ مقتول کی لاش کو کیا کرے، اللہ نے اپنی قدرت و حکمت سے ایک کوّے کو بھیجا، جو زمین کی مٹی ہٹا کر ایک دوسرے کوّے کی لاش کو اس میں دبا رہا تھا؛ یہ دیکھ کر قابیل کے بھی اتنی سمجھ آگئی اور اس نے حسرت کے ساتھ کہا کہ مجھ پر تف ہو، میں اس کوّے کی اتنی بھی سمجھ نہیں رکھتا۔

کوّا ایک معلوم و معروف جانور ہے، اور اس کا وجود دنیا کے ہر حصّہ میں پایا گیا ہے، شاید بجز جنوبی امریکا اور آسٹریلیا کے بعض علاقوں کے اس کی قسمیں بہت زائد ہیں، اور مینا، تلوری وغیرہ متعدد جانور جو اپنا مستقل وجود رکھتے ہیں، اسی کے خاندان کے سمجھے گئے ہیں، بعض ماہرین کا خیال ہے کہ پرندوں میں سب سے

بڑی آبادی دنیا میں کووں ہی کی ہے، ہمارے ملک میں کوّے زیادہ تر ہلکے سیاہ رنگ کے ہوتے ہیں، جن کے گردنوں کے ارد گرد کا رنگ خاکستری ہوتا ہے، بعض یک لخت گہرے اور چمک دار سیاہ رنگ کے ہوتے ہیں، جو ڈوم کوّے کہلاتے ہیں۔ کوئے کی عمر طبعی سّو سال ہے۔

کوّے کی سوجھ بوجھ، سیانے پن اور حرص و طمع کے قصّے عام طور پر زبان زد ہیں۔ بعض ماہرین حیوانات نے کہا ہے کہ کوّا دنیا کا ذہین ترین پرندہ ہے، اپنی غذا کے لحاظ سے کوّا ہمہ خور ہے۔ غلّہ، سبزی، پھل، گوشت، مردار، ہڈی، کیڑے مکوڑے سب ہی اس کی خوراک کے کام آجاتے ہیں، اچھے بڑے کوّے کی جسامت لمبان میں ۱۸ انچ ہوتی ہے۔ بعض اور پرندوں کی طرح یہ اپنی سحر خیزی کے لئے مشہور ہے، تڑکے سے بولنے لگتا ہے، اور بہت سویرے سے غذا کی تلاش میں نکل جاتا ہے، اس کی بولی سے سگون لینے کا دستور مشرک قوموں میں عام رہا ہے۔ عرب جاہلیت میں خاص طور پر تھا۔ اسے ایک مقدس جانور آج بھی امریکا کے شمال مغربی ساحل کی آبادیوں میں سمجھا جاتا ہے۔ بعض روایتیں اس کی بھی ہیں کہ کوّے کو پال کر اور سدھا کر اس سے کام پیغام رسانی کا لیا گیا ہے۔

عہدِ عتیق میں اس کا ذکر چھ بار آیا ہے، اور عہد جدید میں ایک بار، توریت میں ہے کہ حضرت نوح نے طوفان تھمنے پر سب سے پہلا پرندہ جو اپنے جہاز سے اڑایا وہ کوّا ہی تھا۔

"اور چالیس دن کے بعد یوں ہوا کہ نوح نے کشتی کی کھڑکی جو انھوں نے بنائی تھی، کھول دیا، اور اس نے ایک کوّے کو اڑا دیا، سو وہ نکلا، اور جب

تک کہ زمین پر سے پانی سوکھ نہ گیا، وہ آیا جایا کرتا تھا۔"

(پیدائش۔ ۸: ۷)

شریعت موسوی میں کوّا بالاتفاق حرام تھا، علماء اسلام میں سے بعض نے حلّت زاغ پر رسالے لکھے ہیں۔

(۱۱) غنم بکریاں، بکرے (اسم جمع)

غنمی میری بکری

پ۸۔ سورۃ الانعام ع ۱۸ پ۱۷۔ سورۃ الانبیاء ع ۶

پ۱۶۔ سورۃ طٰہٰ ع ۲

قرآن مجید میں یہ نام تین جگہ آیا ہے۔ ایک جگہ اس سیاق میں کہ بنی اسرائیل پر چربیاں گائے اور بکری کی حرام کردی گئی تھیں۔ دوسری جگہ حضرت موسیٰ کی زبان سے ان کی عصا کے اوصاف کے سلسلہ میں یہ ادا کرایا گیا ہے کہ میں اس سے اپنی بکری ہنکاتا رہتا ہوں" تیسری جگہ یہ ذکر ہے کہ حضرت داؤد اور حضرت سلیمان کے سامنے ایک جھگڑا بکری کے متعلق پیش ہوا۔

بکری ہندوستان و پاکستان کا ایک مشہور جانور ہے، اور اس کا گوشت لذت اور طبی منفعت دونوں لحاظ سے ایک بہترین گوشت ہے، کثرت سے ہر جگہ کھایا جاتا ہے۔ سادہ قورمہ، ترکاری دار قلیہ، سوپ (خالی شوربہ) یخنی، قیمہ، پلاؤ، بریانی، متنجن، پسندے، کباب، کوفتے کباب، شامی کباب، سیخ کے کباب

اور طرح طرح سے استعمال ہوتا ہے، اس کے پائے مقوی اعضا دگو کسی قدر دیر ہضم) اور اس کا مغز (بھیجا) نیند لانے والا مانا گیا ہے۔ اس کے بچہ (حلوان) کا گوشت لذیذ اور مفید ہونے میں مشہور ہے۔ شریعت اسلامی کے علاوہ شریعت موسوی وغیرہ میں بھی یہ جانور حلال ہے۔ بعض جاھلی مذہبوں نے اس کا خون دیویوں کے استھانوں پر چڑھانے کا حکم دیا ہے۔

مشرقی دنیا کا کہنا چاہئے کہ یہ ایک مخصوص جانور ہے، انقرہ (ٹرکی) اور کشمیر کی بکریاں اپنے بڑے قد و قامت، بڑے بڑے بالوں اور چربی دار گوشت کے لئے خاص طور پر مشہور ہیں۔ پہاڑی بکریاں اور جنگلی بکریاں عام دیہاتی بکریوں سے قوت اور جسامت دونوں میں کہیں بڑھی ہوئی ہیں۔ بکری عام طور پر صرف سبزی خور جانور ہے لیکن سبزی کے علاوہ بھی بہت کچھ چبا ڈالتی ہے اور کھانے کو اسے ملتا رہے تو اس کا منہ دن بھر چلے جائے، بکری ایک کم ہمت اور بزدل جانور ہے اور لفظ "بزدل" کی ساخت خود ہی اس کا پتہ دے رہی ہے، (بزدل: وہ جس کا دل بکری کا سا ہو)۔

بکری سینگ ضرور رکھتی ہے، مگر اس میں مقابلہ کی قوت بہت ضعیف ہوتی ہے، لیکن ماہرین فن کا بیان ہے کہ بکری بھیڑ سے زیادہ ہمت وجرأت رکھتی ہے۔

بکری کے رنگ مختلف ہوتے ہیں۔ سفید، سیاہ، ابلق، کتھی، سرخی مائل سبز رنگ کی بکری مختلف ملکوں میں پائی گئی ہے، ایک ایک جھول میں کبھی دو بچہ دیتی ہے کبھی چار، اس کے نر میں مستی کے زمانہ میں ایک خاص قسم کی بو یا خوشبو پیدا ہو جاتی ہے، نر کے چہرہ پر ٹھوڑی کے نیچے بال مثل داڑھی کے ہوتے ہیں، بکری

کا دودھ مقدار میں بہت زیادہ ہوتا ہے، اور دن میں کئی کئی بار دوہا جا سکتا ہے۔ چنانچہ مشہور ہے کہ جس گھر میں بکری ہو وہاں کبھی فاقہ نہیں ہو سکتا۔ اس کا دودھ تاثیر میں ٹھنڈا ہوتا ہے اور دق، آتشک وغیرہ متعدد ایسے امراض میں دیا جاتا ہے جو گرمی سے پیدا ہوتے ہیں، بکری کی ہوا کہا جاتا ہے کہ دق کے مریضوں کے لئے مفید ہوتا ہے چنانچہ بعض اطباء کی تاکید رہتی ہے کہ دق کے مریض کے پاس بکری بندھی رہے، بہت سے قدیم ملکوں میں اونٹ اور گائے اور بیل اور بھیڑ کی طرح بکریوں کے گلے بھی سرمایہ کے قائم مقام ہوئے ہیں، اور وہاں دولت و ثروت کا اندازہ بکری کے ریوڑوں ہی سے کیا جاتا ہے۔ بکری کا چمڑا بہت کام آتا ہے، مشک، مشکیزے اور خیمے ڈیرے اسی سے بنائے جاتے ہیں، بکری کے بال بھی دھسوں، پشمینوں اور پوششوں میں کام آتے ہیں۔ جنگلی بکروں کے سینگ بہت بڑے بڑے ہوتے ہیں، بعض کے ایک ایک گز کے پائے گئے ہیں۔ اس جانور کا ذکر امثال سلیمانی میں یوں آیا ہے:

"برے تیری پوشش کے لئے ہیں، اور بکرے تیرے میدانوں کی قیمت ہیں اور بکریوں کا دودھ تیرے کھانے کے لئے اور تیرے گھرانے کے لئے اور تیری لونڈیوں کی گذران کے لئے کافی ہے۔ (۲۷:۲۷)

عہد عتیق و جدید کے صحیفوں میں اسی طرح چار پانچ جگہ بکری بکروں کا ذکر اور ہے، متعدد جاہلی قوموں میں بکری کی پرستش ہوئی ہے اور دیویوں کا قالب بکریوں کو سمجھا گیا ہے، بکری اور بھیڑ دونوں حیوانات میں ایک ہی نوع کے ماتحت ہیں، اور دونوں کی جسمانی ساختیں بہت ملتی جلتی ہوتی ہیں، سوا اس کے کہ بکری کی سینگ

اوپر کی طرف اٹھے ہوئے اور سامنے یا پیچھے کی طرف مڑے ہوئے ہوتے بہ خلاف بھیڑ کے سینگوں کے دبے ہوئے اور آڑی طرف مڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ بکری کی دم بھی چھوٹی ہوتی ہے ، اور دونوں جانوروں کی جلدیں مختلف ہوتی ہیں ، گو خود بکریوں میں بھی پہاڑیوں کی جلد میدانیوں سے بہت مختلف ہوتی ہے۔

اس کا گوشت شریعت اسلامی کی طرح شریعت موسوی میں بھی حلال رہا ہے اور بنی اسرائیل برابر اس کی قربانی پیش کرتے رہے ہیں ، بکری کی قربانی عیدالاضحی کے موقع پر مسلمانوں میں بکثرت ہوتی رہتی ہے ، مشرک قوموں میں استھانوں پر بکری کے بھینٹ چڑھانے کا دستور بھی عام ہے۔

ف
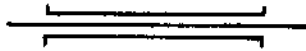
فارض ۔ بوڑھی

پ۱ ۔ سورۃ البقرۃ ع ۸ ۔

قرآن مجید میں ایک ہی جگہ یہ لفظ آیا ہے ، بنی اسرائیل جب ذبح گاؤ کی فرمائش کے وقت اس گائے کی شناخت کے سلسلہ میں طرح طرح کے سوالات کر رہے تھے تو انھیں ایک پتا یہ بھی بتا دیا گیا تھا کہ وہ گائے نہ زیادہ بوڑھی ہو اور نہ بن بیاہی ۔

ملاحظہ ہو عنوان : بقرۃ

(۱) فراش ۔ پروانے ، پتنگے (جمع ، واحد : فراشۃ)

پ۳۰ ۔ سورۃ القارعۃ

رستخیز حشر کے سلسلہ میں ارشاد ہوا ہے کہ اس روز انسان ایسے نظر آئیں گے جیسے منتشر پروانے یا پتنگے ۔

فراش کے معنی پروانے یا پتنگے جو بھی لئے جائیں اور ان کیڑوں کی جو بھی قسم مراد سمجھی جائے ان کی کثرت تعداد کی بنا پر اتبوہ حشر سے ان کی تشبیہ نہایت موزوں اور برمحل ہے ۔

عہد عتیق و جدید کے صحیفوں میں بھی ان کا ذکر متعدد بار آیا ہے۔

فرت (من قسورۃ) ۔ شیروں سے بھاگے ہوئے۔

پ۲۹۔ سورۃ المدثر ع ۲

مشرکوں کے ذکر میں جو قرآن کے نام سے وحشت کھاتے تھے، مثال کے طور پر ارشاد ہوا کہ یہ لوگ وحشت کھائے ہوئے گدھوں کی طرح ہیں، جو شیروں سے بدک کر منہ اٹھائے بھاگے چلے جاتے ہیں۔

ملاحظہ ہو عنوان : قسورۃ

فرث ۔ گوبر

پ۱۴۔ سورۃ النحل ع ۹

حق تعالیٰ کی حکمت کاملہ اور صناعی کے سیاق میں ارشاد ہوا ہے کہ بے شک تمہارے لئے مویشیوں میں بھی بڑا سبق موجود ہے۔ ان کے پیٹ میں گوبر اور خون (کے قسم میں) سے جو کچھ ہوتا ہے، اس کے درمیان سے صاف اور پینے والوں کے لئے خوش ذائقہ دودھ ہم تمھیں پینے کو دیتے ہیں۔

واقعی جہاں سے گوبر اور خون وغیرہ گندی چیزیں اور فضلے وغیرہ پیدا ہوتے رہتے ہیں، وہیں سے دودھ جیسی نفیس و پاکیزہ نعمت انسان کے لئے تیار کر دینا جس کے آگے بڑے سے بڑے کیمیاداں اور کیمیا ساز مع اپنی ساری تجربی کارگاہوں کے رنگ حیران رہ جائیں، اگر ایک کھلی ہوئی دلیل ایک صناع اعظم اور حکیم مطلق

کے وجود کی نہیں تو اور کیا ہے۔

فرشًا چھوٹے قد کا جانور

پ۸۔ سورۃ الانعام ع ۱۷۔

لغت میں ایسے جانور کو کہتے ہیں جو سواری اور باربرداری کے نہیں، بلکہ صرف کھانے پینے کے کام میں لایا جائے۔ جیسے بھیڑ، بکری، چھوٹے قد کے اونٹ وغیرہ۔ قرآن مجید میں ذکر صرف ایک جگہ ہے، ومن الانعام حمولۃً وفرشًا د جانوروں میں بڑے قد کے بھی ہیں اور چھوٹے قد کے بھی) اور تقدیر کلام عمومًا یوں سمجھی گئی ہے، وانشاء حمولۃ وفرشا من الانعام (قرطبی) وھو الذی انشاء لکم من الانعام حمولۃً و فرشًا (جصاص) مراد ایسے جانور سے لی گئی ہے، جو ذبح کے لئے لٹایا جائے، یا جس کا صرف دودھ اور گوشت استعمال میں آجائے۔ ما یفرش للذبح (کشاف، کبیر) ما یوکل لحمہا ویحلب (قرطبی)

ملاحظہ ہو عنوان: حمولۃ

(۵۱) فیل۔ ہاتھی

پ۳۰۔ سورۃ الفیل

ہاتھی ہمارے ملک کا ایک معلوم ومعروف جانور ہے، اہل عرب کے لئے غیر معروف تھا۔ ظہور اسلام سے کوئی چالیس سال قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سال ولادت میں جب صوبۂ یمن کے زیر مملکت حبشہ کے مسیحی صوبہ دار ابرھہ

نے خانہ کعبہ پر چڑھائی کی ہے تو فوج میں اس کے ہمراہ ایک ہاتھی بھی تھا، جو اہل عرب کے لئے ایک نئی چیز تھا، اور اس لئے یہ واقعہ ان کی تاریخ میں ایک یادگار بن گیا۔ قرآن مجید میں یہ نام اسی جگہ اس تذکرہ میں آیا ہے کہ اے مخاطب تم نے دیکھا کہ تیرے پروردگار نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا۔

خشکی کے موجودہ جانوروں میں قدو جثہ کے لحاظ سے بھی سب سے بڑا جانور ہاتھی ہے۔ اس کی عمر طبعی ۱۵۰ سال ہے۔ یہ یورپ اور امریکا کا نہیں، صرف ایشیا اور افریقہ کا جانور ہے اور اس کی دو مختلف قسمیں ہوتی ہیں، ایک ایشیائی جو ہندوستان سیلون، برما، کوچین، ملایا اور سماترا کے جنگلوں میں پائی جاتی ہے، دوسری افریقی جس کا وجود جنوبی و مشرقی افریقہ کے بیابانوں میں ملتا ہے۔ افریقی ہاتھی کی نسل قدیم تر ہے۔ اور قد و جسامت میں بھی یہ ہندوستانی ہاتھی سے بڑا ہوتا ہے۔ عام طور سے یہ ہاتھی ۱۰½ فٹ کے ہوتے ہیں، بعض ۱۱ فٹ کے بھی پائے گئے ہیں۔ ہتھنی کا قد ڈیڑھ فٹ چھوٹا ہوتا ہے۔ وزن میں یہ ہاتھی ۶ ٹن کے اور ہتھنیاں ۴ ٹن کی پائی گئی ہیں۔ ان کے کے نمائشی دانت ۶، ۶ فٹ لمبے ہوتے ہیں۔ ان ہاتھیوں کا ذکر قرطاجنہ والوں کے محاربات میں آتا ہے، اور ابرہہ کے لشکر کا ہاتھی بھی یقیناً اسی خاندان کا ہوگا۔ ان کا اوسط عمر ۴۰ سال سے ۶۲ سال تک پایا گیا ہے۔

ہندوستانی ہاتھی قد میں نسبتاً چھوٹا ہوتا ہے اور ۱۰½ فٹ کی بلندی تک شاید ہی پہنچتا ہے، اس کے دانت بھی اتنے لمبے نہیں ہوتے، اس کی عمر البتہ طویل ہوتی ہے، کسی کسی کی عمر ۲۰۰ سال کی بھی پائی گئی ہے۔ سیلونی ہاتھی کے دانت موجود نہیں ہوتے۔ ان بے دانتوں کے ہاتھیوں کو عوام مکنا ہاتھی کہتے ہیں۔

ہاتھی کہا جاتا ہے کہ بڑا ذکی الحس اور ذہین جانور ہوتا ہے، عموماً ایک جھول میں ہتھنی کے ایک ہی بچہ ہوتا ہے اور کبھی دو بھی۔ زمانہ حمل ۲۱ مہینہ سے کچھ اوپر ہوتا ہے، ہاتھی کی آنکھیں چھوٹی ہوتی ہیں، کان بڑے اور پنکھے کی طرح لٹکے ہوئے ہوتے ہیں اور ناک کی جگہ ایک لمبی لٹکتی ہوئی سونڈ ہوتی ہے جس سے ہاتھی کھانے پینے میں ہاتھ کا کام لیتا ہے۔ ہاتھی کی عام غذا میں پتیاں، پتے، جڑیں، اور پھل پھلاری ہیں، ہندوستانی ہاتھی گھاس بھی چرلیتا ہے اور گنا اور پکے ہوئے موٹے موٹے روٹ بڑے شوق سے کھاتا ہے، گھوڑے کی طرح اس کو بھی کھڑے کھڑے سو جانے کی عادت ہے، باوجود اس بھاری بھرکم جسامت کے ہاتھی بہت تیز بھی چل سکتا ہے اور دلدل میں تو بڑے ہلکے پھلکے قدم خوب ہوشیاری سے رکھتا ہوا چلتا ہے۔ عام طور سے ایک حلیم، غیر جنگ جو، بزدل جانور ہے، لیکن غصہ کے وقت سخت خطرناک بن جاتا ہے اپنی جنگلی حالت میں دس دس، بیس بیس، سو سو کے غول بنا کر رہتا ہے، اس کی سونڈ کی طرح اس کے بڑے بڑے نمائشی دانت بھی اس کے خصوصی اعضاء میں ہیں، اور "ہاتھی دانت" کے بیسیوں مصنوعات تجارت کی منڈیوں میں بڑی قابلِ قدر چیز سمجھے جاتے ہیں۔ اندازہ کیا گیا ہے کہ افریقی نسل کے ۴۰۰۰۰ ہزار ہاتھی اسی ہاتھی دانت کی خاطر ہلاک کر ڈالے جاتے ہیں، ہاتھی پانی کا بہت شائق ہوتا ہے اور نہاتا بڑے شوق سے ہے۔

اس کی جلد کا رنگ ہلکا سیاہ ہوتا ہے، سفید رنگ کا ہاتھی نادرۂ روزگار سمجھا جاتا ہے اور ملک سیام میں اسے مقدس مانا جاتا ہے۔ ہندو دیومالا میں گنیش جی جو علم و حکمت کے دیوتا ہیں، ان کا چہرہ ہاتھی ہی کا ہوتا ہے۔

پروفیسر زیورن نے دسمبر ۱۹۵۳ء میں لندن کی سوسائٹی آف اینٹی کویریز کے سامنے ایک لکچر میں بیان کیا کہ ہاتھی سے ٹینک کا کام لینا اسکندر اعظم نے شروع کیا، اور اس کے بعد یہ جانور صدیوں تک اس کام میں آتا رہا، قرطاجنہ والے اس فن میں ماہر تھے، یہ سب کام افریقی ہی ہاتھی دیتے رہے، اور کانگو کا جنگل ان ہاتھیوں کا خاص وطن تھا۔

بائبل میں کہیں ہاتھی کا ذکر نہیں، صرف ایک جگہ ہاتھی دانت کا ذکر ہے اور وہ بھی ضمناً۔ (۱ سلاطین ، ۱۰: ۱۸)
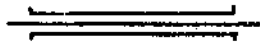
ق

قدحاً ۔ آگ نکال لینے والے (گھوڑے)

پ ۳۰ ۔ سورۃ العادیات
اہلِ غزا و جہاد کے گھوڑوں کے سلسلے میں ارشاد ہوا ہے کہ وہ ایسے گھوڑے ٹاپ مارنے والے ہیں کہ پتھر پر ان کی نعلوں کی زد سے آگ پیدا ہو جاتی ہے، اور یہ کنایہ ان کی کمال گرم روی اور تیز رفتاری سے ہے۔

ملاحظہ ہو عنوان : العادیات

قربان / قرباناً

قربانی، قربانی کا جانور

پ ۴ ۔ سورۃ آل عمران، ع ۱۹ — پ ۶ ۔ سورۃ المائدہ ع ۵

پ ۲۶ ۔ سورۃ الاحقاف ع ۴۔

ان تینوں مقاموں سے تیسری بار سورہ احقاف کی آیت میں تو قربان کا کوئی تعلق حیوانات سے نہیں، لفظ محض اپنے لغوی معنی تقرب میں ہے، والقربان مایتقرب بہ الی اللہ (مفردات راغب) صرف پہلی دو آیتیں ایک حد تک اس

کتاب کے اندر لائی جا سکتی ہیں۔

پہلی آیت میں یہود کے اس قول کا ذکر ہے کہ ہم سے تو وعدہ خداوندی یہ ہے کہ ہم صرف اسی نبی پر ایمان لائیں، جو ایسی قربانی پیش کرتا ہو جسے آسمانی آگ اٹھا کر لے جائے ـــــ یہ اشارہ ہے اس یہودی عقیدہ کی طرف کہ نذر مقبول کی پہچان یہی ہے کہ آسمان سے ایک شعلۂ آتش آئے، اور اسے اٹھا کر لے جائے ـــــ اور دوسری آیت میں یہ ذکر ہے کہ آدم کے دو بیٹوں نے اپنی اپنی نذریں بارگاہ الٰہی میں پیش کیں، تو ان میں سے ایک کی قبول کی گئی۔

غرض قربانی اور حیوانات کی قربانی جس اصطلاحی معنی میں چلی ہوئی ہے صار فی التعارف اسماً للنسیکۃ التی ھی الذبیحۃ (مفردات راغب) قرآن مجید میں اس کا صریح ذکر تو کہیں نہیں، البتہ ان دونوں مقاموں پر چونکہ نذر سے مراد قربانی کے جانور ہی کی نذر لی گئی ہے، اس لئے من وجہٍ قرآن مجید میں بھی یہ ذکر آ گیا۔

حلال جانوروں کی قربانی تو اسلام میں ایک عبادت ہے ہی۔ یہود کے ہاں بھی اس کی بڑی اہمیت رہی ہے اور مشرک قوموں نے بھی اپنے دیوی دیوتاؤں کے لئے استھانوں پر خوب جانور کاٹ کاٹ کر بھینٹ چڑھائے ہیں۔

قربانی، خصوصاً سوختنی قربانی کا ذکر عہد عتیق میں کثرت سے آیا ہے مثلاً:

"اور جب سلیمان دعا مانگ چکا، تو آسمان سے آگ اتری اور سوختنی قربانی اور ذبیحوں کو کھا گئی، اور گھر خداوند کے جلال سے بھر گیا۔"

(۲۔ تواریخ ۔ ۷ : ۱)

"ایلیاہ نبی نزدیک آیا۔۔۔۔ تب خداوند کی طرف سے آگ نازل ہوئی،

اس نے اس سوختنی قربانی اور لکڑیوں اور پتھروں اور پانی کو جلا دیا۔"
(۱۔ سلاطین ۱۸: ۲۷، ۲۸)

قِرَدَۃ

(دال، قِرَدَۃ) بندر (جمع، واحد: قرد)

پ۱۔ سورۃ البقرۃ ع ۸ پ۶۔ سورۃ المائدۃ ع ۹
پ۹۔ سورۃ الاعراف ع ۲۲

قرآن مجید میں یہ نام تین جگہ آیا ہے دو بار تو اس سلسلہ میں کہ بنی اسرائیل میں سے جو نافرمان گروہ یوم سبت کے احترام کے بارہ میں احکام خداوندی کی مسلسل نافرمانی کررہا تھا اسے بالآخر حکم ملا کہ ذلیل بندر بن جاؤ، اور تیسری جگہ بھی ایک مقہور و مغضوب قوم کا ذکر کرکے یہ ارشاد ہوا ہے کہ ہم نے انھیں بندر اور سور بنا دیا ـــــ عربوں کے ہاں بندر یوں بھی ایک ذلیل و حقیر جانور ہے، پھر قرآن نے تو تصریح کے ساتھ دو جگہ اس لفظ کے ساتھ خاسئین (حقیر ہنکائے ہوئے دھتکارے ہوئے) کا اضافہ کرکے اس پہلو کو اور واضح کر دیا ہے اور تیسری جگہ اس کا عطف سور پر کرکے جو مسلّم طور پر ایک گندہ اور نجس جانور ہے، بندر کی انتہائی تحقیر پر مزید مہر تصدیق لگا دی ہے۔ عرب کے علاوہ بھی مسلم تہذیب جہاں جہاں ہے بندر اپنی خفیف الحرکتی اور حرکات میمونی ہی کے لئے رسوا اور زباں زد خلائق ہے۔

مفسرین کے قول جمہور کے مطابق وہ نافرمان اسرائیلی واقعتاً بھی بندر بن

گئے تھے، لیکن ایک جلیل القدر صحابی تابعی کا یہ قول بھی شروع سے نقل ہوتا چلا آرہا ہے کہ مسخ صرف معنوی ہوا تھا نہ کہ صوری یعنی جسم انسانی بحال رہے تھے، صرف عادات و خصائل بندروں کے سے ہوئے تھے، اور تیسری آیت کے تحت میں امام لغت، راغب اصفہانی نے اپنے مفردات القرآن میں بھی کچھ ایسا ہی نقل کیا ہے۔

وقیل بل جعل اخلاقھم کاخلاقھا وان لم تکن صورتھم کصورتھا۔

کہ ان کے صرف اخلاق و عادات، بندروں کے سے ہو گئے تھے اور ان کی شکلیں اپنے حال پر قائم رہی تھیں۔

بندر اہل ہند کے لئے ایک معلوم و معروف موذی جانور ہے، چیزوں کو توڑ پھوڑ ڈالنا، نوچ ڈالنا، برباد کر ڈالنا، اس کی عام عادت ہے، پھلوں اور بعض ترکاریوں کا خاص طور پر حریص ہوتا ہے، باغ کے باغ، کھیت کے کھیت اجاڑ دیتا ہے، اپنی نوع کے ساتھ ہمدردی صرف اپنے غول کے ساتھ محدود رکھتا ہے، چنانچہ ایک غول کا بندر الگ بھٹک کر کسی دوسرے غول میں چلا جائے تو وہاں کے سارے بندر اس کے دشمن ہو جاتے ہیں۔ بہت قوی اور طاقت ور ہونے کے باوجود بزدل اور بدہمت ہوتا ہے، صرف بھبکیاں دینا خوب جانتا ہے، لیکن کوئی اگر اس سے نڈر ہو کر مقابلہ پر آجائے تو فوراً بھاگ نکلتا ہے۔

بندروں کی قسمیں بہت سی پائی جاتی ہیں، اور جنگلوں میں ہر قد و قامت کے پائے گئے ہیں، اتنے چھوٹے بھی کہ جیسے بلی اور اتنے بڑے اور جسیم بھی جیسے ایک قد آور اور تنومند انسان۔ گوریلا، چمپانزی، اورنگ اوٹنگ وغیرہ جنگلی بندروں میں بعض قسمیں انسان سے بہت مشابہ پائی گئی ہیں، عوام انھیں کو 'بن مانس' (دانسان

صحرائی کہتے ہیں، اور ان میں بعض لاٹھی کے سہارے سیدھے کھڑے ہو کر انسان کی طرح اپنے دو پیروں سے چل لیتے ہیں، لنگوری بندر کا چہرہ بجائے سرخ کے سیاہ ہوتا ہے، اور اس کی دم بھی بڑی لمبی ہوتی ہے، یہ جنس بھی عام بندروں سے بہت زیادہ لگا لیتا ہے، اور ان کی طرح موذی اور شریر بھی نہیں ہوتا کہ انسان کے کام آنے والی چیزوں کو خواہ مخواہ برباد اور ضائع کرتا رہے۔

بندر بڑا پھرتیلا جانور ہے اور انسان کی نقالی میں اسے ملکہ ہوتا ہے، افریقہ وغیرہ کے بھی بعض مشرک قبیلوں میں بندر کو ایک مقدس جانور مانا گیا ہے، اور ہندوؤں کے ہاں تو ہنومان جی کی حیثیت ایک مستقل دیوتا کی ہے، اور عام عقیدہ یہ ہے کہ جب رام چندر جی نے لنکا کے بدکردار راجہ راون پر چڑھائی کی ہے تو ان کے ایک بڑے معاون و ناصر جنوبی ہند کے سردار ہنومان جی تھے۔ ہنومان دیوتا اور مہابیر سوامی کے مندر اب بھی متعدد ہیں، اور ان کے نام کے میلے بھی لگتے ہیں ہنومان گڑھی اودھیا میں ایک زیارت گاہ ہے۔

عہدنامہ جدید بندر کے ذکر سے خالی ہے، عہدنامہ عتیق میں اس کا ذکر دو جگہ آیا ہے، مگر دونوں جگہ محض ایک مال، تجارت کی حیثیت سے۔

" (عہد سلیمانی میں) تین برس میں ایک بار ترسیسی بجر آئی تھی، اور سونا اور روپا اور ہاتھی دانت اور طاؤس اور بندر لائی تھی" (۲-سلاطین۔ ۱۰۔ ۲۲)

بادشاہ کے جہاز حوارم کے نوکروں کے ساتھ ترسیس کو جاتے تھے، اور وہاں سے ان پر تین برس میں ایک بار سونا اور روپا اور ہاتھی دانت اور بندر اور سور اس کے لئے پہنچتے تھے۔ (۲۔ تواریخ۔ ۹: ۲۱)

قسورۃ ۔ شیر

پ۲۹ ۔ سورۃ المدثر رکوع ۲

قرآن مجید میں یہ نام ایک ہی جگہ آیا ہے۔ مشرکین عرب رسول ﷺ کی تبلیغ اور قرآن سے وحشت کھا کر بھاگتے تھے، قرآن ان کی مثال بیان کرتا ہے کہ جیسے وہ بدکے ہوئے گدھے ہیں جو شیر سے (بھڑک کر) بھاگے ہیں، ـــ تشبیہ نے مشرکین عرب کی حمق وحشت زدگی کی پوری تصویر کھینچ دی ہے۔

"شیر" کہنا چاہئے کہ ہر قوم اور ہر زبان کے ادب میں پیکر شجاعت و قوت تسلیم کیا گیا ہے، اور عرب میں علی الخصوص۔ عرب اس جانور کی خصوصیات سے خوب مانوس تھے، اور لغت عرب میں کہا جاتا ہے کہ اس کے نام چار سو کی تعداد میں آئے ہیں، عہد نامہ عتیق میں شیر، شیرنی اور اس کے متعلقات کا ذکر کثرت کے ساتھ آیا ہے، اور عہد نامہ جدید میں بھی شیر کا ذکر جابجا ہے۔

بڑا شیر تین فٹ اونچا ہوتا ہے اور لمبان میں ۱۰ فٹ کا ہوتا ہے۔ شیرنی ۹ فٹ کی ہوتی ہے، یہ جنگل کا بادشاہ کہلاتا ہے، اور اب صرف افریقہ اور ہندوستان کے بعض حصوں گجرات، کچھ وغیرہ میں پایا جاتا ہے، لیکن ماہرین کا بیان ہے کہ چند سو سال قبل تک ایران، عراق، فلسطین اور جنوبی یورپ میں پایا جاتا تھا، اس کے جسم میں ایک خاص چیز اس کے گردن کے لمبے بال ہوتے ہیں، جس کو ایال کہتے ہیں، اور جس سے اس کی شکل خاص طور پر شاندار اور بارعب ہو جاتی ہے، ایال پورے طور پر شیر کے بلوغ پر اس کے پانچ یا سات سال کی عمر میں نمودار

ہوجاتی ہے، شیرنی ایک جھول سے دو چار تک بچے دیتی ہے، اور سال میں ایک ہی بار بچہ دیتی ہے، اس کی حمل کی مدت پانچ مہینہ کی ہے، شیر کا حملہ غضب کا ہوتا ہے، وہ ایک جست ۲۰، ۳۰ فٹ کی کرسکتا ہے اور وہ اپنے طمانچہ کی ایک ضرب سے گھوڑے کی ہڈی، پسلی اور بیل کی کھوپڑی توڑ دیتا ہے، اور ایک پورے بیل کو اپنے جبڑوں میں دبا کر لے جاتا ہے۔ اس کی اوسط عمر بیس سال کی ہے۔ شیر اپنا شکار عموماً رات کو کرتا ہے۔ بلّی کی طرح بالکل دبے پاؤں اس کے قریب پہنچ جاتا ہے، اور پھر اچانک ایک گرج کے ساتھ اسے دبوچ لیتا ہے، شیر عام طور سے مردم خور نہیں ہوتا ہے، لیکن جب ایک بار اس کی زبان کو انسان کا خون لگ جاتا ہے، تو بس اس کو اس کا چسکا پڑ جاتا ہے، اور وہ لاگو ہوجاتا ہے، جنگل میں اس کی عام و مرغوب غذا جانوروں کا گوشت رہتا ہے۔ خصوصاً بھینسے، گورخر، ہرن، نیل گائے، گائے، بیل اور بکری کا گوشت۔

عہدِ عتیق و عہدِ جدید دونوں میں شیر، شیرنی اور ان کے متعلقات کا ذکر کثرت سے ملتا ہے۔ مصر میں شیر ایک مقدس جانور سمجھا گیا ہے، اور قوم نوح جو عراق میں آباد تھی، اس میں یغوث جسمانی قوت اور شہ زوری کا دیوتا تھا، اس کی مورتی شیر ہی کی شکل کی تھی۔ اس کی پوجا کا رواج جنوب عرب و یمن میں تھا۔

<u>قلائد</u>۔ پٹے، پرتلے جمع، واحد: قلادۃ

پ۔ سورۃ المائدۃ ع ۱۳۔

قرآن مجید میں جہاں یہ لفظ آیا ہے وہاں مراد ذات القلائد سے ہے، یعنی گلے میں پٹے پڑے ہوئے جانور، اور آیت کا مضمون یہ ہے کہ اے ایمان والو بے حرمتی نہ کرو...... ان جانوروں کی جو حرم میں قربانی کے لئے مخصوص ہو چکے ہیں، اور نہ ان جانوروں کی جن کے گلے میں پٹے پڑ چکے ہیں۔

یہ پٹے گلے میں پڑے ہوئے اس بات کی علامت تھے کہ یہ جانور اللہ کی نذر کے ہیں، حرم ہی میں ذبح ہوں گے۔

ملاحظہ ہو عنوان: ھدیٰ

قمل - جوں

پ۹ سورۃ الاعراف ع ۱۶

قرآن مجید میں یہ نام ایک ہی بار آیا ہے اور وہ اس سلسلہ میں کہ فرعونیوں پر حضرت موسیٰ کے زمانہ میں جو نو عذاب یکے بعد دیگرے آئے تھے ان میں ایک عذاب یہ بھی تھا کہ ان کے بالوں اور کپڑوں میں جوئیں پڑ گئے تھے۔

"اور ہم نے ان پر نازل کئے طوفان اور ٹڈیاں اور جوئیں اور مینڈک ———— جوں ننھا سا ایک گندہ جانور ہے جو بالوں میں اکثر ان کی گندگی اور ناصفائی کے وقت پڑ جاتا ہے۔ اہل مصر بڑے نفیس مزاج تھے، اپنے جسم و لباس کی صفائی و نفاست کا بڑا خیال رکھتے تھے ان کے حق میں یہ عذاب اور بھی سخت تھا۔

توریت میں ہے :

" اور ہارون نے اپنا ہاتھ عصا کے ساتھ بڑھایا ، اور زمین کی گرد کو مارا اور انسان و حیوان پر جوئیں بن گئیں ، اور سب گرد زمین کی تمام ملک مصر میں جوئیں ہو گئیں ، اور جادوگروں نے بھی چاہا کہ اپنے جادوؤں سے جوئیں نکال دیں ، پر نکال نہ سکے ، اور انسان و حیوان کو جوئیں لپٹ رہی تھیں ۔

(خروج ۔ ۸ : ۱۷ ، ۱۸)

ک
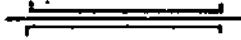
کلب ۔ کتا

پ ۔ سورۃ الاعراف، ع ۲۲ پ۱۵ ۔ سورۃ الکہف ع ۳ (تین بار)

مشہور و معروف جانور ہے، مشرق میں اسے عموماً گندہ سمجھا گیا اور حقارت کی نظر سے دیکھا گیا ہے ۔ چنانچہ عہد نامہ عتیق (۲ ۔ سموئیل ۔ ۹ : ۸) اور عہد جدید (مکاشفہ ۲۲ : ۱۵) دونوں میں کتے کا ذکر اسی سیاق میں آیا ہے ۔

قرآن مجید میں ایک جگہ ذکر اس سیاق میں ہے، ایک بدکردار شخص کے ذکر میں ہے کہ خدائی نعمتوں کے باوجود وہ زمین کی پستی پر مائل ہوگیا، اور اپنی خواہش نفس کی پیروی کرنے لگا، تو اس کی حالت کتے کی سی ہوگئی کہ اسے دھتکارو تو اور چھوڑے رہو تو (ہر حال) وہ زبان نکالے ہانپتا ہی رہتا ہے ۔ لیکن کتے کی ایک صفت انسان کے ساتھ اس کی رفاقت بھی ہے ۔ قرآن مجید میں دوسرے موقع پر اس کا ذکر اس سیاق میں ہے اصحاب کہف کے ایک قصہ میں ہے کہ وہ ایک غار میں ہیں، اور ان کا کتا ان کے ہمراہ دہلیز کی طرف ہاتھ پسارے ہوئے ہے، اور پھر کتے کا نام تین مرتبہ اور اسی ایک سلسلہ میں ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ تین تھے اور چوتھا ان کا کتا اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ پانچ تھے اور چھٹا ان کا کتا، یہ سب اٹکل کے تیر ہیں، اور بعض کہتے ہیں کہ وہ سات تھے اور آٹھواں ان کا کتا ــــــ

اور بعض روایتوں میں اس کا نام قطمیر آیا ہے۔

قرآن مجید کے ان دو گونہ تذکروں ہی کا شاید یہ اثر ہے کہ مسلمانوں میں ایک طرف تو کتا بطور ایک حقیر و گندہ جانور کے ضرب المثل بن گیا ہے، اور دوسری طرف اصحاب کہف کے ساتھ اس کے تلبس نے اس کی وقعت بھی ایک حد تک ذہنوں میں پیدا کر دی ہے، بعض روایتوں کی بنا پر مسلمانوں کا ایک عقیدہ یہ ہے کہ عالم غیب کے بعض غیر مرئی مخلوقات مثلاً جنات اور ملائکہ عذاب کتوں کو خاص طور پر مکشوف ہو جاتے ہیں۔

عہد عتیق و جدید دونوں میں کتے کا ذکر کثرت سے آیا ہے، عموماً موقع ذم پر، مسلمانوں کی طرح یہود کے ہاں بھی کتا ایک ناپاک جانور ہے، روایات میں کتا بے حیائی کا مظہر ہے، مذاہب اکثر کتے کی نجاست اور پستی ہی کے قائل ہیں، لیکن کچھ قومیں ایسی بھی گزری ہیں جنہوں نے کتے کی تقدیس کی ہے، اور اس کی پوجا تک کی ہے، مثلاً عصر قدیم کے اہل مصر، اہل شام و اہل حبشہ۔

کتا حیوانیاتی حیثیت سے گیدڑ، بھیڑیئے اور لومڑی کے خاندان کا جانور ہے، اور دنیا کے ہر حصہ میں پایا جاتا ہے۔ اس کی قسمیں صدہا ہیں، صرف موٹی موٹی قسمیں ۱۹۲ تک پہونچی ہیں۔ قد و قامت، شکل و صورت اور رنگ کے لحاظ سے کتے کئی قسم کے پائے گئے ہیں۔ سرخ، سیاہ، سفید، ابلق، بھورے وغیرہ، بعض بالکل ننھے ننھے سے، بعض بڑے گراں ڈیل، بعض بالکل کھری صفا چٹ جلد کے بعض اتنے جھبرے کہ بالوں سے بالکل لدے ہوئے، بعض بڑی ہیبت ناک شکل کے بعض سیدھے سادھے، دوڑ کے ساتھ قوت شامہ بھی کتے کی خاص طور پر تیز ہوتی ہے۔ اس کی اوسط عمر

۱۴ سے ۲۰ سال تک پائی گئی ہے، عادتوں کے لحاظ سے بھی اس کی نسلیں مختلف ہوتی ہیں، بعض بڑے شکاری، بعض صرف چوکیداری و پاسبانی کے کام کے اور بعض اپنے شوقین مالکوں کی گود میں صرف کھلونا اور سامان زینت بننے کے قابل۔

کتے حفاظت اور چوکیداری کے کام کے ہمیشہ سے سمجھے گئے ہیں۔ چنانچہ چرواہے اور گڈریے اپنے ریوڑوں اور گلوں کی حفاظت کے لئے کتے شروع سے پالتے چلے آرہے ہیں، اور کنجر، نٹ اور دوسرے خانہ بدوش قبیلوں کی تو معاشرت کا ایک لازمی جزو کتے ہیں، حفاظت اور پہرہ داری کی ہی طرح کتے شکار کے لئے بھی مخصوص ہیں اور شکاری کتوں کی بعض مخصوص اور مستقل قسمیں بھی ہیں۔ مجرموں کی سراغ رسانی میں خصوصاً خون کے مقدمات میں بھی کتا بہت کام آتا ہے، اور پولس اور فوج کے محکموں میں کتوں کی ٹریننگ کا خاص انتظام ہے۔ کتا تمام جانوروں میں ذہین ترین خیال کیا جاتا ہے، اس کی عام غذا گوشت ہے کہیں کہیں یہ حشرات الارض اور کیکڑے وغیرہ بھی کھاتا رہتا ہے، اور بعض سرد ملکوں میں مچھلی پر گذر کرتا ہے، جن میں ایک قسم کے کتے ایسے بھی ہیں جو صرف سبزی خور ہیں۔

ل

لبن۔ دودھ

پ۱۴۔ سورۃ النحل، ع ۹   پ۲۶۔ سورۃ محمد ع ۲
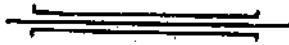
دودھ سفید رنگ کا وہ لذیذ مشروب ہے جو مادہ جانوروں کے تھنوں سے نکلتا ہے اور جو ان کے بچوں کے پینے کے کام آتا ہے۔ قرآن مجید میں اس کا ذکر دو جگہ آیا ہے۔ ایک جگہ تو بطور ایک دنیوی نعمت کے، اس عبارت میں کہ "تمھارے لئے مویشیوں کے اندر بھی ایک بڑا سبق ہے، ان کے پیٹ میں جو کچھ ہوتا ہے گوبر اور خون، کے قسم سے، ہم اس کے درمیان تمھیں صاف اور پینے والوں کے لئے ذائقہ دار دودھ پینے کو دیتے ہیں اور دوسری جگہ بہ طور جنت کی ایک نعمت کے کہ جس نعمت کا پرہیزگاروں سے وعدہ کیا گیا ہے۔ اس کی کیفیت یہ ہے کہ ایسے پانی کی ندیاں اس میں ہوں گی جو کبھی متغیر نہ ہوتا ہو، اور ایسے دودھ کی ندیاں جس کا ذائقہ متغیر نہ ہوتا ہو۔

دودھ اپنی غذائیت، لطافت، لذت، صحت بخشی، قوت بخشی کے لحاظ سے ایسا بے نظیر قدرتی مشروب ہے جس کی خوش ترکیبی اور خوش امتزاجی کے سامنے آج دنیا کے بڑے سے بڑے کیمیا داں اور کیمیا ساز مع اپنے سارے معملوں اور تجربی کارگاہوں کے حیران ہیں، لذت کے اعتبار سے بھینس کا اور طبی

فوائد کے اعتبار سے گائے کا دودھ شاید سب سے بہتر ہے، بہت سے ڈاکٹروں کی رائے میں انسان کی فطری غذا دودھ ہی ہے جو بچہ، جوان، بوڑھے اور مرد، عورت سب ہی کو دی جاسکتی ہے۔ بکری اور اونٹنی کے دودھ بھی اپنی اپنی جگہ بہت مفید پائے گئے ہیں اور بہت سی بیماریوں میں مریضوں کو دئے جاتے ہیں، بعض امراض میں گدھی کا دودھ بھی اطباء کے تجربہ میں مفید ثابت ہوا ہے۔ گائے، بھینس، بھیڑ، بکری، اونٹنی کے دودھ مشرق و مغرب میں مختلف ملکوں میں بڑی کثرت سے استعمال ہوتے ہیں۔ بہ طور غذا کے بھی اور بہ طور دوا کے بھی، اور خدا معلوم کتنی مٹھائیاں اور کتنے حلوے دودھ ہی سے تیار ہوتے ہیں۔ خالص دودھ کے علاوہ دہی، مٹھا، مکھن، گھی، کھویا، پنیر، بالائی، ربڑی وغیرہ کی فروخت دنیا کے بازار میں کیا شہر کیا دیہات، کیا یورپ، اور کیا ایشیا، کیا امریکا اور کیا افریقہ ہر جگہ چھائی ہوئی ہے۔

موقع تشویق و ترغیب پر تو قرآن میں تو ایک ہی جگہ لیکن حدیث میں بکثرت آیا ہے کہ جنت میں دودھ کی ندیاں پڑی بہہ رہی ہوں گی، اور مدح اس سے بڑھ کر اور کیا ہوسکتی ہے؟

عہد عتیق میں اس کا ذکر متعدد مقامات پر آیا ہے اور عموماً محل مدح پر مثلاً:

...... وہ زمین جس میں شیر و شہد (یشوع ۵: ۶)

عہد جدید میں بھی یہ نام چار جگہ آیا ہے لیکن ہر جگہ محض مجازاً و استعارۃً۔

تازہ ترین ڈاکٹری تحقیق کے مطابق، عورت کے اور بعض جانوروں کے دودھ کی کیمیائی ترکیب حسب ذیل ہے:

	پانی	پروٹین	چربی	شکر	نمک	
عورت	۸۷٫۴	۱٫۴	۴۰	۷	۰٫۲	فی صدی
گائے	۸۷٫۱	۳٫۴	۳٫۹	۴٫۹	۰٫۷	〃
بکری	۸۷	۳٫۳	۸۴٫۲	۴٫۸	۰٫۷	〃
بھیڑ	۸۲٫۶	۵٫۵	۵٫۵	۴٫۵	۰٫۹	〃
گھوڑی	۹۰٫۴	۲	۱٫۱	۵٫۹	۰٫۴	〃
گدھی	۹۰٫۱	۱٫۸	۱٫۴	۶٫۲	۰٫۵	〃

منجمد دودھ جو ڈبوں میں بند ہو کر بکتا ہے، اس کی تجارت مہذب ملکوں میں بڑے پیمانہ پر ہوتی رہتی ہے۔

(۱۱) لحم } گوشت
لحماً

پ۱۔ سورۃ البقرۃ ع ۲۱ — پ۲۔ سورۃ البقرۃ ع ۳۴
پ۶۔ سورۃ المائدۃ ع ۲۱ — پ۸۔ سورۃ الانعام ع ۱۸
پ۱۴۔ سورۃ النحل ع ۲ و ع ۱۵ — پ۱۸۔ سورۃ المومنون ع ۱
پ۲۲۔ سورۃ فاطر ع ۲ — پ۲۶۔ سورۃ الحجرات ع ۱
پ۲۷۔ سورۃ الطور ع ۱ — پ سورۃ الواقعۃ ع ۱

گوشت کا لفظ انسان اور حیوان دونوں کے لئے عام ہے۔ قرآن مجید میں دو جگہ (المومنون اور الحجرات میں) یہ لفظ انسان کے سیاق میں آیا ہے، اس لئے اس رسالہ

کے موضوع سے خارج ہے، باقی نو۹ جگہ حیوانات کے سلسلہ میں ہے۔

ان میں چار جگہ (البقرہ ع ۲۱، المائدہ ع ۲۱، الانعام ع ۱۰ اور النحل ع ۱۵) نام صرف سور کے گوشت (لحم الخنزیر) کا حرام غذاؤں کے ذیل میں آیا ہے، دو جگہ (سورۃ الطور اور سورہ الواقعہ میں) گوشت کا ذکر غذائے جنت کی حیثیت سے آیا ہے، جس کی طرف اہل جنت شوق سے بڑھیں گے اور سورہ الواقعہ میں پرندوں کے گوشت کی تشریح ہے۔ ایک جگہ (البقرہ ع ۳۴) میں یہ ذکر ہے کہ ایک موقع پر ایک مردہ گدھے کو بہ طور معجزہ زندہ کرکے اس کی ہڈیوں پر گوشت از سر نو چڑھا دیا گیا، اور باقی دو جگہ (النحل ۲ اور الفاطر ۲) شکار آبی میں مچھلی کے تر و تازہ گوشت کا ذکر بہ طور نعمت کے آیا ہے، گوشت کہنا چاہئے کہ سارے ہی حلال جانوروں کے لذیذ و مفید ہوتے ہیں، خصوصاً بکری، دنبے، بچھڑے، ہرن اور جنگلی بکرے کے، لیکن پرندوں (مرغ، تیتر، بٹیر، ہریل، جنگلی مرغ وغیرہ) کے گوشت کے ذائقہ اور طبی فائدوں کا کیا کہنا اور تازہ مچھلی کی قوت بخشی پر توسب کا اتفاق ہے، اور محققین کا کہنا یہ بھی ہے کہ دنیا کے سارے کھانوں (یہاں تک کہ غلہ سے بھی) بڑھ کر مچھلی ہی کی خورش دنیا میں ہوتی ہے۔

گوشت کا نام توریت و انجیل دونوں میں کثرت سے آیا ہے، لیکن لفظ سے مراد عموماً لحم حیوانات نہیں، بلکہ محض جسم یا مادہ یا نفس بشری ہے۔ جانوروں میں حلال و حرام کی تفریق قرآن مجید کی طرح توریت میں بھی ہے، چنانچہ:-

"سب جیتے چلتے جانور تمھارے کھانے کے واسطے ہیں۔ میں نے ان سب کو نباتات کی مانند تمھیں دیا، مگر تم گوشت کو لہو کے ساتھ کہ اس کی

جان ہے، مت کھانا۔ (پیدائش، ۹: ۴)
توریت کی کتاب احبار باب ۱۱ پورا اور کتاب استثناء باب ۱۴ کا بڑا حصہ انہیں تفصیلات کے لئے وقف ہے۔

بعض مشرکانہ مذہبوں میں گوشت خوری اور ذبح حیوانات یکسر ممنوع ہے، اسلام ہرگز اس کی تائید میں نہیں، حدیث نبوی میں گوشت کی غذائی حیثیت سے بڑی فضیلت بیان ہوئی ہے۔ اور قدیم و جدید مشرقی، طبی تجربوں، اور تحقیقات کی اکثریت بھی اسی کی تائید میں ہے۔ بشرطیکہ مقدار میں توازن ملحوظ رہے، اور بیمار جانوروں کے گوشت سے احتیاط رہے۔

مہذب اور متمدن گوشت خور قومیں سب کہیں گوشت کو کچا نہیں بلکہ پکا کر کھاتی ہیں، اور پکانے کی ترکیب اور مسالوں کی آمیزش میں بڑا دخل ہر ملک کے مذاق اور جغرافی و طبعی ماحول کو ہے۔ گوشت پکانے کے بیسیوں طریقے رائج ہیں، شوربہ، یخنی، قورمہ، قلیہ، قیمہ سادہ، قیمہ دو پیازہ، کلیجی، گردہ، پھیپھڑا، کلّا، پائے، شامی کباب، کوفتہ، پسندے کباب، پلاؤ، بریانی، متنجن، حلیم، دالچہ اور پھر ان قسموں کی اور تحتانی قسمیں، گوشت کو خشک کر کے رکھنے اور مدتوں اسے چلاتے رہنے کا رواج وحشی قوموں سے چلا آرہا ہے، اور اب ڈبوں کے اندر بند، مختلف مسالوں سے بنا ہوا خشک گوشت یورپ، ایشیا، امریکا، افریقہ، آسٹریلیا سارے براعظموں میں بڑی کثرت سے بکتا اور بڑی رغبت سے کھایا جاتا ہے۔ قصابوں، بزقصابوں اور پیشہ ور گوشت فروشوں کے علاوہ دنیا میں ہزارہا انسان خشک گوشت کے کاروبار میں لگے رہتے ہیں، شریعت اسلامی نے حیوانات کے ذبح کرنے کا ایک خاص طریقہ بتایا ہے۔ دوسری قوموں میں جانوروں کی ہلاکت کے اور طریقے رائج ہیں، جھٹکا کرنا، گردن مروڑ دینا، وغیرہا۔ اسلامی طریقہ ذبح

طبی اور روحانی ہر اعتبار سے سب سے بہتر ہے۔

ملاحظہ ہو عنوان : لحوم۔

لحوم گوشت (جمع، واحد: لحم

پ۱۷۔ سورۃ الحج ع ۲۔

قرآن میں صیغہ جمع میں گوشت کا ذکر ایک ہی جگہ آیا ہے جہاں یہ ارشاد ہوا ہے کہ اللہ کو ان قربانیوں کے گوشت نہیں پہنچتے بلکہ صرف تمھارا التقویٰ پہنچتا ہے۔

یہ اس عام جاہلی عقیدہ کے تردید میں ہے کہ دیوتاؤں کے لئے جو جانور بھینٹ چڑھائے جاتے ہیں انھیں دیوتا خود کھاتے ہیں، قرآن نے اس کے جواب میں یہ بتایا کہ اللہ کے ہاں پذیرائی اور قدر صرف تمھارے اخلاص اور نیت تقرب الی اللہ کی ہوتی ہے، یہ نہیں کہ خدا خود تمھارا بھیجا ہوا گوشت خود کھانے لگے، جیسا کہ مشرکین اپنے دیوتاؤں کے لئے سمجھتے ہیں۔

ملاحظہ ہو عنوان : لحم

م
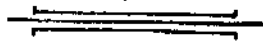
مااھل دبہ لغیر اللہ

ملاحظہ ہو عنوان : اُھِلَّ (حرف الف)

ماذُبح علی النصب - وہ جانور جو استھانوں پر بھینٹ چڑھایا جائے۔

پ ۶ - سورۃ المائدۃ ع ۱

نام قرآن مجید میں حرام جانوروں کے سلسلہ میں آیا ہے۔ مشرک قومیں اپنی دیوی دیوتاؤں، ٹھاکروں کے استھانوں پر جانور بھینٹ چڑھایا کرتی ہیں، قرآن مجید نے سب جانوروں کو حرام قرار دیا ہے۔

عبادتی مذبح بنانے کا رواج مشرق و مغرب کی سب قوموں میں قدیم ترین زمانہ سے چلا آرہا ہے اور بتوں کے آگے ان پر جانوروں کے کاٹنے اور کاٹ کر چڑھانے کا بھی دستور بہت قدیم ہے۔

ماذکیتم

ملاحظہ ہو عنوان : ذکیتم

(ل) مُتَرَدِّيَةٌ وہ جانور جو نیچے سے گر کر ہلاک ہو جائے۔

پ۶۔ سورۃ المائدۃ، ع ۱۔

قرآن مجید میں جہاں ایک جگہ حرام جانوروں کی فہرست بیان کی ہے اس ضمن میں یہ نام بھی لیا ہے۔ فقہا، مفسرین نے اس کے عموم کے تحت ہر ایسے جانور کو داخل کیا ہے جو کسی طرح بھی گر کر مر جائے، خواہ پہاڑی میں گر کر، خواہ کنویں میں گر کر وقس علی ھٰذا۔

مستنفرۃ بھڑکے ہوئے، بدکے ہوئے۔

پ۲۹۔ سورۃ المدثر ع ۲۔

قرآن مجید میں یہ لفظ ایک ہی بار آیا ہے، اور وہاں گدھوں کی صفت بیان کی ہے، جو شیر کے ڈر سے بھڑک کر اور بدک کر بھاگے چلے جاتے ہیں۔
سیاق میں ذکر مشرکین و معاندین قرآن کا ہے کہ انھیں قرآن سے ایسی وحشت ہوتی ہے اور وہ یوں اس سے بھاگنے لگتے ہیں جیسے گدھے شیر سے بدک کر بے تحاشہ منہ اٹھائے بھاگنے لگتے ہیں۔

ملاحظہ ہوں عنوانات : فزت، قسورۃ

مسخرات (فی جو السماء) پابند فضائے آسمانی

فقرہ پرندوں کی صفت میں قدرت الٰہیہ کے سیاق میں آیا ہے، پورے فقرہ

کا مضمون یہ ہے کہ ان خدا فراموشوں نے پرندوں پر غور نہیں کیا، جو فضائے آسمانی میں پابند ہیں، کہ انھیں بجز اللہ کے اور کون تھامے یا سنبھالے ہوئے ہے؟
پرندوں کے وزن دار جسموں کا فضائے ہوائی میں منٹوں نہیں، گھنٹوں معلق اور بلند رہنا اور زمین پر نہ گر پڑنا، یہ آخر کس کی قدرت کا کرشمہ ہے بجز قدرت خداوندی کے۔
پرندے بہت سے ایسے ہیں، جو مشرک قوموں میں دیوتا اور اوتار مانے گئے ہیں، مثلاً مور، نیل کنٹھ، بھجنگا، کوّا وغیرہا۔ قرآن مجید نے بار بار پرندوں کے مخلوق، محکوم و مجبور ہونے پر دلالی ہے۔

مسفوح۔ بہتا ہوا۔

پ۸۔ سورۃ الانعام ع ۱۸
خون (دم) کی صفت کی حیثیت سے صرف ایک بار یہ نام قرآن مجید میں آیا ہے، دوسری حرام غذاؤں کے ساتھ معطوف ہو کر۔
ملاحظہ ہو عنوان: دم

مسلمۃ۔ سالم

پ۱۔ سورۃ البقرۃ ع ۸
گائے کی صفت میں یہ لفظ آیا ہے۔ بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ایک گائے کے ذبح کرنے کا حکم ملا تھا، اور اس گائے کی شناخت

یہ بھی ارشاد ہوئی تھی کہ وہ صحیح وسالم و بے داغ ہو۔
ملاحظہ ہوں عنوانات : بقرۃ ، تنزیعوا

مسوّمۃ ۔ نشان زدہ گھوڑے۔

پ ۔ سورۃ آل عمران ع ۲
انسان کے طبعی مرغوبات کی فہرست میں ازدواج واولاد چاندی سونے وغیرہ کے ذکر کے ساتھ نام نشان پڑے گھوڑوں کا بھی ارشاد ہوا ہے۔
جو گھوڑے گھوڑ دوڑ وغیرہ میں کوئی امتیاز یا نام وری حاصل کئے ہوئے ہیں، ان پر نمبر ڈال دیئے جاتے ہیں ، اور یہ نشان زدہ گھوڑے قدر دانوں کے ہاں خاص قدر کے مستحق سمجھے جاتے ہیں۔
ملاحظہ ہو عنوان : خیل

ڈال ، معز بکری

پ ۔ سورۃ الانعام ، ع ۱۸
یہ لفظ ایک ہی بار آیا ہے ، بہ سلسلہ حلّت وحرمتِ حیوانات ، سیاق عبارت یہ ہے کہ (اللہ نے آٹھ جوڑے پیدا کئے ہیں) دو قسمیں بھیڑ میں سے اور دو قسمیں بکری میں سے ، دو قسموں سے مراد نر اور مادہ ہیں۔
ملاحظہ ہو عنوان : غنم

(ال) مغیرات تاخت کرنے والے گھوڑے

پ۳۰۔ سورۃ العادیات

اہلِ غزاء و جہاد کے گھوڑوں کے سلسلہ میں ایک وصف ان کا یہ بھی بیان ہوا ہے کہ وہ صبح سویرے دشمن پر تاخت کرنے والے ہوتے ہیں، گھوڑوں کے ذریعہ تاخت کرنا فوجی اعتبار سے ایک بلند مرتبہ چیز ہے۔

ملاحظہ ہو عنوان : عادیات

مکلّبین سدھائے ہوئے (شکاری) جانور (جمع، واحد: مکلّب)

پ۶۔ سورۃ المائدہ ع ۱

یہ نام صرف ایک جگہ آیا ہے، حلتِ حیوانات کے سلسلہ و سیاق میں کہ تمھارے لئے حلال ہے تمھارے سدھائے ہوئے شکاری جانوروں کا شکار!

یہاں شریعت نے اصل یہ رکھی ہے کہ سکھائے ہوئے، ٹریننگ پائے ہوئے جانور کا فعل اصلی شکاری ہی کا فعل سمجھا جائے گا، اور اس جانوروں کے سدھانے کی بڑی اہمیت شریعت نے تسلیم کی ہے۔

ملاحظہ ہو عنوان : جوارح

مِمّا امسکن علیکم جو کچھ وہ تمھارے واسطے روک رکھیں۔

پ۶۔ سورۃ المائدہ ع ۱

قرآن مجید میں ان سدھائے ہوئے شکاری جانوروں (کتے وغیرہ) کے سلسلہ میں آیا ہے کہ ان کا پکڑا ہوا شکار تمھارے لئے حلال ہے جیسے وہ تمھارے واسطے روکے رہیں (اور خود نہ کھائیں) علیٰ یہاں ل کے معنی میں ہے۔

فقہاء نے اس کا معیار کتے کے بارے میں یہ رکھا ہے کہ تعلیم پایا ہوا یا سدھا ہوا کتا وہ ہے جو شکار کو پکڑ کر خود نہ کھائے۔ ای حصن لحم ولم یاکل (قرطبی)، الامساک علی صاحبہ ان لا یاکل منہ (مدراک)۔ اور باز کے حق میں یہ رکھا ہے کہ اسے جب آواز دی جائے تو شکار کا پیچھا چھوڑ کر واپس چلا آئے، لیکن ان کا پس خوردہ بھی حلال رکھا ہے، قال ابوحنیفۃ وابویوسف ومحمد وزفر یوکل صید البازی وان اکل (جصاص)

ملاحظہ ہو عنوان: مکلبین

(۱۱) منخنقۃ گلا گھونٹا ہوا جانور

پ ۶۔ سورۃ المائدۃ ع ۱۔

جانور جن جن صورتوں میں حرام ہو جاتے ہیں، ان کی فہرست گناتے ہوئے قرآن مجید نے نام اس کا بھی لیا ہے، یا جو جانور گردن مروڑ کر مارا جائے یا گلا گھٹنے سے ہلاک ہو جائے، قرآن مجید نے حرام اسے بھی قرار دیا ہے۔

منطق الطیر چڑیوں کی بولی

پ ۱۹۔ سورۃ النمل ع ۲۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی زبان سے محل شکر نعمت میں ادا کیا گیا ہے کہ ہم کو پرندوں کی زبان بھی سکھا دی گئی ہے۔

ماہرین حیوانات کا بیان ہے کہ پرندوں کے حلق اور حنجرہ کے اندر کی ساخت اور ان کی رگیں، ریشے اور پٹھے، انسان سے بہت مختلف ہوتے ہیں، اس لئے انسانی معیار کے مطابق گفتگو پر تو پرندے قادر نہیں ہو سکتے، تاہم پرندے آوازیں تو نکالتے اور کسی نہ کسی رنگ کی بولیاں تو بولتے ہی رہتے ہیں، چنانچہ بعض ماہرین فن نے ان کی بولیوں کے سمجھنے کی کوشش بھی کسی حد تک کر لی ہے اور قرآن مجید کا بیان ہے کہ یہ نعمت حضرت سلیمانؑ (جن کا زمانہ فرماں روائی ۹۷۰ء تا ۹۳۱ء ق م تھا) کے حصہ میں آگئی تھی، روایات یہود میں بھی یہ ملتا ہے کہ سلیمان علیہ السلام درندوں اور پرندوں دونوں کی بولیاں سمجھ لیتے تھے۔

(جیوش انسائیکلوپیڈیا، جلد ۱۱ صہ ۱۳۹)

من یمشی علیٰ اربع — جو جانور چاروں (ہاتھ پیر) کے بل چلتے ہیں چوپائے

پ ۱۸۔ سورۃ النور ع ۵

خلقتِ حیوانی کے بیان میں یہ ارشاد ہوا ہے کہ اللہ نے ہر حرکت کرنے والا جانور پانی سے پیدا کیا ہے...... اور ان میں ایسے جانور بھی ہیں جو اپنے چاروں ہاتھوں پیروں پر چلتے ہیں۔

چوپایہ جانوروں کی آبادی دنیا کی حیوانی آبادی کا ایک بہت بڑا حصہ ہے، اور انسان کا جن جانوروں سے سابقہ رہتا ہے، چاہے وہ شہری اور اہلی ہوں، جیسے

کتا، بلی، اونٹ، گھوڑا، ہاتھی، خچر، گدھا، گائے، بیل، بھینس، بکری، بھیڑ، دنبہ وغیرہ یا جنگلی جانور اور وحشی ہوں۔ جیسے شیر، چیتا، بھیڑیا، ہرن، نیل گائے، گینڈا، لومڑی، گیدڑ وغیرہ وہ زیادہ تر چوپائے ہی ہیں۔ قرآن مجید نے ان سب کی تخلیق کو صانع مطلق کی قدرت و حکمت و صنعت کی شہادت میں پیش کیا ہے۔

من یمشی علیٰ بطنہ وہ جانور جو اپنے پیٹ کے بل چلتے ہیں، رینگنے والے جانور۔

پ ۸۔ سورۃ النور ع ۵

خلقتِ حیوانی کے بیان میں ارشاد ہوا ہے کہ اللہ نے ہر حرکت کرنے والا جانور پانی سے پیدا کیا ہے، چنانچہ ان میں ایسے جانور ہیں جو اپنے پیٹ کے بل چلتے ہیں اور یہ بجائے خود ایک دلیل ہیں اس صانع مطلق کے کمال صناعی اور کمال قدرت پر ۔۔۔ سانپ، اژدہے، کچھوے، مگرمچھ، گھڑیال، چھپکلی کے قسم کے بے شمار جانور اس طبقہ میں آجاتے ہیں، اور توحید اور قدرت کاملہ کا سبق ہدایت دینے کو کافی زائد ہیں۔

مچھلی بھی ایک معنی میں اس طبقہ میں آجاتی ہے۔

ملاحظہ ہو عنوان: خلق کل دابۃ من ماءٍ

من یمشی علیٰ رجلین وہ جانور جو اپنی دو ٹانگوں پر چلتے ہیں، دو پایہ جانور

پ ۱۸۔ سورۃ النور ع ۵

خلقتِ حیوانی کے بیان میں ارشاد ہوا ہے کہ اللہ نے ہر حرکت کرنے والے جانور کو پانی سے پیدا کیا ہے ..... اور ان میں وہ جانور بھی ہیں جو اپنے دو پیروں پر چلتے ہیں۔

خود انسان کا اس قسم کا جانور ہونا تو ظاہر ہی ہے، باقی چیل، کوّے، مرغی، گدھ، بطخ، بگلا، طوطا، مینا، فاختہ، کبوتر، باز، قمری، ہدہد وغیرہ سارے پرندے جس وقت ہوا میں اڑنے یا پانی میں تیرنے کے بجائے زمین پر چلتے ہوئے ہیں، تو دو پایہ ہی ثابت ہوتے ہیں،، اور بن مانس قسم کے جنگلی بندر بھی جب وہ لکڑی ٹیک کر دونوں پیروں کے بل چل رہے ہوں۔

(۱۱) موریات ۔ ٹاپ مار کر آگ نکال لینے والے گھوڑے۔

پ۳۰ ۔ سورۃ العادیات

اہلِ جہاد و غزا کے گھوڑیوں کو موقع شہادت میں پیش کر کے ان کی قسم کے ساتھ فرمایا ہے کہ پتھر پر ٹاپ مار کر آگ نکال لینے والے ـــ کنایہ ان کی کمال گرم روی اور تیز رفتاری سے ہے۔

ملاحظہ ہوں عنوانات: عادیات، قدحاً۔

(۱۲) موقوذۃ ۔ وہ جانور جو کسی ضرب سے ہلاکت ہو جائے۔

پ۶ ۔ سورۃ المائدہ ع ۱

جانور جن صورتوں میں حرام ہو جاتے ہیں ، ان کی فہرست میں ایک ایسی صورت کو شمار کیا گیا ہے کہ جو جانور چوٹ کھا کر مر جائے — فقہاء نے اس کے تحت میں بلا ذبح غلہ سے یا گولی سے مر جانے والے جانور کو بھی شامل کیا ہے ۔
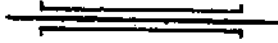
ن

ناقـــة

ناقة | اونٹنی
(۷) ناقة

پ۸۔ سورۃ الاعراف، ع ۱۰ (دوبار) پ۱۲۔ سورۃ ھود، ع ۶
پ۱۵۔ سورۃ بنی اسرائیل، ع ۶ پ۱۹۔ سورۃ الشعراء، ع ۸
پ۲۷۔ سورۃ القمر، ع ۱ پ۳۰۔ سورۃ الشمس ۔

یہ سات جگہ جہاں جہاں اونٹنی کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے حضرت صالح پیغمبر کی اونٹنی کے سلسلہ میں آیا ہے ۔ پہلی وہ جگہ ہے کہ اپنی قوم ثمود سے صالح نے کہا کہ یہ اونٹنی تمہارے لئے اللہ کا ایک نشان ہے اپنی معجزانہ پیدائش کی بنا پر، اسے چھوڑے رہنا کہ یہ زمین پر کھاتی چرتی پھرے ، اور اس کے ساتھ برائی سے نہ پیش آنا ، ورنہ تمھیں عذاب دردناک آپکڑے گا ۔۔۔ لیکن ان لوگوں نے اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں ، تیسری جگہ بھی اسی مضمون کا اعادہ خفیف لفظی تغیر کے ساتھ ہے ، چوتھی جگہ صرف اتنا ہے کہ ہم نے قوم ثمود کو اونٹنی دی تھی ، بصیرت کے ذریعہ کے طور پر ، لیکن انھوں نے اس کے ساتھ بڑا ظلم کیا ، پانچویں جگہ حضرت صالح کی زبان سے قوم ثمود کو یوں مخاطب کیا ہے ، کہ یہ اونٹنی ہے کہ اس کے پینے اور تمھارے پینے کا باری کا دن مقرر ہے ، اس سے

برائی سے نہ پیش آنا، ورنہ تمھیں سخت عذاب آپکڑے گا لیکن ان لوگوں نے اس کی کونچیں کاٹ دیں، چھٹی جگہ یہ اشارہ ملتا ہے کہ ہم اونٹنی ان کی طرف بھیجنے والے ہیں، ان کی آزمائش کے لئے تو آپ (اے صالح) انھیں دیکھتے بھالتے رہئے، اور صبر سے بیٹھے رہئے، اور انھیں خبر دے دیجئے، کہ پانی ان کے درمیان بانٹ دیا گیا ہے (اپنی) ہر باری پر باری والا حاضر ہوا کرے، لیکن انھوں نے اپنے رفیق یا سردار کو بلایا، اس نے اس پر وار کیا اور اسے ہلاک کر ڈالا۔ ساتویں جگہ قوم ثمود کے سلسلہ میں ہے کہ ان سے پیغمبر خدا نے کہا کہ اللہ کی (خاص نشانی) اونٹنی اور اس کے پانی پلانے کے بارہ میں خبردار رہنا مگر انھوں نے پیغمبر کو جھٹلایا اور اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں۔ اونٹنی کی پیدائش کسی اعجازی طور پر ہوئی تھی اور اس کی پرورش و نگہداشت کے کچھ احکام بھی خاص تھے، اور قدیم امتوں کے لئے ایسے خوارق اور ایسے احکام دونوں عام تھے، مقصود یہ تھا کہ اس کے ذریعہ سے کچھ بصیرت حاصل کریں، سو یہ تو کچھ نہ کیا، بلکہ الٹا اور ظلم کر کے اسے مار ہی ڈالا۔

سانڈنیاں تیز رفتاری میں گھوڑے کا مقابلہ کرتی ہیں، بلکہ منزل مارنے میں گھوڑے سے بھی چند قدم آگے ہی ہیں، ریل اور تار کے دور سے پہلے پیام رسانی کا تیز ترین ذریعہ سانڈنیاں ہی تھیں۔

ملاحظہ ہوں عنوانات: تعاطی، عقر، عقر(رھا)

(۱) نحل ۔ شہد کی مکھی، مماکھی۔

پ۱۴۔ سورۃ النحل ع ۹۔

ارشاد ہوا ہے کہ آپ کے پروردگار نے شہد کی مکھی کے دل میں القاء کی کہ تو (اپنا) گھر پہاڑوں میں بھی بنا، اور لوگ جو عمارتیں بناتے ہیں ان میں بھی پھر ہر قسم کے پھلوں سے رس چوستی پھر، اپنے پروردگار کے بتائے ہوئے) راستوں میں چل جو تیرے لئے آسان ہیں، اس کے پیٹ کے اندر سے ایک مشروب نکلتا ہے، جس کی رنگتیں مختلف ہوتی ہیں، اس میں لوگوں کے لئے شفا ہے، اس کے اندر بڑی نشانی ہے، ان لوگوں کے لئے جو غور و فکر سے کام لیتے ہیں۔

آیت کریمہ سے امور ذیل خاص طور سے روشنی میں آجاتے ہیں۔

۱۔ شہد کی مکھی کا گھر یا چھتا ایک خاص صنعت یا کاری گری کا نمونہ ہوتا ہے اور براہ راست القاء الٰہی تکوینی کا نتیجہ۔

۲۔ چھتے پہاڑوں پر بھی لگتے ہیں اور درختوں پر بھی اور اونچی عمارتوں پر بھی۔

۳۔ مکھی مختلف پھولوں سے رس چوس چوس کر اپنی غذا حاصل کرتی ہے۔

۴۔ مکھی دور دراز فاصلے طے کرا کر کے بلا بھولے بھٹکے اپنے چھتے تک پہونچ جاتی ہے۔

۵۔ یہ حقیر سا جانور اللہ کی خلاقی و صناعی کا ایک نادر نمونہ ہے۔

عربی لفظ وحی سے جو بہت وسیع مفہوم رکھتا ہے اردو کے محدود المعنی اور اصطلاحی لفظ وحی کا دھوکہ نہ ہو، جو صرف وحی نبوت کا مرادف ہے۔ عربی کا 'وحی' علاوہ تشریعی موقع کے تکوینی موقعوں کے لئے بھی بے تکلف آتا ہے، اور قرآن مجید میں متعدد مقامات پر محض القاء قلب کے معنی میں آیا ہے۔ مکھی اپنی سوجھ بوجھ، صنعت شہد سازی، سلیقہ مکان سازی، عقلی توانائی وغیرہ کے لحاظ سے ساری

حیوانی دنیا میں ممتاز ہے، ماہرین حیوانات نے اسی موضوع پر مقالوں اور رسالوں کا انبار لگا دیا ہے، اور ان خصوصیات میں اسے چیونٹی سے بھی برتر قرار دیا گیا ہے ——— حق تھا کہ اس ننھی سی مخلوق کی ذہانت خاصہ کو وحی الٰہی اپنی ہی جانب منسوب کرتی، واوحیٰ ربک الی النحل ای انہ تعالیٰ قدر الفنھا ھٰذہ الاعمال النجیبۃ (کبیر) علماء حیوانات کی جدید ترین تحقیقات ان سب نتائج کی توثیق وتحقیق اپنے رنگ میں کرتی ہے۔

مکھیوں کی کوئی ۲۰ ہزار قسمیں شمار میں آچکی ہیں، ہر چھتے میں تین طرح کی مکھیاں ہوتی ہیں۔ ایک مکھی سب کی ملکہ ہوتی ہے، اور سب اس کے حکم کے تابع ہوتی ہیں، کچھ نر ہوتی ہیں، ملکہ جس وقت اپنی پرواز عروسی میں اڑتی ہے، یہ نر بڑی تعداد میں اس کا پیچھا کرتے ہیں وہ اونچی سے اونچی ہوتی چلی جاتی ہے، یہ تھک کر رہ جاتے ہیں، ان میں کامیاب صرف ایک ہی ہوتا ہے، اس کے بعد ملکہ پھر نیچے آتی ہے اور پھر اسی طرح اڑان شروع ہوتی ہے۔ یہ ملکہ ایک دن میں ۲، ۳ ہزار انڈے دیتی ہے، مکھیوں کی بڑی تعداد کارکنوں کی ہوتی ہے۔ ان کا کام چھتے کی تعمیر اور اس کے انتظامات ہوتے ہیں، چھتے کے اندر ایک پوری دنیا آباد رہتی ہے ایک بڑے چھتے میں ۵۰، ۶۰، ۷۰ ہزار مکھیاں پورے آرام کے ساتھ گذر کرتی ہیں اور اس میں بڑھئی، معمار، کمہار وغیرہ کہنا چاہئے کہ ہر منظم انسانی پیشہ اختیار کئے ہوئے مکھیاں رہتی ہیں۔ کارکن مکھیوں کی عمریں اوسطاً ۶ مہینہ کی ہوتی ہے، ملکہ البتہ تین سال تک زندہ رہتی ہے جاڑوں میں مکھیاں مضمحل اور نیم مردہ سی پڑی رہتی ہیں۔ موسم بہار آتے ہی ان میں حرکت اور زندگی از سر نو پیدا ہو جاتی ہے۔

شہد کی لذت و حلاوت سے بچہ بچہ واقف ہے، جنگلی مکھیوں کا شہد لذیذ تر ہوتا ہے، اس کے رنگ مختلف ہوتے ہیں، سفید، سرخ، لاکھی، سیاہی مائل وغیرہ۔ اس کے طبی منافع پر ویدک یونانی فرنگی ساری طبیں متفق ہیں۔ شہد کے علاوہ دوسری چیز جو چھتے کے اندر تیار ہوتی ہے یعنی موم وہ بھی اپنے طبی فوائد کے لحاظ سے کچھ کم قابل قدر نہیں ـــــ مکھی کے ڈنک بھی بڑے سخت اور زہریلے ہوتے ہیں اور جن مکھیوں کے چھتے کو کوئی چھیڑ دیتا ہے، اور ان کا جھنڈ غضب ناک ہو کر اس پر حملہ کر دیتا ہے تو یہ حملہ بعض اوقات مہلک ثابت ہوتا ہے۔ ایسی نیش زن مخلوق سے شہد جیسی پر حلاوت و شفا بخش مشروب کا نکلتے رہنا یقیناً عجائب فطرت میں سے ہے۔

عہد عتیق و عہد جدید میں شہد کا ذکر تو کثرت سے آیا ہے اور موم کا ذکر بھی متعدد مقامات پر ملتا ہے، لیکن شہد کی مکھی کا ذکر عہد عتیق میں نسبتاً کم ہے، اور عہد عتیق جدید میں تو اتنا بھی نہیں، پھر عہد عتیق میں بھی جو ذکر ہے، وہ شہد سازی وغیرہ کے سلسلہ میں اتنا نہیں جتنا مکھیوں کی حملہ آورانہ حیثیت سے ہے۔

"تب اموریوں نے جو اس کوہ پر رہتے تھے تمہارا سامنا کیا اور شہد کی مکھیوں کی مانند تمہیں رگیدا" (استثناء ۱: ۴۴)

"انھوں نے مجھے شہد کی مکھیوں کی طرح گھیر لیا" (زبور ۱۱۸: ۱۲)

"اور دیکھو کہ وہاں شیر کی لاش میں شہد کی مکھیوں کا ہجوم اور شہد بھی تھا" (قاضیون ۱۴: ۸)

شہد عربوں کی خاص غذا رہا ہے، اور عرب میں بھی طائف کا شہد خاص

طور پر ممتاز ہے۔ شہد کے کارخانے اور مکھیاں پالنے یا نحل پروری کے کاروبار یورپ، امریکہ، ہندوستان سب کہیں کھلے ہوئے ہیں، اور شہد کی تجارت خوب زور پر ہے، لیکن ہیسٹنگز کی ڈکشنری آف بائبل جلد اول صفحہ ۲۴۶ میں ہے کہ امریکہ کے ایک شخص نحل پرور مکھیوں کی تلاش میں بیروت میں آ کر مقیم ہو گئے تھے، ان کا بیان تھا کہ شام کی مکھیاں یورپ کی عام مکھیوں سے اعلا ہوتی ہیں۔

(۱۱) نطیحۃ — سینگ سے مارا ہوا جانور

پ۶۔ سورۃ المائدۃ ع ۱

جانور جن جن حالتوں میں حرام ہو جاتے ہیں ان کی فہرست شمار کراتے ہوئے قرآن مجید نے ایسے جانور کو بھی ان میں داخل کر دیا ہے۔ مشرک جاہل قومیں حلت و حرمت حیوانات کے موٹے موٹے اور عام قاعدوں ہی سے واقف نہیں، چہ جائیکہ ان جزئیات اور ایسی باریکیوں سے۔

نعاج — دنبیاں، بھیڑیں (جمع، واحد: نعجۃ)

پ۲۳۔ سورۃ ص، ع ۲

ملاحظہ ہو عنوان: لغجۃ

نعجۃ — دُنبی، دنبہ کی ماں۔

پ۲۳۔ سورۃ ص ع ۲ (تین بار)

حضرت داؤد پیمبر و سلطان (متوفی ۱۰۳۳ ق م) کی خدمت میں ایک فریادی آکر عرض کرتا ہے کہ دیکھئے! یہ میرے بھائی ہیں، ان کے پاس ۹۹ دنبیاں ہیں، اور میرے پاس ایک ہی دنبی ہے، لیکن یہ کہتے ہیں کہ وہ بھی مجھے دے ڈال، اور بات چیت میں یہ مجھے دبائے لیتے ہیں۔ (حضرت داؤد نے) کہا کہ اس نے تیری دنبی اپنی دنبیوں میں ملانے کی فرمائش کر کے واقعی تجھ پر ظلم کیا۔

دنبہ جو بھیڑ کی ایک قسم ہے، فلسطین کا ایک خاص جانور تھا، گوشت اور دودھ دونوں کے لئے بہت عزیز، شام و فلسطین میں اس کے پالنے کا رواج عام تھا اور اس لئے اس کا کوئی قضیہ اگر حضرت داؤد کی عدالت میں پیش ہوا تو وہ بالکل مقتضائے مقام تھا۔

توریت میں اس کا ذکر قربانیوں کے سلسلہ میں بار بار آیا ہے:۔

"اس نے (خداوند نے) اسے (ابرام سے) کہا کہ تین برس کی ایک بچھیا اور تین برس کی بکری اور تین برس کا مینڈھا..... میرے واسطے لا"

(پیدائش ۱۵: ۱۰)

"تب ابرہام نے اپنی آنکھیں اٹھائیں، اور اپنے پیچھے ایک مینڈھا دیکھا جس کی سینگ جھاڑی میں اٹکے ہیں، تب ابرہام نے جاکر اس مینڈھے کو لیا اور اس کو اپنے بیٹے کے بدلے میں سوختنی قربانی کیلئے چڑھایا۔"

(پیدائش ۲۲: ۱۳)

کتاب خروج کا باب ۲۹ اور کتاب احبار کا باب ۹ مینڈھے کی قربانیوں کی تفصیل ہی کی نذر ہیں۔

مینڈھا لڑانا بعض قوموں میں ایک بہترین حربی تماشا سمجھا گیا ہے۔

(۱۱) نعم۔ چوپائے اونٹ

پ۷۔ سورۃ المائدۃ ع ۱۴

حالت احرام میں شکار کرنے والوں کے لئے کفارہ کے سلسلہ میں ارشاد ہوا ہے کہ اس کا جرمانہ اسی طرح کا ایک چوپایہ ہے، جس کو اس نے مار ڈالا نعم (صیغہ واحد) کا عام استعمال صرف ہی کے لئے ہوتا ہے۔ والنعم مختص بالابل وتسمیتہ بذالک لکون الابل عندھم اعظم نعمۃٍ (مفردات القرآن، راغب) لیکن اس سیاق میں فقہاء نے تصریح کی ہے کہ نعم سے مراد اونٹ، گائے بھینس بھیڑ اور بکری سب ہیں۔

نفشت۔ رات کو چرواہے کے بغیر بکریاں جا پڑیں۔

پ۱۷۔ سورۃ الانبیاء ع ۵۔

حضرت داؤد اور حضرت سلیمان کے سلسلہ میں یہ بیان آیا ہے کہ ان کی عدالت میں ایک کھیت کا مقدمہ پیش ہوا جس میں رات کے وقت کسی کی بکریاں جا پڑی تھیں، اور اس کھیت کو چر ڈالا تھا۔ رات کے وقت ریوڑوں اور جانوروں کے گلوں کا کھیتوں پر جا پڑنا اور انھیں صاف کر دینا ہر زرعی ملک کا عام واقعہ ہے ــــ اور نفش رات ہی میں جا پڑنے اور حملہ کرنے کو کہتے ہیں۔

قال الزھری: النفش لایکون الا باللیل (احکام القرآن، جصاص)

والابل النوافش المترددة فی امرعٰی بلا راع (مفردات القرآن ، راغب)
ملاحظہ ہو عنوان : غنم

(۱۱) نمل ۔ چیونٹیاں   جمع ۔ واحد : نملۃ

پ ۱۹ ۔ سورۃ النمل ع ۲ (دو بار)
حضرت سلیمان علیہ السلام پیمبر و سلطان (متوفی ۹۳۰ ق م) کے ذکر میں آتا ہے کہ ایک بار جب آپ اپنے لشکر سمیت چیونٹیوں کے میدان سے گذرنے لگے تو ایک چیونٹی نے پکار کر کہا کہ اے چیونٹیو! اپنے سوراخوں میں جا گھسو، کہیں سلیمان اور اس کا لشکر تمھیں روند نہ ڈالیں ۔ اور انھیں اس کی خبر بھی نہ ہو ۔
وادی النمل سے مراد کوئی ایسا میدان ہے جہاں جھنڈ کے جھنڈ چیونٹیاں جمع ہوں ، فلسطین میں یہ ہوتی بھی کثرت سے ہیں ، اس لئے وہاں ان کا پایا جانا بالکل قرین قیاس ہے ۔
جانوروں میں چیونٹیاں اپنی فہم و فراست کے لئے ضرب المثل کا درجہ رکھتی ہیں ، انھوں نے اگر فوج و لشکر کے گزرنے سے یہ نتیجہ تجربے سے اپنے لئے بھانپ لئے ہوں تو کوئی تعجب کی بات نہیں ۔
چیونٹیاں چھوٹی بھی ہوتی ہیں اور بہت چھوٹی بھی اور بڑی بھی ہوتی ہیں ، اور بڑے بڑے چیونٹے بھی ہوتے ہیں ۔ ان کی اوسط عمر ۱۰ سال کی ہے ، اکثر سیاہ رنگ کی بعض آدھی سادہ ہوتی ہیں اور آدھی سرخ اور بالکل لال چیونٹے بعض قسمیں پردار بھی ہوتی ہیں ، جانوروں میں ان کی ہمت اور مشقت معیاری

سمجھی جاتی ہے ، ان کی ایک ملکہ ہوتی ہے ، جس کے حکم کے سب تابع ہوتے ہیں۔ زیادہ تر چیونٹیاں مادہ ہوتی ہیں ، اور کارکن اور سپاہی ، ان کے نر زیادہ نہیں جیتے ، تھوڑی سی عمر پا کر مر جاتے ہیں ، اور ان کی ملکائیں اور کارکنائیں البتہ چھ چھ سات سات سال کی عمر پاتی ہیں۔ مٹھائی اور نمکین غذاؤں سے لے کر مردار تک یہ سب ہی کچھ کھا لیتی ہیں اور اپنی زندگی بڑی سلیقہ مندی اور با قاعدگی کے ساتھ گزارتی ہیں ، ان کے بل زمین دوز ہوتے ہیں اور اندر ہی اندر بہت دور تک پھیلے ہوئے ہوتے ہیں ، اور ماہرین کا بیان ہے کہ ان کے اندر سڑکیں بنی ہوتی ہیں ، نالیاں بنی ہوتی ہیں ، پل بنے ہوتے ہیں اور صفائی کا پورا انتظام رہتا ہے ، ان کے اندر فوجی نظام بھی ہوتا ہے ، اور بہت سی چیونٹیاں سپاہ کا کام کرتی ہیں ، ان کی قسمیں اب تک ۵ ہزار سے اوپر شمار میں آچکی ہیں۔

امثال سلیمان میں ان کا ذکر دو جگہ آیا ہے :۔

" اے کاہل آدمی چیونٹی کے پاس جا ، اس کو دیکھ اور دانش حاصل کر ، باوجودیکہ اس کا کوئی سردار کوئی حاکم نہیں ، گرمی میں اپنے لئے خورش تیار کرتی ہے اور درد کے وقت اپنے واسطے خوراک جمع کرتی ہے۔"

(امثال ۶ : ۶)

" چار ہیں جو دنیا میں حقیر ہیں لیکن بڑے سیانے ہیں ، چیونٹے ہر چند کہ زور مند خلقت نہیں لیکن وہ گرمی میں اپنے لئے خوراک جمع رکھتے ہیں۔" (امثال ۳۰ : ۲۵)

عہد عتیق کے علاوہ بھی یہود کے مذہبی نوشتوں میں چیونٹی کا ذکر بکثرت

سے ہے۔

نملۃ ۔ چیونٹی

پ۱۹۔ سورۃ النمل ع ۲۔
ملاحظہ ہو عنوان: نمل

(ذال) نون ۔ مچھلی

پ۱۷۔ سورۃ الانبیاء ع ۵

یہ لفظ ایک بار قرآن مجید میں آیا ہے کہ مچھلی والے (پیغمبر) کا ذکر کرو، یہ کہہ کر وہ خفا ہو کر چلے گئے تھے، مراد ان سے حضرت یونس پیغمبر (متوفی ۸۶۲ ق م) ہیں جنھیں ایک مچھلی زندہ نگل گئی تھی۔

مچھلی کے لئے ملاحظہ ہو عنوان: حوت

و
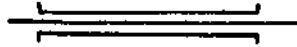
(۱ل) وحوش ۔ جنگلی جانور، انسان سے غیر مانوس جانور

پ۳۰۔ سورۃ التکویر

یہ لفظ صرف ایک جگہ آیا ہے، یوم حشر (نفخۂ اوّل) کے آثار و علامات کے سیاق میں ہے کہ جب آفتاب بے نور کر دیا جائے گا، اور ستارے جھڑ پڑیں گے..... اور جنگلی جانور اکٹھے کر دیئے جائیں گے۔

مراد یہ ہے کہ وہ وقت اتنا ہولناک اور پردہشت ہوگا کہ وحشی جانور تک جو عموماً ایک دوسرے کے دشمن ہوتے ہیں شدت ہول و اضطراب سے اپنی وحشیانہ فطرت تک کو بھول جائیں گے اور ایک دوسرے کے ساتھ اکٹھے ہو جائیں گے۔ —— جیسے آج بھی شدید سیلاب یا طغیانی کے وقت زہریلے سانپ مویشیوں بلکہ خود انسان کے ساتھ لپٹے ہوئے چپ چاپ بہتے چلے آتے ہیں اور اپنی موذیانہ فطرت کو کچھ دیر کے لئے بھولے رہتے ہیں۔

وحشی جانور کے معنی ہی یہی ہیں کہ اسے انسان سے انس نہ ہو، بلکہ وحشت ہو، شیر، چیتا، ریچھ، گینڈا، گیدڑ، بھیڑیا، لکڑبگھا سے لے کر سانپ، بچھو، گھڑیال مگرمچھ تک بے شمار انواع و اجناس کے جانور، خشکی اور تری اور ہوا میں اس قسم کے موجود ہیں، عین ظہور قیامت کے وقت ہر چیز کی قلب ماہیت ہو جائے گی،

پہاڑ اپنا وزن کھودیں گے، آفتاب بے نور ہو جائے گا اور اس عالم میں یہ وحشی بھی انسی بن جائیں گے۔

شدت ہول و اضطراب میں مضطر و بدحواس ہو کر اپنی وحشیانہ فطرت کو بھول جائیں گے اور ایک دوسرے کے ساتھ چپ چاپ اکٹھے ہو جائیں گے، جیسے کہ کبھی شدید سیلاب و طغیانی کے وقت زہریلے سانپ انسان کے ساتھ لپٹے ہوئے بہتے بہاتے چلے آتے ہیں، اور اپنی موذیانہ فطرت کو بھولے رہتے ہیں۔

حیوانات برخلاف نباتات کے نقل و حرکت پر قادر ہوتے ہیں اور برخلاف انسان کے نطق سے محروم ہوتے ہیں۔ جنگل کے جنگل اور سمندر کے سمندر ان سے بھرے پڑے ہیں، ان کی عمریں چند گھنٹوں سے لے کر صدہا سال تک کی انسان کے علم و مشاہدہ میں آچکی ہیں۔ حیوانات کی انواع کا بھی شمار موجودہ تحقیقات کے مطابق ۵ لاکھ سے اوپر ہے، بے شمار جانور ایسے ہیں جو انسان کے موذی دشمن ہیں، اور بیشمار جانور ایسے ہیں جو انسان کے بہترین خادم ثابت ہوئے ہیں۔

توریت میں جنگلی جانوروں کا ذکر شروع ہی میں آفرینش عالم و ما فی العالم کے سلسلہ میں آیا ہے:

"اور خدا نے کہا کہ زمین جانداروں کو ان کی جسم کے موافق مواشی کیڑے مکوڑے اور جنگلی جانور ان کی جنس کے مطابق پیدا کرے ..... اور خدا نے جنگل کے جانوروں کو ان کی جنس کے مطابق ..... بنایا۔"

(پیدائش ۱: ۲۴، ۲۵)

ان کا ذکر عہد عتیق میں بڑی کثرت سے ہے، اور عہد جدید میں اس سے بھی کمتر

آیا ہے۔ مشرک قوموں نے بہت سے جنگلی جانوروں کو بھوت پریت سمجھ کر ان سے خوف کھایا ہے اور بہتوں کو دیوتاؤں کا مظہر مان کر ان کی عظمت و تقدیس کی ہے،

ملاحظہ ہو عنوان : دابۃ

وارعوا انعامکم اور اپنے مویشیوں کو چراؤ۔

پ۱۶۔ سورۃ طٰہٰ ع ۲

پورے فقرۂ قرآنی کا ترجمہ ہے کہ کھاؤ (بھی) اور اپنے مویشیوں کو چراؤ (بھی) فقرہ حضرت موسیٰ کی تقریر کا ایک جزو ہے، جو انھوں نے مصر میں فرعونیوں کے سامنے کی تھی، مصری تمدن میں چوپانی، گلہ بانی کو ایک خصوصی حیثیت حاصل تھی، اور مویشیوں کا ایک خاص مقام تھا، اس لئے ان سے مخاطبت میں مویشیوں کا نام لینا عین مقتضائے عام تھا ــــ یوں بھی دنیا کے عام تمدن میں مویشیوں کی اہمیت کچھ کم نہیں۔

ملاحظہ ہو عنوان : انعام

(۱ل) وصیلۃ۔ وہ بچے جننے والی اونٹنی

پ۷۔ سورۃ المائدۃ ع ۱۳

ارشاد ہوا ہے کہ اللہ نے نہ بحیرہ کو شروع کیا ہے، نہ سائبہ کو، نہ وصیلہ کو۔

یہ سب اونٹنیوں کی ہی قسمیں ہیں، جنہیں مشرکین عرب مقدس قرار دے کر

آزاد چھوڑ دیا کرتے تھے، وصیلۃ وہ اونٹنی ہے جو مادہ بچے جنتی ہے، ان کی ایک خاص تعداد کے بعد اسے کسی دیوی دیوتا کے نام پر آزاد چھوڑ دیا جاتا تھا، اہلِ شرک کی رسمیں ہر ملک کی ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہیں۔ ہندوستان میں بھی بیل اور بھینسے بھوانی دیوی یا کسی اور کے نام پر سانڈ بنا کر آزاد چھوڑ دیئے جاتے تھے، قرآن مجید نے اس دستور کو بالکل ناجائز قرار دیا۔

ہ
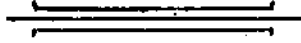
دال، هُدْهُدْ ۔ ہُدہُد ایک معروف موسمی پرندہ ۔

پ۱۹ ۔ سورۃ النمل ع ۲ ۔

حضرت سلیمان بن داؤد (متوفی ۹۳۰ ؁ق م) علاوہ پیمبر و بادشاہ ہونے کے پرندوں پر حکومت کرتے تھے، قرآن مجید میں ہے کہ ایک روز انھوں نے اپنے درباریوں کا جائزہ لیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میں ہدہد کو نہیں موجود پاتا ہوں، اس کے بعد وہ آیا اور اپنی وقتی غیر حاضری کی وجہ یہ بیان کی کہ میں شام سے جنوب عرب کی سلطنت یمن کے شہر سبا کو گیا ہوا تھا اور وہاں کی خبریں لے کر حاضر ہوا ہوں، پھر آپ نے اسے خدمت نامہ بری پر مامور فرمایا اور وہ شام سے یمن تک نامہ سلیمانی لے کر گیا، اور جواب لے کر آیا۔

ہدہد اصلی ایک طرف افریقہ اور دوسری طرف چین کا ہے، جاڑوں میں ہندوستان میں بھی آنکلتا ہے، شام و فلسطین میں موسم سرما ختم ہوتے ہی ماہ مارچ میں آجاتا ہے، اور کثرت سے آتا ہے اور ختم موسم سرما پر مصر و صحرائے افریقہ کو نکل جاتا ہے، یورپ کے ملکوں میں بھی پایا جاتا ہے، امریکا میں البتہ ابھی تک نہیں دیکھا گیا ہے۔ سر پر تاج نما کلغی کے ساتھ اس کا شمار بڑے خوش نما اور خوش رنگ پرندوں میں ہے، اور خاص شکل تو اس کی بالکل امتیازی ہے۔ جسامت عموماً ۱۲ انچ کی پائی گئی ہے، چونچ بڑی لمبی تیز اور خمدار ہوتی ہے، غذا کیڑے مکوڑے ہیں، جنوبی یورپ کے ملکوں میں اس کا شکار کثرت

سے ہوتا ہے ۔ اور بڑی رغبت سے کھایا جاتا ہے ان کی قوت پرواز بہت ہے ، اور اس کا ملک شام سے اڑ کر ملک یمن تک جانا کوئی ایسا مستبعد واقعہ نہیں۔

انجیل میں اس کا نام نہیں ملتا ، توریت میں دو جگہ آیا ہے اور دونوں جگہ حرام پرندوں کی فہرست میں :-

"اور پرندوں سے جن سے تم گھن کرو اور جن کو نہ کھاؤ ، اس لئے کہ وہ مکروہ ہیں یہ ہیں ۔۔۔۔۔ لق لق اور بگلا اور سب اقسام اس کی اور ہدہد اور چمگادڑ۔"

(الاحبار ۱۱ : ۲)

"ہر ایک پرندہ جو پاک ہے تم اسے کھاؤ گے لیکن وہ جن کا کھانا حرام ہے یہ ہیں ۔۔۔۔ ہدہد اور چمگادڑ۔" (استثناء ۱۴ : ۱۸)

(۵) ھدی — قربانی خانۂ کعبہ کے لئے

پ۲ ۔ سورۃ البقرۃ ع ۲۴ (۲ بار) — پ۶ ۔ سورۃ المائدۃ ع ۱

پ۷ ۔ سورۃ المائدۃ ع ۱۳ — پ۲۶ ۔ سورۃ الفتح ع ۳

ہدی وہ قربانی ہے جو مخصوص خانہ کعبہ ہی کے سامنے کی جائے ۔ الھدی مختص بما یھدی الی البیت (مفردات القرآن ، راغب) ھی اسم ما اشعر ای جعل شعاراً وعلماً (مدارک التنزیل) وھو ما یھدی الی بیت اللہ من بدنۃ اوغیرھا (قرطبی)

محل ذکر پانچ مرتبہ آیا ہے ۔ پہلے تین مقامات پر حج کے سیاق میں ہے کہ اگر تم گھر جاؤ تو قربانی کا جو بھی جانور میسر ہو ، اسے پیش کردو ، اپنا سر نہ منڈاؤ جب تک جانور

اپنے موضع (قربانی) تک نہ پہنچ جائے، لیکن تم حالت امن میں ہو تو پھر جو شخص عمرہ سے مستفید ہو اسے حج سے ملا کر تو جو قربانی میں اسے میسّر آئے وہ پیش کر دے، چوتھے مقام پر یہ آتا ہے کہ اے ایمان والو، بے حرمتی نہ کرو اللہ کی نشانیوں کی اور حرمت والے مہینوں کی اور حرم میں) قربانی والے جانوروں کی، پانچویں جگہ یہ ہے کہ اللہ نے کعبہ کے مقدس گھر کو انسانوں کے باقی رہنے کا مدار ٹھہرایا ہے۔

نیز حرمت والے مہینہ کو اور حرم میں قربانی کے جانور، چھٹی جگہ یہ لوگ وہ ہیں جنہوں نے کفر اختیار کیا، اور تم (مسلمانوں) کو مسجد حرام (تک پہونچنے) سے روک دیا، اور قربانی چوتھے مقام پر ہدی کی بے حرمتی سے مراد یہی ہے کہ اسے قربانی سے روک دیا جائے۔ چھٹا مقام خاصا تفصیل طلب ہے، رجب ۶ھ ہجری (مارچ ۶۲۸ء) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خواب کی بنا پر عمرہ اور زیارت کعبہ کا خیال پیدا ہوا، مکہ میں اس وقت تک مشرکین قریش کی حکومت تھی، آپ تقریباً ۱۴۰۰ احرام پوشوں کی جماعت کے ساتھ کہ طواف کعبہ کے لئے روانہ ہو گئے، شہر مکہ ابھی تین میل باقی تھا کہ مقام حدیبیہ پر آپ کو حکومت مکہ کی طرف سے مزاحمت کی اطلاع ملی، آپ نے آگے بڑھنے کے بجائے وہیں قیام فرما دیا اور پھر ایک طویل اور بڑی اہم کانفرنس کے بعد وہاں سے تشریف لے آئے، آیت میں مشرکین کے جرائم کا بیان ہوا ہے کہ یہ لوگ نہ صرف کفر و انکار پر قائم ہیں، بلکہ انھوں نے مسلمانوں کو پر امن و آشتی عمرہ و طواف سے بھی روک دیا، اور ان کے قربانی کے جانور بھی جنھیں وہ منیٰ کے مذبح میں ذبح کرتے واپس کرا دیئے۔

هدیاً۔ قربانی خانۂ کعبہ کے لئے۔

پ۷۔ سورۃ المائدۃ ع ۱۳

حالت احرام میں شکار کر لینے کے کفارہ پر ارشاد ہوا ہے کہ وہ جرمانہ خواہ ان روپیہ کی صورت میں ہو جو بطور نذر خانہ کعبہ کو پہونچائے جا رہے ہوں، خواہ مسکینوں کو کھانا کھلایا جائے۔

اور خانہ کعبہ تک ایسے مراد اس سیاق میں حدود حرم لی گئی ہے، حرمت فقہی کے اعتبار سے خانہ کعبہ اور کل حرم کا حکم یکساں ہے۔

ولم یرد الکعبۃ بعینہا فان الھدی لا یبلغہا اذھی فی المسجد وانما اراد الحرم ولا خلاف فی ھذا (قرطبی)

ملاحظہ ہو عنوان: ھدی

ی
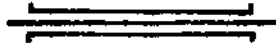
یاتینک سعیاً (پرند) تیری طرف دوڑتے چلے آئیں گے۔

پ۳۔ سورۃ البقرۃ ع ۳۵۔

حضرت ابراہیم سے ایک بار آپ کے ایک سوال کے جواب میں ارشاد ہوا کہ چار پرندوں کو لے کر اپنے سے ہلا لو، پھر انھیں کاٹ کر چار پہاڑوں پر رکھ دو اور انھیں بلاؤ تو وہ تمہاری طرف دوڑتے لپکتے چلے آئیں گے۔

ملاحظہ ہو عنوان: صرھن

یاکلہ الذئب۔ اسے بھیڑیا کھا جائے۔

سورۃ یوسف ع ۲

حضرت یعقوب سے جب آپ کے فرزندوں نے یوسف کو اپنے ساتھ سیر و تفریح میں لے جانے کی اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں اسے بھیڑیا نہ کھا جائے۔

ملاحظہ ہو عنوان: ذئب

(ل) یبتکن آذان الانعام

سورۃ النساء ع ۱۸

عرب مشرکوں میں ایک رسم یہ بھی جاری تھی کہ جن مویشیوں کو سانڈ بنا کر کسی دیوی، دیوتا کے نام پر آزاد چھوڑ دیتے، ان کے کان بھی چیر دیتے، قرآن مجید میں شیطان کی زبان سے اس کا یہ دعویٰ نقل کیا ہے کہ میں تیرے بندوں سے ضرور اپنا ایک حصہ لے کر رہوں گا، اور میں انھیں بہکاؤں گا، اور ان کے دلوں میں آرزوئیں پیدا کروں گا اور انھیں حکم دوں گا تو یہ مویشیوں کے کان چیر دیا کریں گے، جاہلیت کا یہ عام دستور تھا۔

یبحث فی الارض زمین میں کھودتا ہے۔

پ۶ - سورۃ المائدۃ ع ۵ -

کوے کے سلسلہ میں ذکر اس موقع پر آیا ہے کہ قابیل جب پہلا انسانی قتل اپنے بھائی ہابیل کا اپنے ہاتھ سے کر چکا، تو اب حیران یہ تھا کہ اس کے لاشہ کو کیا کرے اتنے میں نظر ایک کوّے پر پڑی جو زمین کھود کر دوسرے کوّے کی لاش دفن کر رہا تھا، یہ دیکھ کر اسے بھی عقل آگئی۔

ملاحظہ ہو عنوان : غراب

یطیر اُڑتا ہے۔

پ۷ - سورۃ الانعام ع ۴

طیر عربی لفظ میں پرندہ کو کہتے ہیں، اس کے عمل پرواز کو بھی عربی میں فعل طیر ہی سے ظاہر کرتے ہیں، قرآن مجید میں یہ لفظ ایک ہی بار آیا ہے، جہاں ارشاد یہ ہوا ہے

کہ کوئی پرندہ ایسا نہیں جو اپنے دونوں پروں سے اڑتا ہو، مگر یہ کہ وہ بھی تمھاری ہی طرح جماعتیں ہیں۔

یہ نوع انسانی سے مشابہت نوع طیور کی بتائی گئی ہے اور غالب خیال یہ ہوتا ہے ہے کہ یہ تشبیہ صفت محشوریت کے لحاظ سے ہے۔

ملاحظہ ہو عنوان : جناحیہ

یقبضن (اپنے پر) سکوڑ لیتے ہیں۔

پ۲۹۔ سورۃ الملک ع ۲

مشرکوں سے متعلق ارشاد ہوا ہے کہ کیا یہ لوگ اپنے اوپر کے پرندوں پر نظر نہیں کرتے کہ وہ کس طرح پر پھیلائے رہتے ہیں اور پھر کس طرح انھیں سکوڑ بھی لیتے ہیں۔

اگر انسان غور کرنا چاہے تو حق تعالیٰ کی حکمت، صنعت، قدرت، تینوں کی یہ دلیل کچھ کم ہے کہ وزن دار پرندوں کو کس کس طرح ہوا پر اپنا توازن قائم رکھنا سکھلایا گیا ہے — آج دنیا کے بڑے سے بڑے طیارچوں اور ہوابازوں کا کمال اس سے بڑھ کر اور کیا ہے کہ پرندوں کے اڑان کی انھوں نے خوب ہی نقالی کی ہے، یہ فقرہ بطور تعریض کے نہیں۔

پرواز کے ماہروں نے خود اپنی تحریروں میں لکھا ہے کہ ہوائی مشین کے پرزے پرندوں ہی کی ساخت کو پیش نظر رکھ کر بنائے گئے ہیں۔

ملاحظہ ہوں عنوانات : صافات، یمسکھن

یلھث پیاس سے ہانپتا جاتا ہے۔

پ۹۔ سورۃ الاعراف ع ۲۲

کتا جو پیاس سے زبان نکالے ہانپتا جائے، اس کے لئے عربی میں فعل لہث آتا ہے وھو ان یدلع لسانہ من العطش (راغب) قرآن مجید میں ذکر ایک ایسے شخص کا آتا ہے جو دینی اور ایمانی نعمتوں سے سرافرازی کے بعد مرتد ہوگیا، اور اس کے لئے یہ ارشاد ہوا ہے کہ اس کی مثال کتے کی سی ہے کہ اسے دھتکار دو تو اور اسے اس کے حال پر چھوڑے رہو تو (ہر حال میں) وہ زبان نکالے ہانپتا رہتا ہے۔ تشبیہ پریشان خاطری کے لحاظ سے ہے، یعنی جو شخص دین سے ارتداد اختیار کرلیتا ہے اس کا حال وحشت زدہ اور وحشت زدہ کتے کا سا ہو جاتا ہے، جسے سکون خاطر و راحت قلب کسی حال میں بھی نصیب نہیں — مفسرین کا خیال ہے کہ یہ اشارہ خصوصی ایک عیسائی درویش بلعم باعور کی جانب ہے جس کا ذکر توریت میں (کتاب گنتی وغیرہ) میں تفصیل سے آیا ہے۔

کتے کے لئے ملاحظہ ہو عنوان: کلب

یمسک ھن، انھیں تھامے رہنا ہے۔

پ۲۹۔ سورۃ الملک ع ۲

پرندوں کے سلسلہ میں مشرکوں سے خطاب ہے کہ وہ پرندوں پر نظر کریں، انھیں حالت پرواز میں بجز حق تعالیٰ کے کوئی بھی نہیں تھامے یا سنبھالے

رہتا ہے۔

پرندوں کی پرواز کی اعلیٰ مشینری پر قرآن مجید نے بار بار زور دیا ہے اور یہ راز اب بیسویں صدی میں جاکر کھلا اس قدرتی مشین کی نقالی اور تقلید سے اعلا ترین مشینیں، طیاروں، ہوائی جہازوں، ہوائی کلوں، ہوائی گھوڑوں کی ایجاد کی جاسکتی ہے۔

مثلاً ملاحظہ ہو عنوان: یقبضن

محققین اور علمائے کرام کی اہم اور بصیرت افروز تصنیفات

کتاب	مصنف
سیرت حضرت عائشہؓ	علامہ سید سلیمان ندویؒ
یادِ رفتگان	〃 〃
خطبات مدراس	〃 〃
حیات امام مالک	〃 〃
سیر افغانستان	〃 〃
آپ بیتی	مولانا عبدالماجد دریابادیؒ
معاصرین	〃 〃
بشریت انبیاء	〃 〃
سیرت نبویؐ قرآنی	〃 〃
دنیات ماجدی	〃 〃
قصص و مسائل	〃 〃
قرآن آپ سے کیا کہتا ہے	مولانا محمد منظور نعمانی
دین و شریعت	〃 〃
اسلام کیا ہے ؟	〃 〃
حضرت عثمان ذوالنورینؓ	مولانا سید احمد اکبرآبادیؒ
فہم القرآن	〃 〃
وحی الٰہی	〃 〃
مجالس صوفیہ	مولانا سید صباح الدین عبدالرحمٰنؒ
بزم رفتہ کی سچی کہانیاں	〃 〃
مسلمانوں کے عروج و زوال کے اسباب	〃 〃
قرآن مجید اور دنیائے حیات (جدید سائنس کی روشنی میں چند حقائق)	مولانا شہاب الدین ندوی
اسلامی شریعت علم اور عقل کی میزان میں	〃 〃
قرآن، سائنس اور مسلمان	〃 〃
تخلیق آدم اور نظریہ ارتقا	〃 〃

کتاب	مصنف
لغات القرآن	مولانا عبدالکریم پاریکھ
قوم یہود اور ہم قرآن کی روشنی میں	〃 〃
صدر یار جنگ (مولانا حبیب الرحمٰن خیروانی کی سوانح حیات)	مولانا شمس تبریز خاں
مسلم پرسنل لا اور اس کا عائلی نظام	〃 〃
اسلام اور غیر اسلامی تہذیب	شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ
سیرت خلفائے راشدینؓ	امام اہلسنت مولانا عبدالشکور فاروقیؒ
تاریخ مشائخ چشت	حضرت مولانا محمد زکریاؒ
معاشرتی مسائل	مولانا محمد برہان الدین سنبھلی
شبلی معاندانہ تنقید کی روشنی میں	سید شہاب الدین دسنوی
مولانا محمد علی مونگیریؒ	مولانا محمد الحسنی ندویؒ
جزیرۃ العرب	مولانا محمد رابع ندوی
تعلیم القرآن	مولانا اویس نگرامی ندویؒ
محدثین عظام اور ان کے علمی کارنامے	مولانا تقی الدین ندوی
حسن معاشرت	خیر النساء صاحبہ (مرحومہ) والدہ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی
ریاض الصالحین (اردو) دو جلدوں میں مکمل	امۃ اللہ تسنیم
اصح السیر	مولانا حکیم ابوالبرکات عبدالرؤف دانا پوریؒ
اسلام کا زرعی نظام	مولانا محمد تقی الدین امینی
مقالات سیرت	ڈاکٹر آصف قدوائیؒ
عیون العرفان فی علوم القرآن	قاضی مظہر الدین بلگرامی
سیرت الصدیقؓ	مولانا حبیب الرحمٰن خاں شیروانیؒ
عورت	افتخار فریدی
طوفان سے ساحل تک	محمد اسد سابق لیوپولڈ ویس
علم جدید کا چیلنج	وحید الدین خاں

ناشر: فضلِ ربی ندوی

مجلس نشریات اسلام ۱ - کے - ۳ ناظم آباد مینشن - ناظم آباد نمبر ۱ کراچی ۱۸

پندرھویں صدی ہجری کے لئے مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ العالی کا ایک عظیم تحفہ

ایک حیات آفریں پیغام

تاریخ دعوت وعزیمت

(چھ حصوں میں)

حصہ اوّل : پہلی صدی ہجری سے لے کر ساتویں صدی ہجری تک عالم اسلام کی اصلاحی و تجدیدی کوششوں کا تاریخی جائزہ، نامور مصلحین اور ممتاز اصحاب دعوت و عزیمت کا مفصل تعارف، ان کے علمی کارناموں کی روداد اور ان کے اثرات و نتائج کا تذکرہ۔

حصہ دوم : جس میں آٹھویں صدی ہجری کے مشہور عالم و مصلح شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ کی سوانح حیات، ان کے صفات و کمالات، ان کی علمی و تصنیفی خصوصیات، ان کا تجدیدی و اصلاحی کام اور ان کی اہم تصنیفات کا مفصل تعارف اور ان کے ممتاز تلامذہ اور منتسبین کے حالات۔

حصہ سوم : حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ، سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاؒ، حضرت مخدوم شیخ شرف الدین یحیٰی منیریؒ کے سوانح حیات، صفات و کمالات، تجدیدی و اصلاحی کارنامے، تلامذہ اور منتسبین کا تذکرہ و تعارف۔

حصہ چہارم : یعنی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندیؒ (۱۷۹ھ-۱۰۳۴ھ) کی مفصل سوانح حیات، ان کا عہد اور ماحول، ان کے عظیم تجدیدی و انقلابی کارنامے کی اصل نوعیت کا بیان، ان کا اور ان کے سلسلے کے مشائخ کا اپنی اور بعد کی صدیوں پر گہرا اثر اور ان کی اصلاحی و تربیتی خدمات۔

حصہ پنجم : تذکرہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ، احیائے دین، اشاعت کتاب و سنت، اسرار و مقاصد شریعت کی توضیح و تشریح۔ تربیت و ارشاد اور ہندوستان میں ملت اسلامی کے تحفظ اور تشخص کے بقا کی ان عہد آفریں کوششوں کی روداد، جن کا آغاز حکیم الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور ان کے اخلاف و خلفا کے ذریعے ہوا۔

حصہ ششم : حضرت سید احمد شہیدؒ کے مفصل سوانح حیات، آپ کے اصلاحی و تجدیدی کارنامے اور غیر منقسم ہندوستان کی سب سے بڑی تحریک جہاد و تنظیم، اصلاح و تجدید اور احیائے خلافت کی تاریخ۔ (دو جلدوں میں مکمل)

ناشر: فضل ربی ندوی

مجلس نشریات اسلام ۱-کے-۳ ناظم آباد مینشن، ناظم آباد ملا کراچی ۱۸

مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

کی چند اہم شاہکار تصنیفات

تاریخ دعوت و عزیمت مکمل (چوحصے)
مسلم ممالک میں اسلامیت اور مغربیت کی کشمکش
انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج و زوال کا اثر
منصب نبوت اور اس کے عالی مقام حاملین
دریائے کابل سے دریائے یرموک تک
تذکرہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی
تہذیب و تمدن پر اسلام کے اثرات و احسانات
تبلیغ و دعوت کا معجزانہ اسلوب
مغرب سے کچھ صاف صاف باتیں
نئی دنیا امریکہ میں صاف صاف باتیں
جب ایمان کی بہار آئی
مولانا محمد الیاس اور ان کی دینی دعوت
حجاز مقدس اور جزیرۃ العرب
عصر حاضر میں دین کی تفہیم و تشریح
تزکیہ و احسان یا تصوف و سلوک
مطالعہ قرآن کے مبادی اصول
سوانح شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا
خواتین اور دین کی خدمت
کاروان ایمان و عزیمت
سوانح مولانا عبدالقادر رائے پوری

نبی رحمت مکمل
حدیث کا بنیادی کردار
معرکۂ ایمان و مادیت
پرانے چراغ مکمل (دو حصے)
ارکان اربعہ
نقوش اقبال
کاروانِ مدینہ
قادیانیت
تعمیر انسانیت
حدیث پاکستان
اصلاحیات
صحبتے با اہل دل
کاروانِ زندگی مکمل
مذہب و تمدن
دستورِ حیات
حیات عبدالحئی
دو متضاد تصویریں
تحفۂ پاکستان
پاجا سراغ زندگی
عالم عربی کا المیہ

ناشر: فضل ربی ندوی — فون

مجلس نشریات اسلام، ناظم آباد مینشن۔ ا کے ۳، ناظم آباد نمبرا کراچی ۱۸